کلّیات ولی

مرتب

نورالحسن ہاشمی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقیِ انسانی وسائل، حکومت ہند

ویسٹ بلاک۔ 1 آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 110066

بہ اشتراک

اترپردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

یہ کتاب پہلی بار اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ سے 1989 میں شائع ہوئی تھی۔

قومی اردو کونسل کی پہلی اشاعت	:	اپریل 2008
تعداد	:	1100
قیمت	:	=/148 روپے
سلسلہ مطبوعات	:	1288

Kulliyat-e-Wali

Compiled by **Prof. Nurul Hasan Hashmi**

ISBN:81-7587-216-0

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔110066

فون نمبر: 26179657,26103381,26103938 فیکس: 26108159

ای۔میل urduduniyancpul@yahoo.co.in ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: گیتا آفسٹ پرنٹرس، سی 90، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیز۔1، نئی دہلی۔110020

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ایک قومی مقتدرہ کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ اردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے اس نے مختلف اقدام کیے ہیں جن میں کمپیوٹر ایپلیکیشن، ملٹی لنگول ڈی.ٹی.پی.، کیلی گرافی اور گرافک ڈیزائن اور اردو رسم الخط میں سرٹیفکیٹ کورس شامل ہیں۔ ان اقدامات کے ذریعے اردو زبان کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے اردو تعلیم کے منظرنامے کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کوشش کو بڑی حد تک کامیابی بھی ملی ہے۔

قومی اردو کونسل کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابوں کی طباعت اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اس لیے اردو زبان کا وہ کلاسیکی سرمایہ جو دھیرے دھیرے نایاب ہوتا جا رہا ہے، قومی اردو کونسل نے اس کی مکرر اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کا ایک اہم کام ان اردو کتابوں کی ترتیب و تہذیب اور ان کی اشاعت ہے جن کا شمار اردو کے کلاسیکی سرمائے میں ہوتا ہے۔ ان کتب کی اردو شائقین کے حلقوں میں جس قدر پذیرائی ہوئی ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔ اس لیے اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کی تمام مطبوعات کو ان کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر قومی اردو کونسل ایک باہمی معاہدے کے تحت ازسرنو شائع کرے گی۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب کو مرحوم نثار احمد فاروقی مع تصحیح و اضافہ شائع کروانا چاہتے تھے لیکن ان کے اچانک انتقال کی وجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ اس کتاب کے کمپوزڈ مسودے کو ان کے صاحبزادے نے قومی اردو کونسل میں اشاعت کے لیے جمع کیا تھا۔ اس سلسلے میں کونسل کے

وائس چیئرمین سے صلاح ومشورہ کیا گیا۔ ان کی ایما پر مسودے کو پروفیسر لئیق صلاح کے پاس وٹینگ کے لیے بھیجا گیا جو دکنی زبان سے بخوبی واقف ہیں۔ ان سے یہ بھی گذارش کی گئی تھی کہ اس مسودے کی وٹینگ کے وقت کلیات ولی کا جو ایڈیشن لاہور سے شائع ہوا تھا اس کو بھی پیش نظر رکھ کر اس کی وٹینگ کریں۔ پروفیسر لئیق صلاح نے نہ صرف اس مسودے کو اول تا آخر پڑھ کر اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازا جن کی روشنی میں کلیات ولی کے اس ایڈیشن کی تصحیح کروائی گئی بلکہ انھوں نے اس پر ایک مفصل دیباچہ بھی تحریر فرمایا جسے حرفے چند کے عنوان سے اس کلیات میں شامل کیا گیا ہے۔ کلیات ولی کا یہ نسخہ تمام ممکنہ جدید معلومات کی روشنی میں مکرر شائع کیا جارہا ہے۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

ڈاکٹر علی جاوید
ڈائرکٹر

فہرست ترتیب

فہرست کلّیاتِ ولی

ردیف 'ب'

ردیف 'ت'

ردیف 'ث'

ردیف 'ج'

ردیف 'ح'

ردیف 'خ'

ردیف 'د'

ردیف 'ذ'

ردیف 'ر'

ردیف 'م'

ردیف 'ن'

ردیف 'و'

ردیف 'ہ'

ردیف 'ی'

ضمیمہ 'ب'

حرفِ چند

''کلیات ولی'' مطبوعہ 1989 ، مرتبہ نورالحسن ہاشمی سے ولی کے قلمی دواوین کے علاوہ اس کی اشاعتوں سے آگہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی نے اس کلیات کو بسیط مقدمہ مع فرہنگ شائع کیا تھا۔ ولی کے کلام کی اشاعتوں کا سلسلہ ڈیڑھ سو سال سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ اس کی پہلی اشاعت بقول پروفیسر نورالحسن ہاشمی 1833 میں منظرِ عام پر آئی جسے فرانسیسی مستشرق گارساں دی تاسی نے مقدمے کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ کیا تھا۔ یہ مقدمہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے اردو میں کیا۔ سید محمد مدیر المومی نے ''جشنِ ولی'' کے موقع پر سمینار میں پیش کیے گئے مقالوں کو ''یادگارِ ولی'' کے عنوان سے شائع کیا۔ اس شمارہ میں ڈاکٹر یوسف حسین خاں کا مترجم مقدمہ بھی شامل ہے۔

1833 کے بعد ہندستان کے مختلف شہروں سے ''کلیات ولی'' کی مزید اشاعتیں منظرِ عام پر آئیں۔ ولی کا کلام 1290ھ اور 1341ھ میں سورت، لکھنؤ اور پونا سے شائع ہوا۔ 1927 میں احسن مارہروی نے ''کلیاتِ ولی'' کو انجمن ترقی اردو کے زیرِ اہتمام شائع کیا۔

پروفیسر نورالحسن ہاشمی کے بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ اہلِ نظر اُن اشاعتوں سے مطمئن نہیں تھے کیونکہ کسی اشاعت میں الحاقی کلام تھا اور کسی میں قدیم املا کو نظرانداز کر کے جدید املا کے طرز پر مرتب کیا تھا اور بعض مرتبین نے قلمی دواوین سے استفادہ نہیں کیا تھا، حتیٰ کہ انجمن ترقی کے مرتبہ ''کلیاتِ ولی'' میں بھی خامیاں موجود تھیں۔ مرتب نے قدیم املا کو نظرانداز کر کے متن کی بنیاد جدید املا پر رکھی تھی۔

مولوی عبدالحق کی نظر سے پیش رو مرتبین کے دواوین گزر چکے تھے۔ اُنھوں نے چاہا کہ ولی کا ایک معیاری کلیات شائع ہو۔ اُن کی نظرِ انتخاب نورالحسن ہاشمی پر پڑی۔ چنانچہ 1943 میں یہ کام موصوف کے سپرد کیا گیا۔ انھیں جس کلام پر شبہ کا احتمال ہوا اُسے ضمیمہ کے طور پر شامل کیا گیا۔ مندرجہ بالا سطور میں ''کلیات ولی'' کے الحاقی کلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اشعار غالباً ولی کے ہم عصر شعرا یا پھر اُن کے شاگردوں کے تھے۔ چند ایسے مرتب بھی تھے جنھوں نے تحقیق و تدوین کی دیانت داری کو بالائے طاق رکھ کر، سابقہ اشاعتوں کی من و عن نقل سے بھی گریز نہیں کیا۔ بقول نورالحسن ہاشمی، حیدر ابراہیم سیانی، اُستاد دکن کالج پونا نے 1341ھ/ 1921 ''دیوان ولی'' مرتبہ محمد منظور مطبوعہ حیدری بمبئی 1290ھ کے متن کی جوں کی توں نقل کر دی۔ صرف مقدمہ ہی ان کے زورِ قلم کا نتیجہ تھا۔

مولوی عبدالحق کی طرح، اختر جوناگڈھی بھی ''دیوان ولی'' کی موجودہ اشاعتوں سے مطمئن نہیں تھے۔ اس لیے انھوں نے اپنے ایک مطبوعہ رسالہ ''اردو'' 1946 میں ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی کی کاوشوں کو سراہا اور فروگذاشتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ 1946 میں نورالحسن ہاشمی کی تالیف (مطبوعہ 1945) کے تلف ہو جانے کے بعد مولوی عبدالحق کی ایما پر (جو پاکستان منتقل ہو چکے تھے) ایک اور کلیات 1954 میں مرتب کیا، جسے انجمن ترقی اردو کراچی نے شائع کیا۔ پروفیسر نورالحسن ہاشمی کو تحقیق سے خاصی دلچسپی تھی اور آدابِ تدوین سے بخوبی واقف تھے۔ اُنھوں نے ہمیشہ اپنی جدید اشاعت میں ترمیم و اضافہ کیا۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے چوتھے ایڈیشن میں جو 1982 میں فخرالدین علی احمد کمیٹی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ 1954 کے بعد کی جدید تحقیق سے استفادہ کرتے ہوئے مزید مواد شاملِ اشاعت کیا۔

1989 میں یو پی اردو اکادمی لکھنؤ نے بھی ''کلیات ولی'' مرتبہ نورالحسن ہاشمی کو اکادمی کی طرف سے شائع کرنا چاہا تب نورالحسن ہاشمی نے، جدید ایڈیشن کے لیے 1982 کے مرتبہ کلیات میں متن کے علاوہ مقدمہ وغیرہ میں بھی ترمیم و اضافہ کیا۔ ترتیب متن میں ولی کے دیوان عہد

محمد شاہی کوترجیح دی گئی تھی۔ کیونکہ بعض نسخوں میں الحاقی کلام کے شمول سے متن مشکوک ہو گیا تھا۔
''کلیات ولی'' مطبوعہ انجمن ترقی (ہند) 1945 میں عبد الستار صدیقی کا مضمون ''ولی کی زبان''
شاملِ اشاعت تھا، لیکن تیسرے ایڈیشن (1954) میں اس کی شمولیت نہیں تھی۔ یو پی اردو اکادمی
لکھنؤ کے مطبوعہ ''کلیات ولی'' 1989 میں اس کو پھر سے شامل کیا گیا۔ اس جدید ایڈیشن میں بلوم
ہارٹ کی فروگذاشتوں پر تنقید بھی کی گئی ہے۔ یو پی اردو اکادمی لکھنؤ کے مطبوعہ ''کلیات ولی'' کا
پیش لفظ مجلس انتظامیہ کے چیرمین پروفیسر محمود الٰہی کا تحریر کردہ ہے۔ موصوف نے اردو شاعری میں
ولی کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور ساتھ ہی ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے لکھا
ہے کہ انھوں نے ''کلیات ولی'' کی ترتیب وتدوین محققانہ انداز میں کی ہے۔

1996 میں ''الوقار پبلی کیشنز'' لاہور کے زیرِ اہتمام ''کلیات ولی'' شائع ہوا۔ ڈاکٹر سید
معین الرحمٰن صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج لاہور نے مقدمے سے قبل ''حرفے چند'' میں پروفیسر
نور الحسن ہاشمی کی مساعی کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ پروفیسر معین الرحمٰن نے لاہور ایڈیشن کو
جامع، معیاری اور ممکنہ حد تک اغلاط سے پاک قرار دیا ہے اور اس ایڈیشن کو، اُس وقت تک کی تحقیقی
پیش رفت کا رَس اور عکس بتلا کر اُس کی اہمیت اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ حقیقت اس
کے برعکس ہے۔ 1989 کے یو پی اردو اکادمی لکھنؤ کی اشاعت اور 1996 کے لاہور کی مطبوعہ نسخے
میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔ تمام متن یو پی اردو اکادمی لکھنؤ کی اشاعت سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا لاہور
ایڈیشن اس طرح کے کسی امتیاز کا حامل نہیں کہلایا جا سکتا، سوائے پروفیسر معین الرحمٰن کی تحریر کے جو
''حرفِ چند'' کے عنوان سے ہے، جس میں اجمالاً پروفیسر نور الحسن ہاشمی کا تعارف ہے، ساتھ ہی
ان کی تحقیق کی ژرف نگاہی کی تعریف کی ہے اور ولیؔ کے معاصرین ومتاخرین نے جن اشعار میں
ولی کی عظمت کا اعتراف کیا ہے، وہ یہاں درج ہیں۔ پروفیسر نور الحسن ہاشمی کے علاوہ، عبد الستار
صدیقی کے کوائف پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مرتب ''کلیات ولی'' کا مختصر سا پیش لفظ بھی ہے، جس
میں کچھ نئے انکشافات جن کا ذکر پچھلی اشاعتوں میں نہیں تھا، شامل ہیں۔

ولی کے کلام کے غیر مطبوعہ نسخے برصغیر کے علاوہ دنیا کے مختلف کتب خانوں (سرکاری و خانگی) میں موجود ہیں، لیکن ان قلمی نسخوں کے تعلق سے پروفیسر نورالحسن ہاشمی، ڈاکٹر زور اور مشفق خواجہ کے بیانات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر زور کے بیان کے مطابق غیر مطبوعہ نسخوں کی تعداد جن میں سنِ کتابت درج تینتیس (33) ہے اور چند مخطوطے ایسے بھی ہیں، جن کا کوئی ترقیمہ نہیں۔ ان میں بعض ناقص الاول اور بعض ناقص الآخر ہیں، اس لیے ان کی تاریخ کتابت کا تعین نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے نسخے بھی ہیں، جو مکمل حالت میں ہونے کے باوجود سنِ کتابت سے محروم ہیں۔ اس نوعیت کے نسخے تعداد کے لحاظ سے ستائیس (27) ہیں۔ مشفق خواجہ نے ''جائزہ مخطوطات'' میں مزید اُنیس ایسے نایاب نسخوں کی تفصیل پیش کی ہے، جن کا ذکر ڈاکٹر زور اور پروفیسر نورالحسن ہاشمی کے یہاں نہیں ہے۔ پروفیسر نورالحسن ہاشمی نے محمد اکرام چغتائی کے حوالے سے قلمی نسخوں کی تعداد جن پر تاریخ کتابت درج ہے، پینسٹھ (65) اور جن پر درج نہیں ترپن (53) بتلائی ہے۔ انھوں نے تینتیس (33) ایسی بیاضوں کی نشان دہی کی ہے، جن میں ولی کا کلام موجود ہے۔

1969 میں مشفق خواجہ نے ''جائزہ مخطوطات'' میں ولی کے کلام کے غیر مطبوعہ اور مطبوعہ نسخوں کی صراحت کی ہے، جن کتب خانوں میں قلمی نسخے موجود ہیں ان کی نشان دہی کرنے کے علاوہ ولی کے کلام کے انتخابات کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بات تعجب خیز ہے کہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی جنھوں نے اپنے مرتبہ ''کلیات ولی'' کی ہر نئی اشاعت پر نظرِ ثانی کر کے اپنی پچھلی اشاعتوں میں ترمیم و اضافے کیے تھے۔ اُس طرح کی سعی ''الوقار پبلی کیشنز لاہور'' کے مطبوعہ کلام کے لیے نہیں کی، ورنہ ''جائزہ مخطوطات'' میں مشفق خواجہ نے جن قلمی نسخوں یا انتخاب کا ذکر کیا ہے، وہ مواد اس جدید ایڈیشن میں ضرور شامل ہوتا۔ اس بات کا امکان ہے کہ ہاشمی صاحب کی نظر سے مشفق خواجہ کی یہ تصنیف نہیں گزری ہوگی لیکن پروفیسر معین الرحمٰن نے ''جائزہ مخطوطات'' جس کی اشاعت لاہور ہی سے ہوئی اُس سے صرفِ نظر کیوں کیا، ورنہ جن نئے نسخوں، کتب خانوں، دیگر

اشاعتوں کا بیان اس جدید ایڈیشن میں جس کی اشاعت الوقار پبلی کیشنز لاہور سے عمل میں آئی ضرور ہوتا اور یہ ایڈیشن پچھلی تمام اشاعتوں میں ممتاز گردانا جاتا، جس کا اظہار ''حرفِ چند'' میں پروفیسر موصوف نے کیا ہے۔

''جائزہ مخطوطات'' میں ولی کے کلام کے جن انتخابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:

1۔ فہرست نمبر 1 انتخاب کلام، مکتوبہ 1170ھ/ 1756 (ہماری زبان علی گڑھ، 8/جنوری 1969)

2۔ انتخاب دیوان حسرت کانپور 1943 یہ انتخاب، جو صرف دس صفحات پر مشتمل ہے ''انتخاب سخن'' کی جلد یازدہم میں شامل ہے۔ اس کی دوبارہ اشاعت یوپی اردو اکادمی لکھنؤ کے زیر اہتمام ہوئی۔

3۔ مولانا حسرت موہانی کا یہ انتخاب مکتبہ میری لائبریری، لاہور سے 1965 اور 1968، میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس انتخاب کے ساتھ دیوان ولی کا ایک اور انتخاب جسے محمد خاں اشرف نے مرتب کیا تھا، شامل ہے۔ اس کے آغاز میں محمد خاں اشرف کا مقالہ 'ولی کا لسانی شعور' بھی موجود ہے۔

4۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی نے ''دیوان ولی'' کا انتخاب مع مقدمہ و فرہنگ لکھنؤ سے شائع کیا تھا۔ جس کی دوبارہ اشاعت 1972 میں ہوئی۔ دراصل یہ انتخاب نصابی ضروریات کی تکمیل کے پیش نظر کیا گیا تھا۔ انتخاب کلام، صفحہ 75 سے صفحہ 206 تک ہے اور آخر میں فرہنگ بھی شامل ہے۔

مشفق خواجہ مرحوم نے ''جائزہ مخطوطات'' میں ستاون (57) ایسے تذکروں کی نشان دہی کی ہے، جن میں ولی کا کلام موجود ہے۔ علاوہ ازیں خود پاکستان میں جو نسخے ہیں، ان کا بھی ذکر ہے۔

1 ۔ دیوان ولی [1] 107، ولی گجراتی ، ایک نسخہ، مرتبہ رمضان 1135ھ/ 8رجون 1723۔

2۔ دیوان ولی[2] ولی گجراتی نمبر 108، کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی ،زمانہ کتابت، بارہویں صدی ہجری کا ربع آخر (قیاساً)

3 ۔ دیوان ولی [3] ولی گجراتی، کتب خانہ قومی عجائب گھر (کراچی نمبر 16 / 654، 1957۔

4۔ دیوان ولی[4] ولی گجراتی کتب خانہ مولانا ناظم نقوی،39 سی رضویہ سوسائٹی کراچی، زمانۂ کتابت بارہویں صدی ہجری کا ربع دوم (قیاساً)

5۔ دیوان ولی[5] کتب خانہ ڈاکٹر قاضی فضل عظیم 13-12/ سی ناظم آباد کراچی، تاریخ کتابت 3 ربیع الاول 1161ھ (م 3 مارچ 1748)

6۔ دیوان ولی[6] ولی گجراتی کتب خانہ قومی عجائب گھر کراچی، زمانۂ کتابت بارہویں صدی کا ربع آخر (قیاساً)

7 ۔ دیوان ولی [7] ولی گجراتی کتب خانہ معین الدین عقیل 483/ 51 بی، کورنگی کراچی 31،تاریخ کتابت 21رربیع الاول 1159ھ (13راپریل 1746)

مشفق خواجہ مرحوم نے تمام قلمی نسخوں کی تفصیل پیش کی ہے۔ حاشیہ میں نسخوں کے اختلافِ نسخ درج ہے۔موصوف نے ''جائزہ مخطوطات'' کی پیش کشی کے لیے انگریزی اور اردو کی ایک سوترسٹھ (163) کتابوں وفہرستوں وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

ان تمام امور کے پیش نظر، ولی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہد کا ایک عظیم شاعر تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ولی اردو ادب کی تاریخ میں ایک منفرد اور نمائندہ شاعر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، لیکن حیرت واستعجاب اس پر ہے کہ اس کے بارے میں بعض باتیں ہنوز تشنہ طلب ہی نہیں متنازع فیہ بھی سمجھی جاتی ہیں ۔ولی کے حالاتِ زندگی پر جب روشنی ڈالی گئی تو نام، سنِ پیدائش

اور مقامِ ولادت کے تعلق سے اختلاف پایا گیا۔ پیش رو محققین کسی ایک نقطۂ نظر کے حامی نہیں۔ گجرات کے افراد چاہتے ہیں کہ مختلف دلائل سے ثابت کریں کہ ولی گجرات کے متوطن ہیں، اور اورنگ آباد والے دعویدار ہیں کہ ولی کا تعلق ان کے شہر سے ہے۔ ہمارے تذکرہ نگاروں نے ان شکوک میں مزید اضافہ کیا۔ بعض تذکرہ نگار ولی کو متوطن گجرات بتلاتے ہیں۔ دوسروں نے ایسی مثالیں پیش کی ہیں، جن سے اس بات کا اظہار ہو کہ وہ اورنگ آبادی ہیں۔

ولی کے وطن کا تعین داخلی شہادتوں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان کے کلام میں بعض ایسے شعر ہیں، جن میں انھوں نے اپنا تعلق دکن سے بتلایا ہے۔ اس لیے وہ لوگ جو ولی کو اورنگ آبادی ثابت کرنا چاہتے تھے، انھیں اپنا اِدعا درست محسوس ہوا۔ لیکن اہلِ گجرات یہ ماننے کو تیار نہیں کہ ولی اورنگ آباد کے متوطن تھے۔ چنانچہ انھوں نے ولی کو گجرات کا باشندہ ثابت کرنے کے لیے اس بات کا اظہار کر کے ولی کے عہد میں گجرات کا شمار بھی ''دکن'' میں کیا جاتا تھا۔

اردو ادب کی تاریخ میں ولی کی وطنیت اور ان کے سوانحی حالات کی گتھی سلجھانا آسان نہیں ہے، بعض حقائق ایسے ہیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ان محققین کو حق بجانب سمجھا گیا، جنھوں نے ولی کو گجراتی کہا ہے اور اُن کے آباواجداد کا مسکن گجرات بتلایا تھا۔ اُن کا قیاس ہے کہ ولی ممکن ہے بعد ہجرت یا سیر کی غرض سے اورنگ آباد گئے ہوں گے اور سکونت اختیار کی ہوگی۔ ولی سیر و سیاحت کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔ اس زمانے کا سفر آج کی طرح آسان نہیں تھا۔ اس کے باوجود انھوں نے، احمد آباد، برہان پور اور سورت کی بھی سیر کی۔ سورت کو تو انھوں نے ''باب المکہ'' کہا اور پھر حج کی بھی سعادت حاصل کی۔

ولی نے اپنی مثنویوں میں گجرات اور شہر سورت کا ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے رفیقوں اور دوستوں کے فراق میں دلی جذبات و تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ ایک مثنوی ''شاہ وجیہہ الدین'' کے بارے میں منظوم کی تھی، جن کا تعلق گجرات سے تھا۔ ان داخلی شہادتوں سے ممکن ہے گجرات والے مطمئن ہو گئے ہوں گے، لیکن دکن والوں نے یہ اعتراض کیا کہ ولی نے اس مثنوی میں اپنے

اعزّ او اقربا کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اگر ان کی جدائی کا تذکرہ ہوتا تو یہ تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا کہ ولی کا اصلی وطن گجرات ہے اور اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ دوست احباب کی جدائی انھیں گراں گزری، جب کہ اپنے رشتہ داروں کی یاد نہیں آئی، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اس لیے دکن والوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ سیر وتفریح کی خاطر گجرات گئے ہوں گے۔ اس مقام کی کشش، اس سے لگاؤ اور وہاں کے لوگوں سے جو تعلقات قائم ہوئے۔ اس یاد کو تازہ رکھنے کے لیے ایسی نظمیں لکھی ہوں گی۔

اردو ادب کے مختلف شعرا و ادبا (میر، غالب، سرسید، رشید احمد صدیقی وغیرہم) جن کا وطن وہ نہیں تھا، جس شہر کے نام سے انھیں منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ امر کبھی بھی بحث وتمحیص کا موضوع نہیں بنا۔ لیکن ولی کا معاملہ پتہ نہیں کیوں ان سب سے مختلف ہے۔ جب تک مکمل حقائق وثبوت حاصل نہ ہوں، ان دونوں علاقوں کے افراد میں مصالحت ناممکن ہے۔

ولی کے دلّی کے سفر کے بارے میں بھی محققین متفق نہیں ہیں۔ کسی نے بتلایا کہ ولی تین مرتبہ دلّی گئے تھے۔ کسی نے کہا دو بار، دراصل ان محققین کو مغالطہ ہوا ہے۔ لیکن مزید تحقیق نے اس کا انکشاف کیا کہ ولی صرف ایک بار 1312ھ میں دہلی گئے تھے۔ کیوں کہ جو سن ان کی مراجعت کا بعد کی ملاقاتوں میں بتلایا گیا ہے۔ اس زمانے میں ولی اس دنیا سے کوچ کر گئے تھے۔ دوسرا یہ کہ ولی کی وفات کے بعد محمد شاہی عہد میں البتہ ولی کا دیوان دلّی پہنچا تھا۔

اس روایت کی تصدیق کہ ولی نے شاہ گلشن کے مشورے پر ''غزل گوئی'' کی طرف توجہ کی مشکوک سمجھی جاتی ہے۔ کسی نے انھیں شاہ گلشن کا شاگرد بتلایا ہے۔ بقول شمس الرحمٰن فاروقی ممکن ہے اُس زمانے میں استادی وشاگردی کی روایت نہ رہی ہو۔ البتہ سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لیے انھوں نے بیعت کی تھی۔ پہلی بات یہ کہ شاہ گلشن دہلی کے متوطن نہیں تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کا تعلق برہان پور سے بتلایا ہے۔ دیگر یہ کہ بعض محققین نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ولی جس عمر میں دلّی گئے۔ وہ اس وقت ایک پختہ مشق شاعر تھے۔ انھیں مشورہ سخن کی ضرورت غالباً نہیں

تھی اور شاہ گلشن اپنے وقت کی ایک مقدس ہستی ضرور تھی، لیکن ادبی حیثیت سے ان کا وہ مقام نہیں تھا جو ولی کا تھا۔ فارسی میں کچھ شعر موزوں کرلیا کرتے تھے۔ ولی کی ایک غزل کے بارے میں یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ شاہ گلشن کی عطا کردہ ہے لیکن کئی محققین اس بات کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ بعض نے کہا کہ صرف مطلع ان کا دیا ہوا ہے۔ باقی غزل ولی کی ہے۔

لسانی نقطۂ نظر سے بھی ولی کے کلام کو صرف گجرات یا اورنگ آباد (دکن) کی روایت کا پاس دار کہنا مشکل ہے، کیوں کہ اُس دور میں اردو زبان ارتقائی منازل طے کر رہی تھی۔ چند الفاظ جن کا شمار ہم ''گجری'' میں کرتے ہیں، وہ دکنی میں بھی مستعمل تھے۔ اس لیے حدِ فاصل قائم نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے ''لسانی جائزے'' کے تحت جن خیالات کا اظہار کیا ہے، وہاں انھوں نے ولی کی زبان پر نہ تو ''گجری'' کی مہر ثبت کی اور نہ دکنی کی، بلکہ عافیت اس میں سمجھی کہ اسے ''اورنگ آبادی'' اردو کہیں۔

ولی کے سنِ وفات کے بارے میں بھی اختلاف رائے ہے۔ کسی نے ان کا سنِ وفات 1155ھ بتلایا ہے اور بعضوں نے ان کی وفات کا تعین 1133ھ اور 1138ھ کے درمیان کیا ہے۔ چند اور محققین نے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ولی نے 1119ھ میں وفات پائی تھی۔ ان تمام امور پر شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنی کتاب ''اردو کا ابتدائی زمانہ'' میں اچھی بحث کی ہے اور کم و بیش ثابت کر دیا ہے کہ شاہ گلشن والی روایت غلط ہے اور یہ کہ ولی کا انتقال 1119ھ میں ہوا۔

ولی کی آخری آرام گاہ کے تعلق سے بھی متضاد رائیں ہیں۔ گجرات اور اورنگ آباد والے ایک دوسرے کے بیان کی تردید کرتے ہیں۔ ذوق نے کہا تھا۔

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

وہی حال ولی کا ہے۔ ایک گروہ ان کا مدفن گجرات بتلاتا ہے۔ دوسروں کا خیال ہے کہ ان کا مزار اورنگ آباد میں ہے۔ بقول یوسف ناظم ''ولی اورنگ آبادی اپنی رحلت کے بعد بھی چلتے

پھرتے رہے اور احمد آباد میں مزار کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔“

کلیاتِ ولی مطبوعہ 1989 اور 1996 میں بعض اشعار کا اِملا متن سے مختلف ہے۔ غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے متن کی تصحیح ہونی چاہیے مثلاً:

1۔ غزل نمبر 66، چوتھا شعر، ص 114، یوپی اردو اکادمی لکھنؤ، ص 107 الوقار لاہور ایڈیشن۔

2۔ غزل نمبر 73، دوسرا شعر ص 117 یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ ص 111، الوقار لاہور ایڈیشن۔

3۔ غزل نمبر 73، پانچواں شعر ص 117، یوپی اردو اکادمی لکھنؤ، ص 111، الوقار لاہور ایڈیشن۔

4۔ غزل نمبر 172، پانچواں شعر، یوپی اردو اکادمی لکھنؤ، ص 174، الوقار لاہور ایڈیشن۔

5۔ غزل نمبر 175، پہلا شعر، یوپی اردو اکادمی لکھنؤ، ص 164، الوقار لاہور ایڈیشن۔

”کلیاتِ ولی“ کی فرہنگ میں چند لفظوں کے معنی موجود نہیں ہیں ذیل دیے گئے الفاظ کی شمولیت فرہنگ میں ہونی چاہیے۔ اُن الفاظ کے معانی ذیل میں درج ہیں جو ”کلیاتِ ولی“ کے دونوں نسخوں مطبوعہ یوپی اردو اکادمی اور الوقار پبلی کیشنز لاہور میں موجود نہیں ہیں۔

1۔ (غزل نمبر 73) ”دوجا“: دکنی اردو کی لغت مرتبہ پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں دوسرا، ثانی ص 203 ”شہید یک رخ دے دوجے ڈنک بتائی“ انوار سہیلی، ابراہیم بیجاپوری۔

2۔ (غزل نمبر 155) ”کدھاں“: کب تک، دکنی اردو کی لغت مرتبہ پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں ص: 280، ”خدا جانے کدھاں ہوتا تھا تماشا“۔ سب رس، ملا وجہی۔ مطبوعہ مرتبہ عبدالحق اور سید ابوتراب خطائی نے بھی دکنی لغات میں ”کدھاں لگ“ کے معنی کب تک تحریر کیے ہیں۔

3۔ (غزل نمبر 159) ''دکنی اردو کی لغت مرتبہ مسعود حسین خاں میں (کھب: خم، پیچ، بل) کھبالا: گھنگریالا، پُر پیچ۔ ص: 292، ''پھاندے کرے دو زلف گھنگر وال کھبالے'' (کلیات شاہی۔ علی عادل شاہ ثانی (مطبوعہ) مرتبہ زینت ساجدہ۔

4۔ (غزل نمبر 196) ''برجا'' (دکنی اردو کی لغت: پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں) ''برجنا'': منع کرنا ص: 76 ''کون اب برجے مجھے اس باب'' (نوسر ہار، اشرف، قلمی، ادارہ ادبیات اردو)

5۔ (غزل نمبر 197) ''لوئی'': لگائی، عورت، بیوی (دکنی اردو کی لغت: پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں) 233،

پرت باندھ گھیرے بھی لایا جسے لوئی
النکار کنک جوں دستے نہ روئی

(بشارت الذکر: شمس العشاق قلمی، کتب خانہ سالار جنگ)

6۔ (غزل نمبر 222) ''بین'': بگھان، کیفیت، صدا، بول، بات ص: 107

''اپے کہنا ہوا، اپے سننا اپنے بین''

''دکنی اردو کی لغت'': پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں (سب رس۔ شمس العشاق قلمی کتب خانہ سالار جنگ) بین: گیت، نغمہ۔ دکنی لغات: سید ابوتراب خطائی۔

7۔ (غزل نمبر 245) ''وراں، ورا'': سوا (دکنی اردو کی لغت: پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں) ص: 363۔ ''حرام ہے حرم اُس کوں لیلیٰ وراں'' (لیلیٰ مجنوں، مثنوی عاجز، قلمی کتب خانہ سالار جنگ)

8۔ غزل نمبر 283) ''ناکس'': نالائق، کمینہ۔ ص: 349، ''اُنزاسی ناکس جوی'' (نوسر ہار۔ اشرف (قلمی) ادارہ ادبیات اردو) دکنی اردو کی لغت: پروفیسر حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں۔ ''ناکس'': نالائق (دکنی لغات: سید ابوتراب خطائی) ص: 136۔

9۔ غزل نمبر 291) ''رُس'': غصہ،ص:22 ''پھر اتر نہ دیوں گی کہ میں بھوں گانٹ بھا رس سوٗ'' (کلیات شاہی۔علی عادل شاہ مطبوعہ، مرتبہ زینت ساجدہ) (دکنی اردو کی لغت مرتبہ: مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)

10۔ (غزل نمبر 291) ''بَجس'' عظمت، بڑائی، نیک نامی۔ص:151

''جس کام میں نیت ثابت نیں وو کام بَجس کیا دے گا'' (سب رس۔ ملاوجہی۔ مرتبہ عبدالحق) دکنی اردو کی لغت: پروفیسر مسعود حسین خاں وغلام عمر خاں۔

''بَجس'': قوت، شہوت (دکنی لغات: سید ابوتراب خطائی)

11۔ (غزل نمبر 299) ''رقم'': قسم۔ص:95۔دکنی لغات: سید ابوتراب خطائی۔

12۔ (غزل نمبر 313) ''کھسل'': کھکل کھوکلا، بے جان (دکنی اردو کی لغت: مرتبہ پروفیسر مسعود حسین خاں و ڈاکٹر غلام عمر خاں)۔ یہاں بھی کتابت کی غلطی کا امکان ہے۔ سیاق وسباق کے لحاظ سے کھکل درست ہے۔ص:295۔

13۔ (غزل نمبر 330) ''جدھاں'': جب ص:150 (دکنی اردو کی لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)۔

14۔ (غزل نمبر 377) ''سبد'': (سبد، لفظ شبد، سنسکرت، دکنی اردو کی لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)۔

سبد، شبد: حرف، بات ''دکنی لغات'' سید ابوتراب خطائی۔

15۔ (غزل نمبر 377) ''تھیر'': قائم، قرار، مسلسل۔دکنی اردو کی لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)۔

16۔ (غزل نمبر 393) ''بانسلی'': بانسری، دکنی اردو کی لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)۔

17۔ (غزل نمبر 2 ص:348، لاہور ایڈیشن) ''خلت'': پرخلوص دوستی۔ دکنی اردو کی

لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)

18۔ (غزل نمبر 22 ص:387، لاہور ایڈیشن) ضمیمہ الف شط (شتت، شطت: ظلم، شطط) ص102، دکنی لغات۔ ابوتراب خطائی۔ شطت (ع) شطط: ظلم، دکنی اردو کی لغت۔ پروفیسر مسعود حسین خاں وڈاکٹر غلام عمر خاں)۔

''یک ساا و باغی سیوا جگ میں شطت پیدا کیا'' (علی نامہ)

یہ لفظ ''شطط'' ہی ہے۔ وزن کی موزونیت کی خاطر ایک ''ط'' شاید گرا دی گئی۔

پروفیسر لئیق صلاح

دیباچہ

اٹھارہویں صدی عیسوی میں جس کثرت سے دیوان ولی کے قلمی نسخے ملک میں رائج ہوئے اتنی کثیر تعداد میں کسی اور اردو شاعر کے خصوصاً اُس زمانے میں نہیں ہوئے۔ ایک تو اُس وقت چھاپہ خانے کا رواج نہ تھا، دوسرے یہ کہ ولی کا کلام مقبول بھی بہت ہوا تھا۔ اردو کے نئے ابھرتے ہوئے شعرا نمونے کے طور پر اور اردو شاعری کے قدرداں شوقیہ طور پر ریختہ کے اِس مقبول اور مستند صاحبِ دیوان شاعر کا کلام پیش نظر رکھنا چاہتے تھے۔ صرف ہندستان ہی میں نہیں یورپ کے کئی شہروں کی لائبریریوں میں اس کے دیوان کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد حیدرآباد کی لائبریریوں میں ہے۔

محمد اکرام چغتائی صاحب نے رسالہ اردو پاکستان (شمارہ جات جولائی و اکتوبر 1966) میں ولی کے دیوان کے قلمی نسخوں کی ایک فہرست شائع کی ہے جن میں سے 65 پر تاریخ کتابت درج ہے۔ 53 پر درج نہیں۔ پھر اس کے بعد 33 بیاضوں کی بھی نشان دہی کی ہے جو ہند و پاک میں مختلف مقامات پر ہیں اور ان میں ولی کی متفرق غزلیں درج ہیں۔ مزید تلاش کی جائے تو اور بھی متعدد نسخے منظر عام پر آسکیں گے۔ مثلاً ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے صرف ایک نسخے کا ذکر، مذکورہ فہرست میں ہے، حالاں کہ وہاں دو نسخے موجود ہیں۔ رضا لائبریری رام پور میں دو نسخے ہیں۔ یوپی آرکائیوز الہ آباد میں ایک، خدابخش لائبریری پٹنہ میں چار، وقس ہذا۔ بعض لوگوں کے ذاتی کتب خانوں میں بھی ہوں گے۔ میرے پاس بھی دو بوسیدہ و کرم خوردہ نسخے موجود ہیں۔ غرض کہ ڈھونڈنے سے اور بھی مل سکتے ہیں اور اگر ان سب کی تفصیلی فہرست بنائی جائے تو یقیناً اپنی

جگہ پر وہ خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی۔

بہر حال اب تک جتنے نسخے دریافت ہو چکے ہیں، ان میں سے درج ذیل بڑی اہمیت رکھتے ہیں:

1۔ نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ۔ نمبر شمار 126، تعداد اوراق 83، تعداد سطور ہر صفحہ مختلف 17 تا 19، خط شکست، نام کاتب ندارد، تاریخ 1120ھ بمقام اورنگ آباد۔ یہ نسخہ قدیم ترین ہے۔ یہ نواب نصیر حسین خاں خیال کی ملکیت تھا۔ اُس وقت مولانا احسن مارہروی صاحب (مرتب کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، ہند 1927) نے اس سے استفادہ کیا تھا۔ اس کے بعد غالباً پروفیسر محفوظ الحق صاحب مرحوم سے خدا بخش لائبریری پٹنہ نے ستمبر 1955 میں اسے حاصل کر کے محفوظ کر لیا اس کا ترقیمہ یہ ہے:

''بحمد اللہ المنہ در شہر اورنگ آباد کتاب دیوان ولی با تمام رسید بتاریخ بست ششم ماہ ربیع الاول روز جمعہ 1120ھ۔''

دیوان غزلیات کے بعد 5 قصیدے ہیں پھر مثنوی۔

الٰہی دل اُپر دے عشق کا داغ

اس کے بعد ایک ترجیع بند اور چند مخمسات اور متفرق اشعار۔ ولی کا تخلص غزلوں میں شنگرفی روشنائی سے دیا گیا ہے جہاں سے دیوان شروع ہوتا ہے۔ سرورق پر کچھ پھول پتیاں بنی ہوئی تھیں، جن کا صرف تھوڑا سا حصہ اب باقی رہ گیا ہے۔ مخطوطہ کا کاغذ چوں کہ کمزور ہو گیا تھا، اس لیے اس پر پتلا روغنی کاغذ چڑھا دیا گیا ہے۔ غزلوں کی تعداد ردیف وار اس طرح ہے:

الف : 81 ، ب:3، ت:5، ث:5 ، ج:4، ح:3، خ:2، د:7 ،

ذ: 2، ر : 19، ز: 6، س: 1 ، ش: 1 ، ص: 1،ض: 3 ،

ط:1،ظ:2، ع:1، غ:1 ،ف:2 ، ق:1،ك:1، ل:10، م:8،

ن:70 ، و :12، ہ : 11 ، ی:131، کل تعداد 394۔[1]

2۔ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ بہادر، حیدرآباد دکن، تعداد اوراق 73، 21 سطری، نام کاتب خیرالدین۔ کاتب نے ترقیمہ میں اگرچہ اپنے خط کو شکستہ لکھا ہے لیکن دراصل خط نستعلیق میں ہے۔ طلائی جدول ہے۔ ترقیمہ یہ ہے:

''تمام شد، کار من نظام شد، نسخہ دیوان ولی بخط شکستہ و ناشایستہ۔
خیرالدین، بتاریخ نہم شہر ذی الحجہ 1125ھ تحریر یافت۔''

غزلوں کی تعداد 347 ہے۔ ردیف وار تعداد حسب ذیل ہے:

الف : 78، ب:5، ت:7، ج:4 ، ح:2، خ:2، د:7 ، ذ:1،
ر:19، ز:6 ، ش:1 ، ض:3 ، غ:1، ف:3 ، ل:14، م:6،
ن:57 ، و :8، ہ:7، ی:116 ۔

3۔ نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور (اورینٹل سیکشن، ذخیرہ شیرانی نمبر 1505) اوراق 101 خط شکستہ آمیز، غزلیات کے علاوہ قصائد، مخمسات اور مثنویات بھی ہیں۔ ترقیمہ یہ ہے:

''دیوان اشعار ولی مسمی سید ولی محمد مرحوم بتاریخ چہاردہم شہر محرم الحرام
سنہ 8 از جلوس میمنت مانوس محمد شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ تعالیٰ ملکہٗ وسلطانہٗ۔
روز چہارشنبہ وقت چاشت در بلدۂ خیر البلاد احمد آباد حمیت عن الفساد بخط
فقیر حقیر اضعف العباد، کلب محبوب سبحانی، نمود بے بود ثناء اللہ فانی سمت
انجام وصورت اتمام پذیرفت۔''

(نوٹ)

(ان کا تخلص ثنا تھا (مخزن شعرا۔ نورالدین فائق مطبوعہ 1933) ولی

---

[1] ن پٹنہ کی ان اطلاعات کے لیے ڈاکٹر مطیع الرحمٰن صاحب اور ڈاکٹر سید حسن صاحب کی کرم فرمائیوں کا ممنون ہوں۔ (ہاشمی)

کے شاگرد تھے۔ یہاں ''فانی'' بطور صفت اور قافیے کی رعایت سے آیا ہے۔'')

اس نسخے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار ولی کا پورا نام اور ان کو مرحوم لکھا گیا ہے۔1

4۔ نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی: اوراق 105، اس میں 308 غزلیں ایک قصیدہ، آٹھ مخمس، سات رباعیاں (جن میں سے چار موجودہ نسخے میں بھی موجود ہیں۔ بقیہ تین زائد ہیں) اور چار مستزاد ہیں۔

اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں حسن مفتی کا کہا ہوا ولی کی تاریخ وفات والا وہ قطعہ 2 درج ہے جسے سب سے پہلے مولوی عبدالحق مرحوم نے رسالہ اردو شمارہ جنوری 1934 (ص196 تا198) میں شایع کیا تھا وہ قطعہ یہ ہے:

مطلع دیوان عشق سید ارباب دل   والی ملک سخن صاحب عرفاں ولی

سال وفاتش خرد از سر الہام گفت   باد پناہِ ولی ساقیِ کوثر علی

1118+1119ھ   1118+1119ھ

5۔ نسخہ نوشتہ 1125ھ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن اوراق 124، 13 سطریں فی صفحہ۔ خط شکستہ آمیز نستعلیق، عنوانات سرخ روشنائی میں۔ ناقص الاول۔ کاتب کا تخلص مبتدی ہے۔ اس نے اس دیوان میں جگہ جگہ اپنا کلام بھی درج کیا ہے اور ولی کی بیس سے زاید غزلوں کی تضمین کی ہے۔ اس دیوان ولی میں غزلیات، مخمسات، رباعیات، ترجیع بند،

---

1 دیوانِ ولی کے قلمی نسخے:
از محمد اکرام چغتائی۔ مطبوعہ رسالہ اردو، کراچی، شمارہ جولائی 1966۔

2 1986 میں لکھنؤ میں ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی، دورانِ گفتگو انھوں نے کہا کہ میں نے اس قطعہ کے متعلق دریافت کروایا تو معلوم ہوا کہ یہ قطعہ اُس خط میں نہیں لکھا ہے جس میں دیوان لکھا ہے۔ کسی دوسرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس لیے امکان ہے کہ کسی دوسرے ولی کے متعلق ہو۔ (ہاشمی)

فردیات وغیرہ درج ہیں اور بعد کو جو غزلیں یا ولی کا دیگر کلام ملا اسے حاشیے پر درج کر دیا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ اس میں بعض جگہ ولی کا نام ''ولی محمد'' لکھا ہے اور کہیں ''محمد ولی) اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اُس وقت بھی ولی کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا تھا۔

6۔ نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن۔ نمبری 115 ، اوراق 134 ، 11 تا 15 ، سطریں فی صفحہ۔ خط شفیعا۔ کاتب محمد تقی ولد سید ابوالمعالی۔ اس میں 388 غزلیں، 6 قصیدے، 3 مستزاد، 9 مخمس، 29 رباعیاں، 29 فردیات اور دو ترجیع بند ہیں، کئی غزلیں حاشیے پر لکھی ہیں۔ (چند دوسرے شعرا کی غزلیں بھی حاشیے پر درج ہیں۔)

معلوم ہوتا ہے کہ کاتبِ نسخہ نے کسی ایک نسخے سے ولی کا کلام نقل نہیں کیا ہے بلکہ جیسے جیسے غزلیں ملتی گئیں، انھیں حاشیے پر بڑھاتا گیا ہے۔ ایک مستزاد کے ضمن میں لکھا ہے۔ ''ایں مستزاد نیست سہواً غلط نوشتہ شد۔'' پھر وہیں لکھا ہے۔ ''مستزاد نیست ریختہ ردّ العجز است۔ ناقص ماندہ است از دیگر دیوان می نویسم۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ولی کے کئی متداول دیوان سامنے رکھ کر اپنا یہ نسخہ تیار کیا ہے۔

اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحت کلام کی طرف بہت توجہ دی گئی ہے۔ بعض جگہ متروک الفاظ کے معنی بھی دے دیے گئے ہیں ترقیمہ یہ ہے:

> ''تمام شد دیوان مغفرت نشان میاں ولی محمد مرحوم متوطن دکن بتاریخ دویم شہر ذی قعدہ، 1156ھ بروز پنج شنبہ بوقت صبح تحریر یافت۔ مالک و کاتب ایں دیوان عاجز المذنب محمد تقی ولد سید ابوالمعالی است کسے کہ دعویٰ کند باطل است۔''

اہلِ دکن اس نسخے کو اس لیے بہت اہمیت دیتے ہیں کہ ابوالمعالی ولی کے صادق دوستوں میں سے تھے۔ بقول بعض وہ دہلی بھی ولی کے ساتھ آئے تھے اس لیے ان کے بیٹے محمد تقی نے ولی کو جو متوطن دکن لکھ دیا ہے تو پھر ولی کو کسی اور جگہ کا باشندہ نہ ماننا چاہیے۔

دیوان ولی کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا سہرا سب سے پہلے فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی کے سر بندھا۔ اُس نے آٹھ نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد 1833 میں اسے پیرس سے دوجلدوں میں شائع کیااوراس پر فرانسیسی زبان میں ایک مقدمہ بھی لکھا۔
(اس مقدمے کا اردو ترجمہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کا کیا ہوا ''یادگار ولی'' مرتبہ سید محمد صاحب 1937 میں چھپ چکا ہے) اس مقدمے میں اس نے ولی کے حالات زندگی اور شاعری سے بحث کی ہے۔ پہلی جلد میں دتاسی کے مقدمے کے علاوہ 144 صفحات میں دیوان کا متن ہے۔ دوسری جلد میں ولی کے بعض اشعار پر حواشی ہیں اور اختلافات نسخ بتائے ہیں۔

اس کے بعد 1290ھ/1873ء میں سورت کے مشہور شاعر میاں سمجھو کے ایک شاگرد محمد منظور متخلص بہ منظور نے کچھ تصحیح کے ساتھ ولی کا دیوان مطبع حیدری بمبئی سے شائع کیا۔ یہ اب نایاب ہے۔ اس کے چند سال بعد نول کشور نے دیوان ولی 1295ھ/1878ء میں شائع کیا۔ پھر 1341ھ/23-1922ء میں اسے حیدر ابراہیم سایانی نے پونا سے شائع کیا۔ یہ تینوں ایڈیشن بقول اختر جوناگڈھی صاحب ناقص اور نامکمل تھے جن کی ترتیب میں قدیم مخطوطات سے استفادہ نہیں کیا گیا تھا۔ نول کشوری نیز سایانی ایڈیشن میں تو ولی کی زبان اور املا کو زمانۂ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی۔

بعدازاں ولی کے دیوان کی طباعت واشاعت کا کام انجمن ترقی اردو (ہند) نے سنبھالا اور اس نے مولانا محمد احسن مارہروی مرحوم کا مرتب کردہ کلیات ولی ایک مبسوط مقدمہ وفرہنگ کے ساتھ 1927 میں ٹائپ میں شائع کیا۔ احسن مارہروی صاحب نے اسے واقعی بڑی محنت سے ترتیب دیا تھا۔ چھ قلمی نسخوں، تین مطبوعہ نسخوں سے مدد لینے کے علاوہ مختلف تذکروں اور رسالوں سے بھی استفادہ کیا تھا[1]۔ مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے ولی کا جو کلام احسن مارہروی صاحب

1۔ جو قلمی نسخے احسن مارہروی صاحب کے پیش نظر رہے ان کی فہرست یہ ہے:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کو نہ مل سکا تھا اسے بطور ضمیمہ 1 اس میں شامل کر دیا تھا۔ ساتھ ہی انجمن میں جو نسخے موجود تھے ان سے پورے متن کا مقابلہ مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی سے تیار کرا کے بطور ضمیمہ 2 بھی اس میں شامل کر دیا تھا۔ یہ بڑے کام کی چیز تھی 1۔

لیکن اس کلیات میں ایک تو طباعت کی بہت غلطیاں تھیں، دوسرے بعض دوسرے شعرا کے اشعار یا غزلیں بھی اس میں شامل ہو گئی تھیں۔ مقدمہ بہت طویل ہو گیا تھا۔ اس میں تکرار مضامین کے علاوہ بعض غیر ضروری باتوں پر بحث بھی شامل ہو گئی تھی، فرہنگ بھی ناقص تھی، بہت سے الفاظ کا املا زمانۂ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا، اس لیے ضرورت ہوئی کہ جب وہ ایڈیشن ختم ہو جائے تو دوسرا ایڈیشن زیادہ توجہ کے ساتھ ترتیب دے کر شائع کیا جائے۔

غالباً 1943 کی بات ہے جب مولوی عبدالحق صاحب نے یہ کام میرے سپرد کیا تھا اور انجمن میں جتنے نسخے تھے اور جو مزید آ گئے تھے، سب میرے حوالے کر دیے تھے 2 کہ ان کی مدد سے تصحیح اور ترتیب نو کی جائے۔ مجھے اس وقت اس قسم کے کام کا کوئی اندازہ نہ تھا اور اسے آسان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(1) ان کا ذاتی نسخہ نوشتہ 1154ھ (2) حبیب الرحمٰن شروانی صاحب کے کتب خانے کا نسخہ نوشتہ بعہد محمد شاہ۔ (3) مولوی سبحان اللہ خاں رئیس گورکھپوری کا نسخہ نوشتہ 1185ھ (4) مولوی غلام سجاد بدایونی صاحب کا نسخہ ناقص الطرفین (5) نواب نصیر حسین خاں خیال عظیم آبادی کا نسخہ نوشتہ 1120ھ ۔ یہ اب خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ (ہاشمی)

1۔ جن نسخوں سے مقابلہ کرایا گیا تھا وہ ترتیب وار یہ ہیں: (1) قلمی نوشتہ 27 ربیع الثانی 1141ھ نام کاتب ندارد (2) قلمی نوشتہ 5 ذی قعدہ 17 جلوس محمد شاہی کاتب محمد جعفر (3) قلمی نسخہ 21 جمادی الاول 1229ھ (4) اور (5) دو قلمی نسخے ایک خوش خط اور صاف دوسرا کرم خوردہ و بد خط، پہلا ناقص الطرفین دوسرا ناقص الآخر (6) نسخہ مطبوعہ گارساں دتاسی، تاریخ طباعت 1833ء/1249ھ (7) قلمی جدید یہ نسخہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب نے کسی قدیم نسخے سے نقل کرا کے مولوی عبدالحق صاحب کو دیا تھا۔

2۔ سات نسخے تو وہی تھے جو پہلے نوٹ 1 میں تحریر ہیں اور پانچ قلمی نسخے جن پر سال کتابت درج نہ تھا نیز دو مطبوعہ نسخے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے: (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کام سمجھ کر قبول کر لیا تھا جب مقابلہ اور تصحیح کا کام کرنے بیٹھا تو خدا یاد آ گیا۔ ایک ایک لفظ کے پیچھے پریشان رہتا کہ کیا صحیح ہے اور کیوں صحیح ہے۔ کون غزل ولی کی ہو سکتی ہے کون نہیں؟ نسخوں میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(8) نشان 5:404۔ دیوان ولی قلمی اوراق 126۔ صرف غزلیات۔ تقطیع 9 x 5½ انچ، 15 سطری۔ خط شکستہ، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اواخر بارہویں صدی ہجری کا نوشتہ ہے کیوں کہ دیوان کے اول صفحے پر حجام شاہ جہان آبادی کی دو فارسی رباعیاں اور آخر صفحے پر اسی کی دو اور رباعیاں اسی خط میں ہیں۔

(9) نشان 5:405، دیوان ولی مطبوعہ۔ مرتبہ حیدر ابراہیم سایانی۔ طبع جید پریس دہلی، 1341ھ۔

(10) نشان 5:406، دیوان ولی قلمی مکمل۔ اوراق 110۔ تقطیع 9 x 5¼ انچ، 17 سطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔

(11) 5:407، دیوان ولی نامکمل۔ ناقص الاول۔ تقطیع 9 x 5½ انچ، 18 سطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔

(12) نشان 5:411، دیوان ولی قلمی۔ جابجا کرم خوردہ، اوراق 67۔ تقطیع 9 x 5½ انچ، خط شکستہ، ترقیمہ ندارد۔

(13) نشان 5:413، کلیات ولی۔ مطبوعہ انجمن ترقی اردو، مرتبہ مولانا احسن مارہروی۔

(14) نشان 5:34، دیوان ولی قلمی۔ صرف غزلیات، اوراق 105۔ تقطیع 8 x 5½ انچ، خط شکستہ۔ ترقیمہ ندارد۔

ان کے علاوہ ان کتب و رسائل سے بھی استفادہ کیا تھا:

(1) ولی کا غیر مطبوعہ کلام از نصیر الدین ہاشمی۔ رسالہ ہندستانی الہ آباد، شمارہ جنوری 1933۔

(2) یورپ میں دکھنی مخطوطات، از نصیر الدین ہاشمی، مطبوعہ 1350ھ/1932ء

(3) کلیات ولی کا ایک نایاب نسخہ، از مختار الدین آرزو، رسالہ معاصر پٹنہ، شمارہ مئی و جون 1934۔

(4) بیاض قدیم نشان 5:41۔ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی۔

(5) دیوان ولی کا ایک قدیم نسخہ (کتابت تقریباً 1164ھ، از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، رسالہ معارف اگست 1945۔

(6) دیوان ولی کے نسخے بمبئی میں، از عالی جعفری۔ رسالہ نوائے ادب (بمبئی) جولائی 1952۔

غزلوں کی تعداد اور تقریباً ہر غزل کے اشعار میں اتنے اختلافات تھے کہ جان ضیق میں آگئی۔ مجبوراً مولوی صاحب کو اپنے وطن (سندیلہ ضلع ہردوئی، یوپی) سے لکھ کر پوچھا ۔ کہ یہ دقتیں کیسے دور کی جائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب سے مدد لو۔ وہ الہ آباد میں تھے، ان کو خط پر خط لکھنا شروع کیے۔ موصوف نے خطوں ہی کے ذریعے میری ہر مشکل حل کرنے میں بڑی مدد کی۔

غرض کسی نہ کسی طرح یہ کام 1944 میں ختم ہوا۔ اُس وقت میں دلّی کالج میں لیکچرر مقرر ہو کر آگیا تھا۔ 1945 میں یہ دوسرا ایڈیشن انجمن سے شائع ہو گیا۔ البتہ چند خامیاں اُس میں بھی رہ گئی تھیں۔ چنانچہ قاضی احمد میاں اختر جوناگڈھی صاحب نے اس طبع ثانی پر ایک طویل مضمون رسالہ اردو اکتوبر 1946 میں شائع کرایا جس میں میری محنت کی داد دینے کے ساتھ اس کی کچھ فروگزاشتوں کی طرف بھی نشان دہی کی۔ اُدھر 1946 کے فسادات میں اس ایڈیشن کی تقریباً تمام کاپیاں تلف ہو گئیں۔ مولوی صاحب کراچی چلے گئے اور انھوں نے وہاں سے مجھے لکھا کہ اس کا تیسرا ایڈیشن تیار کرو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی۔ 1945 کے بعد ولی پر جو قابل قدر کام ملک میں ہوا تھا اسے پیش نظر رکھ کر ایک نیا یعنی تیسرا ایڈیشن تیار کیا جو انجمن ترقی اردو پاکستان نے کراچی سے 1945 میں ٹائپ میں طبع کرایا۔ اب یہ ایڈیشن بھی نہیں ملتا۔ اس لیے ضرورت لاحق ہوئی کہ ایک نیا ایڈیشن اور تیار کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے 1982 میں ایک نیا ایڈیشن تیار کر کے اسے فخر الدین علی احمد کمیٹی لکھنؤ کی مالی امداد سے شائع کروا دیا اور اس میں 1954 سے لے کر اب تک ولی کے متعلق جتنا نیا تحقیقی مواد مل سکا تھا اس سے استفادہ کیا جس کی فہرست درج ذیل ہے:

1۔ دیوانِ ولی کے قلمی نسخے، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی شمارہ جولائی و اکتوبر 1966۔

2۔ ولی کا غیر مطبوعہ کلام، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی شمارہ جنوری 1967۔

3۔ ولی کا سال وفات۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی، رسالہ تحریر، دہلی۔ شمارہ نمبر 18، 1976۔
4۔ ولی دکنی۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی (فصل ششم) باب اوّل۔ تاریخ ادب اردو، جلد اوّل، مطبوعہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی، 1977۔

تین قلمی نسخے بھی پیش نظر رہے (دو بوسیدہ قلمی ذاتی (ایک میں تاریخ کتابت 1180ھ درج ہے) اور ایک ن 6 مذکورہ بالا کی زیروگراف کاپی)۔ اور مطبوعہ نسخوں میں سایانی والا اور احسن مارہروی صاحب کا اور اپنے مرتب کردہ پہلے کے دونوں نسخے۔

اب اردو اکادمی لکھنؤ اسے شائع کر رہی ہے اس لیے اس 1982 والے ایڈیشن پر نظر ثانی کی۔ کتابت کی غلطیاں درست کرنے کے علاوہ مخمسات، مستزاد وغیرہ کی تعداد خصوصاً کم کر دی کیوں کہ وہ الحاقی معلوم ہوئے۔ دیگر معمولی ترمیمات بھی کر دیں۔

اب پہلے کے اور موجودہ ایڈیشن کا مقابلہ کرنے سے ولی کے کلام کی تعداد کا اندازہ ذیل کی فہرست سے ہو سکے گا۔ (مثلث، چار در چار اور بازگشت کے عنوانات سے پہلے ایڈیشنوں میں جو کلام شامل تھا انھیں بھی معتبر نہ ہونے کے باعث حذف کر دیا)۔

اصناف کلام	طبع اول	طبع دوم	طبع سوم	82ء ایڈیشن	موجودہ ایڈیشن
غزلیں	422	456	449	403	404
فردیات	40	90	86	82	82
رباعیات	26	26	26	26	26
مخمسات	12	18	18	9	9
مستزاد	7	9	8	4	3
قصاید	6	6	6	6	6
ترجیع بند	2	2	2	2	2
مثنویات	2	2	2	2	2
قطعات	6	6	6	1	1

اس نئے ایڈیشن میں مقدمہ پر نظر ثانی کر کے کہیں ترمیم کہیں اضافہ کر دیا ہے۔ دیباچہ از سر نو لکھا ہے۔

ترتیب متن کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ ولی کے ان دواوین کو جو عہد محمد شاہی میں لکھے گئے ترجیح دی گئی ہے۔ اس لیے اس دور سے جتنا دور ہوتے جایئے ولی کی قلمی دیوانوں میں الحاقی کلام بڑھتا ہوا ملے گا۔

بہت سے نسخوں میں قافیوں میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے پہلی غزل وہ ملتی ہے جس کا مطلع ہے۔

وو صنم جب سوں بسا دیدۂ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

لیکن حمد کی رعایت سے بیشتر نسخوں میں پہلے وہ غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

کیتا ہوں ترے ناؤں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوان بیاں کا

اِس مرتبہ اِسی غزل کو پہلے رکھا گیا ہے اور اُس کے بعد قافیوں میں حروف تہجی کے اعتبار سے غزلیں درج کی گئی ہیں۔ احسن مارہروی مرحوم نے بھی یہی کیا تھا۔ بعض ضروری حوالے اور حواشی بھی احسن صاحب کے برقرار رکھے گئے ہیں اور بعض نظر ثانی میں بڑھا دیے گئے ہیں۔

اشرف شاگرد ولی کی بارہ غزلیں اِس مرتبہ متن سے نکال کر ضمیمہ نمبر الف میں رکھ دی گئی ہیں۔ دیگر کئی غزلیں جو معروف نسخوں میں نہیں ملیں اُن کے مطلعے ضمیمہ 2 میں لکھ دیے ہیں اور وہ غزلیں جو صرف کسی ایک نسخے میں تھیں انھیں نظر انداز کر دیا ہے۔ دیگر اصناف سخن کے سلسلے میں بھی یہی کیا ہے کہ صرف اُسی کلام کو شامل کیا جو معروف نسخوں میں ملتا ہے یا جو الحاقی نہیں ثابت ہوا۔

انجمن سے شائع کردہ کلیات ولی کے دوسرے ایڈیشن (1946) میں میں نے عبدالستار صدیقی مرحوم سے ایک مضمون ''ولی کی زبان'' پر حاصل کر کے شامل کر دیا تھا۔ تیسرے ایڈیشن

میں وہ نہ شائع ہو سکا تھا۔اب اس مرتبہ اُس مفید مضمون کو پھر شامل کیا جا رہا ہے۔

انڈیا آفس لائبریری لندن کے دو نسخوں (نشان 115-116) کے متعلق مرتب فہرست بلوم ہارٹ صاحب نے دو فاش غلطیاں کر دی ہیں۔ یہاں اُن کا ذکر کر دینا نا مناسب نہ ہوگا۔ پہلا نسخہ سید محمد تقی ولد سید ابوالمعالی والا مکتوبہ 1156ھ ہے (اس کا ذکر ن نمبر 6 پر آچکا ہے) دوسرا فورٹ ولیم کالج کا ہے۔ترقیمہ ندارد۔ پہلے کے متعلق بلوم ہارٹ نے لکھا کہ اس میں دو قصیدے ایسے ہیں جن میں ولی نے اپنے گجراتی دوستوں اور عزیزوں سے فراق کا حال لکھا ہے اور دوسرے نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں ولی کا ایک منظوم خط ہے جو ولی نے ''دریاحسن'' کے نام لکھا تھا۔ میں نے لکھنؤ یونیورسٹی کے توسط سے یہ دونوں نسخے منگا کر دیکھے تو معلوم ہوا کہ گجرات کے فراق میں پہلا قصیدہ تو وہی ہے جو قطعہ کی صورت میں کلیات ولی میں ملتا ہے۔دوسرا قصیدہ ''در مدح بیت الحرام'' کے عنوان سے ہے۔ چونکہ اس میں غم واندوہ کا بیان ہے، بلوم ہارٹ صاحب یہ سمجھے کہ یہ بھی گجرات کے فراق میں ہوگا، حالاں کہ وہ جداگانہ قصیدہ ہے۔

دوسرے نسخے کے پڑھنے میں انھوں نے مزید کمال دکھایا ہے۔فورٹ ولیم کالج والے نسخے (نشان 116) میں جہاں متفرق اشعار یعنی فردیات دیے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ایک صفحہ اِن اشعار سے شروع ہوتا ہے

یاد میں تجھ قد کی اے دریاے حسن
آہ میری سبز ہے مانند سرو
از بسکہ شکستہ دل ہوں غم سے
لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

''دریاے حُسن'' کو ''دریاے حَسن'' پڑھ گئے اور دوسرے شعر میں چوں کہ خط کا مضمون تھا انھوں نے نتیجہ نکال لیا کہ کسی ''دریاحسن'' کے نام یہ منظوم خط ہوگا۔

البتہ نسخہ نشان 115 کے ص 113 پر مخمسات کے ضمن میں حاشیہ پر ولی کا ایک فارسی مخمس

بے نقط درج ہے۔ چوں کہ یہ مخمس کسی اور نسخے میں نہیں ملتا اس لیے ولی پر تحقیق کرنے والے حضرات کے لیے اسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

دلم در طرۂ او دارد آرام — دلم دارد مدام آرام در دام
دلم را کاسِ وصل او دہد کام — دلم را داد در ہر دم صد آرام
کلامِ لعلِ موہوم دلا رام

مرا روداد الم صد سور کردم — دل مہموم را مسرور کردم
ملال و دردِ دل را دور کردم — سوادِ ملکِ دل معمور کردم
سوار گرم رو دارد در و گام

سرو دل دررہ دل دار ہالک — دلم را داد او ہر لحہ حالک
دلم رد کرد در راہِ مہالک — دلا در مسلکِ او کرد سالک
کہ او دل را دہد ہموارہ الہام

محال آمد وصال گوہر او — کہ سرو آمد ہلاک عرعرِ او
مراد ما، معاد ما، درِ او — دل و مال و سرم گردِ سرا او
مُرادِ اُو اساس اصل اسلام

دلِ ما والہِ لؤلؤ و لالہ — وداد او دلم را کرد رسوا
اگر دارم محل در رود لما — وگر دارم سرا در کوہ و صحرا
دلم در دامِ کاکل دارد آرام

دل آرد ہر سحر رو در سرکوٗ — دو لحہ گر وصال او دہد روٗ
سرودرم رو دہد در ہر سر موٗ — ولا ہر دم مَرو در طرّۂ اوٗ
کہ دارد در سرِ ہر مو دو صد دام

مقدمہ

ولی کے نام اور وطن کے متعلق عرصہ دراز سے اہلِ دکن اور اہلِ گجرات کے درمیان بحث چل رہی ہے۔ پرانے تذکرہ نگاروں میں بھی کسی نے انھیں گجراتی لکھا ہے، کسی نے اورنگ آبادی اور کسی نے صرف دکنی اور ابھی تک یہ فیصلہ قطعی نہیں ہو سکا ہے کہ ان کا نام واقعی کیا تھا اور وہ اورنگ آباد سے تعلق رکھتے تھے یا احمد آباد سے؟

اہلِ گجرات کا کہنا یہ ہے کہ ولی کا صحیح نام محمد ولی اللہ تھا اور وطن احمد آباد (گجرات)۔ والد کا نام شریف محمد (متوفی 1072ھ) تھا اور وہ احمد آباد کے مشہور بزرگ صوفی خاندان شاہ وجیہ الدین گجراتی (متوفی 998ھ) کے بھائی شاہ نصر اللہ کے خاندان سے تھے۔ محققین گجرات کو ایک قدیم محضر پر ولی کی مہر اور ایک قدیم تمسک نامہ (محررہ 1107ھ) بھی دریافت ہوا ہے جس پر ولی اور ان کے بیٹوں کے دستخط ہیں، مہر کی عبارت یہ ہے۔

''خاک نعلین غوثی محمد ولی اللہ بن شریف محمد علوی'' 1

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ متذکرہ بالا تمسک نامہ اور مہر اسی ولی کی ہے جس کا یہ دیوان ہے تو پھر کوئی گنجائش ولی کے گجراتی الاصل ہونے کے متعلق باقی نہ رہ جائے گی۔

اہلِ دکن کی تحقیق کے متعلق ولی کا صحیح نام ولی محمد تھا اور ان کا وطن اصلی اورنگ آباد، دکن۔

صرف دکنی سے بات واضح نہیں ہوتی اس لیے کہ مغلیہ دور میں گجرات

---

1 ولی گجراتی از: ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی، ص 49-47

سمجھا جاتا تھا۔1

اس بات پر البتہ دونوں خطوں کے حضرات متفق ہیں کہ ولی نے احمد آباد میں تعلیم پائی۔

ولی نے احمد آباد میں حضرت شاہ وجیہ الدینؒ کی خانقاہ کے مدرسے میں شیخ نورالدین سہروردی سے اکتساب علم کیا۔ شیخ موصوف اپنے وقت کے بڑے عالم فاضل بزرگ تھے (وفات 1155ھ) شاعری میں ولی نے اپنے کو شاہ گلشن کا شاگرد لکھا ہے۔2

شاہ گلشن کا پورا نام شیخ سعد اللہ دہلوی تھا۔ یہ شاہ گل سرہندی کے مرید تھے۔ پیر کے نام کی رعایت سے شاہ گلشن کے استاد مرزا بیدل نے ان کا تخلص گلشن تجویز کیا تھا۔3

شاہ گلشن کا آبائی وطن برہان پور (گجرات) تھا۔ بعد میں ترک سکونت کر کے دلی آ گئے تھے۔

قائم نے مخزن نکات میں لکھا ہے اور جس کی نقل بعد کے تمام تذکرہ نویسوں نے کی ہے کہ ولی نے 1112ھ میں دہلی کا سفر اپنے محبوب دوست سید ابوالمعالی کے ساتھ کیا تھا۔ اُس زمانے میں دلی کا صوبے دار محمد یار خان تھا۔4 یقیناً اسی کا ذکر ولی نے اپنے اس شعر میں کیا ہے۔

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندستاں
حسن کی دہلی کا ہے صوبہ محمد یار خاں

یہاں دہلی میں شاہ گلشن سے ضرور ملاقات ہوئی ہوگی (ملاحظہ ہو نوٹ غزل نمبر 198) یہ بھی ممکن ہے کہ ولی کی ملاقات شاہ صاحب مذکور سے اس سے پیشتر بھی ہوئی ہو کیوں کہ شاہ مذکور

---

1 اس پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مضمون ''ولی گجراتی'' از اختر جوناگڈھی۔ رسالہ معنف (علی گڑھ) شمارہ 12 ص 117۔

2 اپنے رسالہ نور المعرفت، کے اختتام پر ولی لکھتے ہیں۔ ''مصنف این عبارت کہ بہ یمن ثنا پردازی بزرگاں بہ خطاب ولی سرفراز است واز شاگردی زبدۃ العارفین حضرت شاہ گلشن ممتاز۔''

3 تذکرہ بیدل از عبدالغنی۔ ایم، اے اورینٹل کالج میگزین شمارہ اگست 1952۔

4 زمانہ صوبہ داری 1108ھ تا 1114ھ دیکھو مراۃ عالم گیری ص 462-384۔

اپنے عزیزوں سے ملنے کے لے اکثر گجرات جاتے تھے (ملاحظہ ہو تذکرہ سروآزاد ص 199) بعض تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ ولی نے سورت، برہان پور کا بھی سفر کیا تھا (چمنستان شعرا) اور حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ (گلشن گفتار) اغلب ہے کہ ولی نے قصیدہ در مدح بیت الحرام، آستانہ مبارک سے متاثر ہو کر لکھا ہو۔ اس قصیدے کے یہ دو شعر خاص طور پر اس خیال کی تائید کرتے ہیں:

خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ
ذرے ذرے کے بھتر یاں ہے جدا اک عالم
آگ دوزخ کی اچھے اُس پہ قیامت میں حرام
اے ولی صدق سوں دیکھا جو کُئی بیت حرم

چوں کہ ولی کے کئی قریبی اعزا دکن میں سکونت اختیار کر چکے تھے خود اُن کے اپنے نسبتی بھائی شیخ فرید عہد عالم گیری میں اورنگ آباد میں مقیم تھے اس لیے ولی کا قیام عرصہ تک دکن میں بالخصوص اورنگ آباد میں ضرور رہا ہوگا۔ (ملاحظہ ہو ولی گجراتی ص: 70) یہ بات ولی کو احمد آبادی قیاس کر کے لکھی جا رہی ہے اور اگر ولی کو اورنگ آبادی سمجھا جائے جیسا کہ بعض لوگوں کا ابھی تک قیاس ہے تو ولی کے سفر و سیاحت یا مختلف جگہوں پر عارضی اقامت کے سلسلے میں احمد آباد کو بھی ضرور لکھنا ہوگا جس کے فراق میں ولی نے ایک پُر درد قطعہ یا قصیدہ لکھا ہے۔

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ولی دوبارہ دلّی گئے۔ ایک تو 1112ھ میں اور دوسری بار 1132ھ میں یعنی محمد شاہ کے زمانے میں۔ یہ غلطی اس شعر سے اور بھی تائید حاصل کرتی تھی جو آزاد نے ولی کے نام سے "آب حیات" میں درج کر دیا تھا۔

دل ولی کا لے لیا دلّی نے چھین　　جا کہو کوئی محمد شاہ سوں

لیکن ولی کے دیوان میں نہ یہ شعر ہے نہ محمد شاہ کا کہیں ذکر۔ یہ شعر دراصل مضمون کا ہے اور یوں ہے:

اس گدا کا دل لیا دلّی نے چھین　　جا کہو کوئی محمد شاہ سوں

دراصل 2ھ جلوس محمد شاہی یعنی 1132ھ میں ولی کا مکمل دیوان دلّی پہنچا تھا (مخزن نکات)۔

ولی نے 1119ھ میں بمقام احمد آباد انتقال کیا اور وہیں نیلی گنبد کے قریب مزار موسیٰ سہاگ اور شاہی باغ کے درمیان اپنے جدّی قبرستان میں مدفون ہوئے (تذکرہ مخزن شعرا1268ھ)

ظہیر صاحب کا بیان ہے کہ ان کی قبر پر چینی کے ٹکڑے جڑے ہیں اس لیے ان کا مزار اب بھی چینی پیر کے نام سے مشہور ہے (ولی گجراتی ص:82) محمد شاہ کے زمانے میں احمد آباد کے مفتی محمد احسن صاحب نے ایک قطعہ تاریخ لکھا تھا جو کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے ایک قلمی نسخہ دیوان ولی (نشان 1135) کے آخر میں یوں درج ہے

مطلع دیوان عشق سید ارباب دل　　والی ملک سخن صاحب عرفاں ولی

سال وفاتش خرد از سر الہام گفت　　باد پناہ ولی ساقی کوثر علی

یہ قطعہ 1934 میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کو دریافت ہوا تھا جس کی تصدیق بعد کو احمد آباد کے ایک بزرگ سید مظفر حسین صاحب علوی المعروف بہ حسینی پیر صاحب کے ذاتی کتب خانے کی ایک بیاض سے بھی ہوگئی۔ اس میں ولی کی تاریخ وفات 4 رشعبان وقت عصر لکھی ہے۔1

ولی کے دیوان میں اُس کے اکثر احباب کا نام ملتا ہے خصوصاً سید ابوالمعالی کا جن سے غیر معمولی محبت تھی اور جو ولی کے ساتھ دلّی کے سفر میں بھی شریک تھے۔ گلشن گفتار میں ان سید ابوالمعالی کو گجرات کا مشائخ زادہ بتایا گیا ہے۔

---

1. اس تاریخ کے متعلق بھی اب شک کا اظہار کیا جانے لگا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی تصنیف ''تاریخ ادب اردو'' جلد اول کے ص 535 تا 539 پر اس تاریخ پر تفصیلی بحث کی ہے اور اسے صحیح نہیں مانا ہے۔ ان کے خیال میں ولی نے 1133ھ اور 1138ھ کے درمیان وفات پائی ہے۔ (ہاشمی)

ترا قد دیکھ اے سیّد معالی سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی

اسی طرح شمس الدین، سراج کامل واکمل، محمد مراد اور محمد یار خاں کا بھی ذکر ان کے اشعار میں آیا ہے۔

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
چین میں ہے شور جس کے ابرو پُر چین کا

پروانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج

نام ترا ولی نے اے اکمل شوق سوں ورد صبح و شام کیا

ولی اس ماہ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
وہ ہرگز نہیں بُجھا عالم میں اکمل کے معانی کوں

مقصود دل ہے اس کا خیال اے ولی مجھے جیوں مجھ زباں پہ نام محمد مراد ہے

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندستاں
حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

اختر صاحب جوناگڈھی کی تحقیق کے مطابق[1] شاہ سراج الدین سراج ولی کے ہم نسب خاندانی رشتہ دار اور ہم عمر دوستوں میں سے تھے۔ جس غزل میں ان کا ذکر آیا ہے وہ ان کی شادی کے موقع پر کہی گئی تھی، سراج نے بھی 1119ھ میں وفات پائی۔ شمس الدین انھیں شاہ سراج کے بیٹے تھے۔ کامل اور اکمل دونوں حقیقی بھائی تھے اور ولی کے رشتہ دار۔ محمد مراد گجرات کا ایک فوج دار تھا اور محمد یار خاں دہلی کا صوبہ دار تھا۔ وہ 1108ھ سے 1114ھ تک دلی کا صوبہ دار رہا اور ولی اسی کے زمانۂ صوبہ داری میں دہلی گئے تھے۔

ولی نے اپنے ہندو دوستوں کا ذکر بھی اپنی متعدد غزلوں میں کیا ہے، امرت لال،

---

1. دیکھو رسالہ معنف شمارہ 12 ص 132

گوبندلال، کھیم داس، بنود (صحیح لفظ ونود) وغیرہ کے نام کئی جگہ آئے ہیں

دیکھا ہے جو بنود کو اکرم کے باغ میں
پہنچی ہے بوے عشق کی اس کے دماغ میں

شمع بزم وفا ہے امرت لال   سرو باغ ادا ہے امرت لال
ہے آج خوش قد اس میں کمالِ گوبندلال   استاد چال سرو ہے چالِ گوبند لال
ہے بسکہ آب ورنگ حیا کھیم داس میں   آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں

ولی کے شاگردوں میں سے صرف اشرف، رضی اور ثنا کا پتہ اب تک چل سکا ہے۔ اشرف کا پورا نام سید محمد اشرف تھا اور گلشن گفتار میں انھیں احمد آباد کا باشندہ بتایا گیا ہے۔ (ان کے دیوان کا ایک نسخہ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب (مقیم بمبئی) کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ ایک بھولا ناتھ لائبریری احمد آباد میں اور ایک انجمن ترقی اردو کی لائبریری میں۔[1]

نسخہ دیوان ولی محررہ سید محمد تقی ولد ابوالمعالی میں بھی ان کی دو غزلیں درج ہیں اور اسی نسخہ میں ایک جگہ حاشیے پر ان کو ولی کا شاگرد بھی لکھا ہے۔ اشرف کی ان دو غزلوں کے مطلعے یہ ہیں:

اے شہ یوسف لقا درس اُپس کا دکھا   درس اُپس کا دکھا اے شہ یوسف لقا
مجھ پہ کرم کر نہ کر شوخ توں جور و جفا   بر سر لطف آ نہ آ طیش میں بہر خدا

ولی کی اکثر اپنی غزلیں بھی اشرف کو عنایت کر دیا کرتے تھے۔ اس بات کی تصدیق خود اشرف کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

ولی نے یو غزل اشرف کرم سوں مجکوں بخشی ہے
سو اپنے نام سوں اس کوں کیا جاری نکو پوچھو

اور یہی وجہ ہے کہ اشرف کی جو بارہ غزلیں پہلے اس کلیات ولی میں شامل تھیں اب انھیں ضمیمہ الف میں شامل کر دیا گیا ہے۔

---

1. اشرف پر مضمون از اختر جونا گڈھی، رسالہ اردو، جنوری 1947۔

رضی کا پورا نام ولی گجراتی کے مصنف نے حافظ رضی الدین بتایا ہے۔ اس کی بھی دو غزلیں نسخہ دیوان ولی محررہ سید محمد تقی میں موجود ہیں جن کے مطلعے درج ذیل ہیں۔ اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ رضی کی غزلیں اشرف کی غزلوں کی ہم پایہ نہیں۔

لالہ کرتا ہے گال کی تعریف　　داغ کرتا ہے خال کی تعریف

رحم کر رحم مجھ پہ میری جان　　مت ہو غصہ کہا کسی کا مان

فائق نے تذکرہ مخزن شعرا میں ولی کے ایک شاگرد شیخ ثناء اللہ کا بھی ذکر کیا ہے جو احمد آباد کے شیخ زادوں میں سے تھا۔ شفیق نے چمنستان شعرا میں معتبر خاں عمر کو اور میر حسن اور قائم کے تذکروں میں فخری دکنی کو بھی ولی کا شاگرد بتایا گیا ہے، لیکن ان لوگوں کے متعلق مزید معلومات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی ہیں۔ معاصرین میں سے ولی نے اپنے کلام میں ناصر علی سرہندی، فراقی اور آزاد کا ذکر کیا ہے۔

پڑے سن کر اچھل جیوں مصرعۂ برق
اگر مصرعہ لکھوں ناصر علی کوں
(ولی)

عزیز دکھنی نے اس کا جواب یوں لکھا تھا۔

بہ اعجاز سخن گر اُڑ چلے توں　　نہ پہنچے گا ولی ہرگز علی کوں
(تذکرہ محبوب الزمن)

فراقی ولی کا ایک ہم عصر شاعر تھا[1] معلوم ہوتا ہے ولی کی ان سے چشمک رہتی تھی۔ مثلاً

ترے اشعار ایسے نئیں فراقی　　کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

ایک جگہ اس کے ایک شعر کی تعریف بھی یوں کی ہے۔

---

1. اسے ولی گجراتی کے مصنف نے گجراتی اور جمیل جالبی نے بیجاپوری لکھا ہے۔ (تاریخ ادب اردو ج 1 ص 560)

ولی مصرعہ فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم
کمر سوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

فراقی کا پورا شعر یہ تھا

فراقی کشتہ ہوں اس آن کا جس دم کہ وہ ظالم
کمر سوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

ولی نے اپنے ایک دکھنی معاصر فقیر اللہ آزاد کا ذکر یوں کیا ہے۔

آزاد سوں سُنیا ہوں یو مصرع مناسب　　　جس سے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد کا پورا شعر یوں ہے۔

کوئی کسی ہی فن میں ہم ساتھ بر نہ آیا　　　پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

قائم نے فراقی اور آزاد کا بھی دہلی جانا اسی زمانہ میں لکھا ہے جب ولی وہاں گئے تھے۔ اغلب ہے کہ یہاں ان شاعروں سے ملاقات ہوئی ہو۔ ولی نے ایک جگہ علی رضا کا نام اس طرح لکھا ہے۔

بعد شاہ نجف ولی اللہ　　　پیر کامل علی رضا پایا

ظہیر مدنی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ شاہ علی رضا سرہندی نے گجرات میں سکونت اختیار کر لی تھی اور سلسلۂ نقش بندیہ میں ارادت رکھتے تھے۔ دکن کے بعض امرا آپ کے مرید تھے۔ 1142ھ میں وفات پائی ممکن ہے کہ ولی شاہ مذکور سے بھی بیعت رکھتے ہوں لیکن یہ بات ابھی تک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے۔1

ولی کے معلومات علمی، ادبی اور مذہبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے کلام میں آیات قرآنی اور احادیث کی طرف تلمیحیں بہت ہیں، مذہبی علوم اور تصوف کی اصطلاحوں کا استعمال بھی ہمیشہ برمحل ہوا ہے اور فارسی اساتذہ کے طرز کلام سے کما حقہ واقفیت صاف ظاہر ہے یہ سب

1۔ ولی گجراتی۔ ص 77

چیزیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اپنے زمانے کے دینی اور دنیوی علوم سے ان کو پوری آگاہی تھی۔ یہی نہیں بلکہ بعض اوقات ان کے کلام میں علمی اصطلاحوں کی کثرت دیکھ کر یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ متعلم ہونے کے علاوہ ممکن ہے ولی کا تعلق کسی مدرسہ یا مکتب سے بہ حیثیت معلم کے بھی رہا ہو۔ ولی کے اس قسم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں یہ اصطلاحیں پیش کی گئی ہیں۔

اے ولی ترک کر یہ حرف دراز — کہ ہے خیر الکلام قلّ و دلّ

چہرۂ گل رنگ و زلف موج زن خوبی منیں

آیت جنات تجری تحتها الانهار ہے

الٰہی دل اُپر دے عشق کا داغ — یقیں کے نین میں سٹ کحل 'مازاغ'

اے کعبہ رو کھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ — بولے مکبّران کہ قد قامت الصلوٰۃ

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا — ہے مطالعہ ''مطلع الانوار'' کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اس ''مخزن اسرار'' کا

ترا مکھ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے

نین جامی جبیں فردوسی و ابرو ہلالی ہے

ولی نے فارسی نثر میں ایک رسالہ ''نور المعرفت'' کے نام سے بھی لکھا تھا۔ یہ رسالہ کوئی تصوف کا رسالہ نہیں ہے جیسا کہ بعض پچھلے تذکرہ نویسوں نے عدم واقفیت کی بنا پر تحریر کیا تھا بلکہ یہ ایک مدرسہ ہدایت بخش، نامی کی تعریف میں ہے جو 1111ھ میں مولانا نورالدین صدیقی کے شاگرد اور مرید محمد اکرام الدین مخاطب بہ شیخ الاسلام خاں صدر صوبہ نے اپنے استاد کے لیے احمد آباد میں تعمیر کرایا تھا۔ اس رسالے میں ولی نے مدرسہ کی تعریف کے علاوہ مولانا نورالدین صدیقی اور ان کے صاحبزادے کی مدح بھی لکھی ہے۔ اس رسالے کو ظہیرالدین مدنی صاحب نے اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی سے کئی سال ہوئے شائع کرایا تھا۔ اس رسالے سے بھی ولی کی انشاء پردازی اور علوم متداولہ میں اس کی دست رس کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔ ہر چند کہ اس

رسالے کا کوئی نسخہ 1270ھ سے پہلے کا دست یاب نہیں ہوا لیکن داخلی شہادت کی بنا پر قیاس کہتا ہے کہ یہ ولی ہی کا تصنیف کردہ ہوگا۔1

غرض کہ ولی کے کلام اور ان کے اس رسالے کی داخلی شہادتوں نیز ان کے کلام کی پختگی سے کوئی بات ایسی ظاہر نہیں ہوتی جس سے متعارف علوم وفنون سے ان کی کم واقفیت کا پتا چلتا ہو۔ بعض جگہ بعض الفاظ کے ناموزوں ہونے کا دھوکا البتہ ہوتا ہے، لیکن اس زمانے کے طرز کلام اسلوب کتابت اور جوازات شعری کو اگر ذہن میں رکھیے تو یہ غلط فہمی بھی دور ہو جاتی ہے۔

ولی کی شاعری:

شاعر کی حیثیت سے ولی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ انھوں نے نہ صرف اپنے دور کے تمام ادبی وفکری معیاروں کو اپنی شاعری میں سمویا بلکہ بیان کی لذت اور زبان کی تعمیر کا اعجاز بھی دکھادیا اور اسی میں ولی کی کرامت کا راز مضمر ہے۔

تصوف اس زمانے کی فکری اور اخلاقی بلندی کا معیار تھا۔ وحدت الوجود کا عقیدہ، جذب، سلوک اور معرفت کے لیے واحد بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا، لیاقت، علمیت، بلند مذاقی اور بلند نظری سب میں یہی صوفیانہ طریق رچا ہوا تھا ولی کے بعد بھی تیرھویں صدی ہجری تک یعنی میر و سودا کے آخری عہد تک یہی نظریہ مذہب، اخلاق اور شعر وادب میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں میں بڑی وسعت کی ساتھ رائج تھا۔ چنانچہ ولی نے بھی اس مسلک کو نہ صرف اپنی زندگی میں برتا بلکہ اپنی شاعری میں بھی اس خوبی سے اظہار کیا کہ ان سے پہلے کسی نے اردو میں اتنی کامیابی سے نہیں برتا تھا۔ چوں کہ وحدت الوجود کے نظریے کے مطابق صرف ذات باری ہی کا وجود حقیقی سمجھا جاتا ہے اور ماسوا اللہ کا وجود محض ذہنی اور اعتباری ہے اس لیے دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے اعتباری وغیرہ کے مضامین ولی کے ہاں بھی بہت خوبی اور ایک جذبے کے ساتھ بندھے

---

1. اہل دکن اسے شاعر ولی کی تصنیف نہیں مانتے (دیکھو دکنی ادب کی تاریخ از ڈاکٹر زور۔ ص:117)

ملتے ہیں۔

تصوف میں قرب الٰہی کا واحد ذریعہ عشق ہے اس لیے اُس زمانے میں عشق کا چلن عام ملتا ہے۔ عشق ہی کے مسلک کی تعلیم دی جاتی تھی، تہذیب نفس اور تزکیۂ قلب کا ذریعہ عشق ہی کو سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے پورا قدیم تمدن ہم کو اس رنگ میں رنگا اور تربیت یافتہ نظر آتا ہے۔ ولی وسیع دل و دماغ کے آدمی تھے اس لیے جہاں انھوں نے دنیا کے کاروبار پر بڑی گہری نظر ڈالی ہے وہاں حسن و عشق کے معاملات میں بھی بڑے سوز و گداز سے کام لیا ہے اور اپنے فن کو بڑی خوبی اور کامیابی سے نبھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میر جیسا نازک دماغ نقاد بھی ولی کی مدح سرائی کیے بغیر نہ رہ سکا۔

واقف نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ گوئی کے
معشوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا (میر)

تصوف بھی عجب طریق نظر ہے۔ ایک طرف تو اس میں تخئیل ادراک دل اور دماغ سب کو رومان انگیز تسلی ہوتی تھی۔ ہر حقیقت میں حسن ہی نظر آتا تھا۔ دوسری طرف اس کے ساتھ ہی فن جمالیات یا مذاق و معیار کی بھی تربیت ہوتی تھی۔ بصارت اور بصیرت دونوں کوثر و تسنیم کی موجوں میں ڈوبے رہتے تھے۔ اس لیے ایک طرف تو مضامین میں دل گدازی آجاتی تھی، دوسری طرف فن شاعری پر بھی آب و رنگ چڑھ جاتا تھا ظاہر و باطن، لفظ و معنی میں جب ایک سلیقہ آجاتا ہے تو وہی ادب کلاسیکل ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ولی کے ہاں کلاسیکل ادب کی پوری شان ملتی ہے۔ پختگی اور قادر الکلامی ان کے ہاں اس قدر موجود ہے کہ ہم ان کے کسی شعر کو ٹکسال باہر نہیں کہہ سکتے۔

تصوف کے مسلک میں چوں کہ نظر اندر کی طرف رہتی ہے اس لیے ہمیشہ جزو میں کُل، قطرے میں دریا اور دل کے آئینے میں دنیا کا تماشا دیکھا جاتا ہے اور اسی لیے ایسی شاعری ہمیشہ داخلی ہوا کرتی ہے۔ ولی کو اپنی دلی کیفیات کے مطالعہ اور ان کے اظہار کے علاوہ فرصت ہی نہ تھی

کہ وہ باہر کی دنیا کو دیکھیں۔ اگر کبھی ان کی نظر خارجی دنیا کو دیکھتی بھی ہے تو وہاں بھی انھیں حسن ہی نظر آتا ہے۔ خواہ وہ گوبند لال ہوں یا امرت لال یا ابوالمعالی یا گجرات و سورت کے نازنین اور یہی وجہ ہے کہ غزل ان کا اپنا اصلی میدان ہے، احساسات اور واردات کی دنیا اُن کی اپنی دنیا ہے۔ ویسے کہنے کو تو انھوں نے ہر صنف سخن میں شاعری کی ہے۔

موضوع اور طریقہ اظہار کے باب میں ولی کو کوئی خاص اجتہاد نہیں کرنا پڑا۔ اساتذۂ فارسی کا کلام ان کے پیش نظر تھا۔ سخن آفرینی کے تمام معیار، فکر و نظر کا پورا مذاق اور طرز ادا کے تمام اسلوب انھیں بہ آسانی مستعار مل گئے۔ بعض جگہ خسرو، سعدی، حافظ، نظیری وغیرہ مشہور اساتذہ کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں بلکہ کہیں کہیں ایک آدھ شعر کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ 1

---

1 مثلاً

تو چناں گرفتہ ای جاں بہ میان جاں شیریں — نہ تواں تر او جاں را ز ہم امتیاز کردن
(نظیری)

ایسا بسا ہے آکر تیرا خیال جیو میں — مشکل ہے جیوں سوں تجکوں اب امتیاز کرناں
(ولی)

تحقیق حال ما ز نگہ می تواں نمود — حرفے ز حال خویش بہ سیما نوشتہ ایم
(نظیری)

پیتم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج — یہ نقش قدم صفحۂ سیما پہ لکھا ہوں
(ولی)

از سر بالین من بر خیزا ے ناداں طبیب — دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست
(خسرو)

مجھ درد پر دوا نہ کرو تم حکیم کا — بن وصل نہیں علاج برہ کے سقیم کا

جان ز تن بُردی و در جانی ہنوز — دردہا دادی و درمانی ہنوز
(خسرو)

تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز — تجھ کوں ہے خوباں میں سلطانی ہنوز
(ولی)

ولی کو ان کو برتنے میں کامیابی البتہ اس لیے ہوئی کہ خود صوفی صافی اور صاحب دل تھے۔ اکتساب ہنر میں اس جذب اندروں کی بدولت انھیں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

جو دوسروں کے ہاں قال تھا ان کے ہاں حال تھا۔ البتہ انھوں نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ تشبیہہ و استعارہ و تلمیحات میں اور زبان میں ہندی عنصر کو نہیں بھولے ہیں۔[1]

کبھی کبھی تو معشوق کی رعایت سے افعال بھی مونث برت جاتے ہیں۔ صنائع بدائع کا استعمال اس زمانے کے مذاق کے مطابق بہت ہے لیکن یہ صنائع و بدائع کے لیے شاعری نہیں کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کا استعمال آمد کے سلسلے میں معلوم ہو۔ صاحب کیف ہیں اس لیے بعض غزلوں میں مضمون مسلسل بھی مل جاتا ہے۔ طبیعت میں ترنم ہو اور زبان میں لوچ تو چھوٹی بحر کی غزلیں سادہ ہونے کے باوجود بڑا لطف اور مزہ دے جاتی ہیں۔

ولی کے یہاں آپ کو ان تمام خوبیوں کے خوش نما نمونے نظر آئیں گے مثال کے طور پر آپ ان غزلوں کا مطالعہ خصوصیت سے فرمائیں جن کے مطلعے درج ذیل ہیں تو یہ سب باتیں واضح ہو جائیں گی۔

عشق میں لازم ہے اول ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا

---

1. مثلاً

گنگا رواں کیا ہوں انجھواں کے نین ستی
زلف تیری ہے موج جمنا کی
اے صنم تجھ جبیں اُپر یہ خال
ولی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیاں بولے

آ اے صنم شتاب ہے روز نہان آج
پاس تل اُس کے جیوں سناسی ہے
ہندوے ہردوار باسی ہے
چلے پاتال سوں باسک سو پیچ و تاب سوں اُٹھ کر

وغیرہ وغیرہ

شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و کیا مجازی کا

مت غصہ کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں توں آگ بجھاتی جا

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ

مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتبار کھوتی ہے

جسے عشق کا تیر کاری لگے اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

ولی کا اثر:

ولی کی شخصیت اوران کے کلام کی اہمیت اس طرح اور بڑھ جاتی ہے کہ انھوں نے اردو شعروشاعری پر بہت زیادہ اثرات چھوڑے ہیں اتنے زیادہ کہ ان کی حیثیت تاریخی ہوگئی ہے۔ مغلوں کے بڑھتے ہوئے اثرات عالمگیر کے قیام اورنگ آباد اور خصوصاً 1098ھ میں فتح گولکنڈہ کے باعث شمالی ہند کی زبان بہت کچھ دکن و گجرات میں رائج ہوگئی تھی، ولی سے پیشتر کی دکنی یا گجراتی شاعری اورغزلیات میں نہ وہ زبان عام طور پر ملتی ہے جسے شمالی ہند اور جنوبی ہند دونوں جگہ کے شعرا و ادبا مستند مان لیتے اور نہ تصوف اور تغزل کا وہ کامیاب امتزاج جو اس زمانے کا خاص مسلک تھا۔ چنانچہ ولی کا کلام گویا زبان اور خیالات کے اظہار کا وہ آخری نقطۂ ارتقاء تھا جسے تاریخ عرصہ سے طے کررہی تھی۔

یہ صحیح ہے کہ دکن میں غزل گوئی بہت پہلے سے موجود تھی، وجہی، غواصی، نصرتی، شوقی، ہاشمی اور سلطان قلی قطب شاہ وغیرہ کی غزلیں بہت دستیاب ہوئی ہیں لیکن ان کی زبان دکنی زیادہ ہے اردو کم۔ اس لیے ان میں وہ لطافت نہ آسکی جو ولی کے ہاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے ولی ہر دو جگہ مقبول ہو گئے۔ ولی کے کلام میں ایسے اشعار کی تعداد زیادہ ہے جو آج کل کی مروجہ

زبان میں ہیں یا جن میں سے ایک دو لفظوں کی تبدیلی سے موجودہ زبان بن سکتی ہے۔ خالص ٹھیٹ دکنی یا گجراتی زبان کا استعمال ابتدائی چند غزلوں کے علاوہ کہیں زیادہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ولی سے پہلے دکن میں نظموں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ ولی کے عہد میں محض غزلوں کے دیوان تیار کیے گئے۔ اس لحاظ سے بھی ولی کا اثر دکن کی شاعری پر مسلم ہے۔

شمالی ہند میں تو ولی مشعلِ ہدایت ہی بن کر آئے۔ ان سے پہلے بھی دکنی شعرا کی غزلیں یہاں آیا کرتی تھیں لیکن زبان کی نامانوسیت کے باعث کبھی مقبول نہ ہو سکیں۔ ولی جب پہلے پہل 1112ھ میں ابوالمعالی اور دو ایک اور ساتھیوں کے ساتھ دلّی تشریف لائے تو یہاں وہی فارسی گوئی کا چرچا تھا۔ بیدل، خاں آرزو، سعد اللہ گلشن، فراق، ندیم، وداد، فطرت وغیرہ فارسی ہی میں غزلیں کہتے تھے اور شعر و سخن کی محفلیں گرم کرتے تھے۔ اربابِ نشاط شاہانہ مجلسوں میں اور قوال، درویشوں کی سماع کی محفلوں میں حافظ، سعدی، خسرو اور دیگر شعرائے فارسی خصوصاً شعرائے متاخرین کے کلام سے کام لیا کرتے تھے، لیکن اردو زبان بن چکی تھی۔ اس میں صلاحیت اظہار کا کامیاب مظاہرہ البتہ ابھی تک کسی سے نہ ہو سکا تھا۔ جعفر زٹلی، اٹل بلگرامی، یا خواجہ عطا بانکہ وغیرہ محض ظرافت کی خاطر فارسی اور ہندی کا بے تکا پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی یہ پیوندکاری سنجیدگی سے بھی کی جاتی تھی لیکن بڑے پھوہڑپن سے۔ کبھی اس میں افعال اور کبھی حروف ربط فارسی کے لائے جاتے تھے، کبھی ایک مصرع فارسی کا ہوتا ایک ہندی کا، کبھی آدھا مصرعہ فارسی میں آدھا ہندی میں غرض کہ عجب شترگربگی کا عالم تھا اس لیے اس کا چلن عام نہ ہو سکا۔ میر تو اس قسم کے ریختہ گوئی کو قبیح کہتے تھے۔[1]

ولی نے جب اپنی غزلیں اس زبان میں سنائیں جو عوام اور خواص سب میں آسانی سے سمجھی

1۔ میر کی عبارت یہ ہے "بداں کہ ریختہ بر چندیں قسم است...... اول آں کہ یک مصرعش فارسی و یک ہندی...... دوئم آن کہ نصف مصرعش ہندی و نصف فارسی...... سوئم آں کہ حرف و فعل پارسی بہ کاری برند و ایں قبیح است۔
(نکات الشعراء ص179)

اور بولی جاتی تھی اور پھر اُس میں قادر الکلامی اور پختگی کی وہ شان دکھائی جو فارسی شعرا کے ہاں ملتی تھی اور جس کے خواص گرویدہ تھے یعنی وہی تصوف کی لطیف موشگافی، وہی عشق کی دل گدازی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ صنائع و بدائع کا بھی اعلیٰ فن کارانہ استعمال جو مستند شعرائے فارسی کے ہاں پایا جاتا تھا تو اس نے شمالی ہند کے شعر و ادب اور موسیقی کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اربابِ نشاط اور قوالوں کو محفلیں گرم کرنے کا ایک بہت اچھا ساز ہاتھ آیا۔ دلّی کی گلیوں میں مشکل ہندی گیتوں اور راگوں کے بجائے اردو کے عام فہم نغمے گونجنے لگے۔ عوام کے مذاق ترنم میں ایک نئے فیشن نے جنم لیا۔ خواص میں یہ اثر پیدا ہوا کہ اردو میں غزل گوئی فوراً شروع ہو گئی اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ اب اس زبان میں بھی اعلیٰ شاعری پیش ہو سکتی ہے، دیوان بھی تیار کیے جا سکتے ہیں، وہ موزوں طبیعتیں جو فارسی میں زیادہ صلاحیت نہ رکھنے کے باعث گرفتہ دل رہتی تھیں آزادی اور مسرت کے ساتھ اِس زبان میں نغمہ سنجی کرنے لگیں۔ دیوان بننے لگے اور اردو شعر و شاعری کا رواج عام ہو گیا۔[1] بلکہ دریا کا یہ بند اس زور شور سے ٹوٹا کہ بہت سے بوڑھے مشاق فارسی گو شعرا بھی اردو شاعری کی اس بڑھتی ہوئی قدر و منزلت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انھوں نے بھی بطور 'تفنن' اس مست نو خیز کو منھ لگانا شروع کر دیا۔

گویا شمالی ہند میں عموماً اور دلّی میں خصوصاً اردو غزل گوئی کا رواج ولی ہی کی بدولت شروع

1۔ یہاں حاتم نے اپنے دیوان زادہ میں ولی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ لائق ذکر ہے۔

"خوشہ چیں خرمن سخن ورانِ عالم بہ صورت محتاج، بہ معنی حاتم کہ از 1129ھ تا 1169ھ کہ چہل سال باشد عمر دریں فن صرف کردہ و در شعر فارسی پیرو مرزا صائب دور ریختہ ولی را استادی داند۔ اول کسے کہ دریں فن دیوان ترتیب نمودہ او بود۔"

اسی طرح قائم کا بھی بیان ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"بالجملہ بہ یمن تفول زبان ایشاں سخن این بابا چناں قبول یافت کہ ہر بیت دیوانش روشن تر از مطلع آفتاب گردیدہ در ریختہ راقسمے بہ فصاحت و بلاغت می گفت کہ اکثر استادان آن وقت زراہ ہوس ریختہ موزوں می نمودند۔"

ہوا۔اس سے پیشتر شمالی ہند میں اردو نظم تو شاذ نظر آ جاتی ہے لیکن غزل گوئی کہیں نہیں ملتی۔ یہ ولی ہی کی کرامت تھی کہ غزل گویوں کا ایک طبقہ پہلے پہل دلّی میں پیدا ہوا۔ حاتم، آبرو، مضمون، شاکر، احسن، یکرنگ وغیرہ اس طبقے کے خاص شاعروں میں سے ہیں۔[1] لیکن ان لوگوں نے ایک غلطی یہ کی کہ اپنی شاعری کی بنیاد ایہام پر رکھی۔ان کا خیال تھا کہ عام طور پر صنائع و بدائع اور خاص کر ایہام گوئی کا التزام ہی مستند اور پختہ شاعری کی دلیل ہے۔اُس زمانے میں ہندی کے دوہوں کی بدولت ایہام گوئی کا چلن اس قدر عام ہو گیا تھا کہ ہندستانی فارسی گو شعرا کے کلام میں بھی یہ صنعت کثرت سے استعمال ہونے لگی تھی۔اسی لیے ولی کی قادر الکلامی کا راز بہت کچھ ان کی اسی قسم کی صلاحیت میں مضمر سمجھا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ ولی کے یہاں دوسرے صنائع کے ساتھ یہ صنعت بھی کہیں کہیں استعمال میں لائی گئی ہے۔ مثلاً

مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کو فرض عین ہوا

زہرہ جبیناں خلق کے آویں برنگ مشتری

گر ناز سوں بازار میں نکلے وو ماہِ مہرباں

خودی سے اولاً خالی ہو اے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے

ہے نقش کناری کا ترے جامے کے اوپر دامن کو ترے ہاتھ لگا کون سکے گا

لیکن ان لوگوں کا ولی کی عظمت اور قادر الکلامی کا راز اسی میں مضمر سمجھ لینا یقیناً غلطی تھی۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے رواج سے متاثر ہو کر اُس کی رو میں بہہ گئے اور اسی

---

1. ولی کی غزلوں پر غزلیں متعدد شاعروں نے لکھیں۔ بہتوں نے دیوان بھی تیار کیے ہوں گے لیکن تذکروں سے صرف ایسے چند شعرا کا نام ہم تک پہنچ سکا ہے۔اسی طرح کے ایک عالم اور شاعر فائز دہلوی تھے جن کا کلیات انجمن سے چھپ چکا ہے۔اسی طرح کے ایک شاعر منعم تھے جن کا دیوان 1944 میں، میں نے دہلی میں دیکھا تھا اس کا قضیہ معارف 45-1944 کے پرچوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اب تو یہ دیوان بھی تلف ہو گیا ہوگا۔ اسی طرح ایک مبتلا کا دیوان ہے جو قلمی ہے اور لکھنؤ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ (ہاشمی)

لیے انھوں نے ولی کے کلام کی شہرت کا باعث بھی اس قسم کے صنائع اور بدائع کے استعمال کو سمجھا۔

ہاں، تو میں کہہ یہ رہا تھا کہ ولی کی تقلید میں دہلی اور شمالی ہند کے اکثر شاعروں نے اپنے دیوان تیار کرنے شروع کیے۔ اس کی غزلوں پر غزلیں بھی کہیں اس کی متعدد زمینیں بھی اختیار کیں۔ ولی عموماً اپنی زمینیں بہت اچھی انتخاب کرتے ہیں۔ ولی کے مقلد شعرا کی چند کوششیں ملاحظہ ہوں۔ طوالت کے خوف سے یہاں ہر شاعر کی غزل کے مطلعے ہی درج کیے جاتے ہیں۔ پوری غزلیں دیوانوں میں دیکھی جاسکتی ہیں:

ولی: روح بخشی ہے کام تجھ لب کا — دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا

آبرو: مست دل ہے مدام تجھ لب کا — جام صہبا ہے نام تجھ لب کا

ولی: شغل بہتر ہے عشق بازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا

آبرو: جو کہ محرم ہے عشق بازی کا — دل سے عاشق ہے جاں گدازی کا

ولی: مکھ ترا آفتاب محشر ہے — شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے

حاتم: یار کا مجھ کو اس سبب ڈر ہے — شوخ ظالم ہے اور ستم گر ہے

ولی: ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے — غمزۂ خوں خوار ظالم برسر بیداد ہے

حاتم: کاملوں میں یہ سخن مدت سے مجھ کو یاد ہے — جگ میں بے محبوب جینا زندگی برباد ہے

ولی: کیا ہو سکے جہاں میں ترا ہمسر آفتاب — تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اخگر آفتاب

میر: منھ دھونے اس کے آتا تو ہے اکثر آفتاب — کھاوے گا آفتابہ کوئی خود سر آفتاب

ولی: جسے عشق کا تیر کاری لگے — اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

فائز: تری گالی مجھ دل کو پیاری لگے — دعا میری تجھ من میں بھاری لگے

ولی: خوب رو خوب کام کرتے ہیں — یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

فائز: جب سجیلے خرام کرتے ہیں — ہر طرف قتل عام کرتے ہیں

دلّی میں ان شعری و ادبی اثرات کے علاوہ ولی کی اپنی ایک خاص روش بھی تھی اور یہ وہی

روش تھی جس کا اس عہد کا تمدن آئینہ دار تھا۔ تصوف نے ممکن ہے سوسائٹی میں امرد کا ایک طبقہ پیدا کردیا ہو۔[1] لیکن شعروادب میں اس نے پاک بینی کو قائم رکھا، ولی کے کلام میں ہندی کی گھلاوٹ اور رس بھی ہے اور فارسی کی شیرینی اور پختگی کے ساتھ ساتھ قادرالکلامی بھی لیکن صوفیانہ پاک نظری کی بھی خاص روش تھی۔ عشق و عاشقی کے یہی منزہ طریقے تھے جس کے باعث میر، قائم، آبرو وغیرہ ولی کے طرز کو سراہتے رہے۔ یہ سنت عرصے تک قائم رہی یعنی جب تک دلّی برباد نہیں ہوئی۔ دلّی کا یہ تمدن برقرار رہا۔ خان آرزو، مظہر، میر، سودا، درد، قائم اور اثر وغیرہ کے زمانے یعنی پوری بارہویں صدی ہجری تک ولی کی اس روش کی تقلید برقرار رہی لیکن جب دہلی تباہ ہوگئی اور شعروشاعری کا مرکز لکھنؤ میں منتقل ہوگیا تو یہیں سے وہ دور ختم ہوجاتا ہے جسے ولی کی روایت یا روش کہہ سکتے ہیں۔ انشا و جرأت کا زمانہ وہ پہلا دور تھا جس نے اس طہارت کو توڑا اور اپنے جذبات کی رو میں بے وضو ہوگئے۔

لیکن ولی کا اثر محض تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں ایسے گل بھی ہیں جو باوجود زبان کی غرابت کے ہمیشہ شگفتہ وشاداب رہیں گے۔ مثلاً:

جسے عشق کا تیر کاری لگے　　　اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

خوب رو خوب کام کرتے ہیں　　　یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں　　　صبح عاشق کو شام کرتے ہیں

مفلسی سب بہار کھوتی ہے　　　مرد کا اعتبار کھوتی ہے
کیوں کہ ملنا صنم کا ترک کروں　　　دل بری اختیار کھوتی ہے

---

1 اس سلسلے میں ''دلّی بارھویں صدی ہجری میں'' از نواب درگاہ قلی سالار جنگ ملاحظہ فرمایئے۔

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا مفت ہے دیکھنا سری جن کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی بند مت ہو سُبحہ و زنار کا

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی دیکھ رتبہٗ دیدۂ بیدار کا

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں جنت سے بہار کیوں کے جاوے

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل روسوں خطاب آہستہ آہستہ، جواب آہستہ آہستہ

عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے

راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے باب سخن

لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم
حرف با معنی ہے جیسے بوسۂ خوباں لذیذ

ولی کی زبان

(از ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)

زبان ہمیشہ بدلتی رہتی ہے لفظوں کی جو صورتیں، جو ترکیبیں آج سے سو پچاس برس اُدھر عام تھیں، آج ان میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ اِس زمانے کے لوگ اُن سے واقف تک نہیں۔ اسی طرح جو آج رائج ہیں، نہیں کہا جا سکتا، اُن میں سے کون کون سی آگے چل کے سراسر ترک ہو جائیں گی، کن کن کی شکل بدل جائے گی، کیا کیا محاورے اور لفظ نئے پیدا ہو جائیں گے۔ زبان کی یہ بدلتے رہنے کی صلاحیت اس کی زندگی کی علامت ہے جو زبان اس صلاحیت کو کھو بیٹھی ہو، اس کا مردہ ہو جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسے سورج ڈوب جانے پر رات کا آ جانا۔ زبان جوں جوں بدلتی جاتی ہے، اُس کی صحت اور فصاحت کے معیار میں ترمیم ہوتی جاتی ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ جو نظم یا نثر ہمارے سامنے ہو اُسے ہم اُسی زمانے کی زبان اور صحت و فصاحت کے معیار سے جانچیں پرکھیں جس زمانے میں وہ نظم یا نثر وجود میں آئی ہو۔ جو نقاد اس چودھویں صدی کی زبان کو بنا قرار دے کے بارھویں یا تیرھویں صدی کے شاعروں کی زبان کو غلط یا غیر فصیح کہہ بیٹھتے ہیں وہ ایسی بنیادی غلطی کرتے ہیں کہ ان کی تحقیق کی دیوار ثریا تک ٹیڑھی ہی چلی جاتی ہے، افسوس ہے کہ اس کلیات کی پہلی اشاعت میں ایک حد تک اسی انداز سے ولی کی زبان کو کہیں غلط کہیں غیر فصیح[1] بتایا ہے ولی کے ''غلط الفاظ کے استعمال'' کی تاویل، عذر خواہی کے طور پر کی

---

1. ''کلیاتِ ولی'': انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، 1927 مقدمہ ص98۔ نیز ص101,102 ''غیر فصیح الفاظ تین قسم کے ملتے ہیں ....''

ہے1، اور پھر اسی سلسلے میں ''غلط الفاظ'' کی فہرستیں دی گئی ہیں۔ اس بحث کے دوران میں کچھ دکنی لفظ بھی گنائے گئے ہیں، مگر اُن میں سے بہت سے وہ ہیں کہ ولی سے سو برس بعد دتی کے مستند شاعروں کے میں بھی جا بہ جا آئے ہیں۔

ولی کی زبان کو لوگ عموماً ''دکنی'' کہتے ہیں۔ اس لیے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ دکنی (یا دکھنی) زبان کب وجود میں آئی، اُس نے کیا مدارج طے کیے اور کیا صورتیں اختیار کیں اور ولی کی زبان کو اس سے کہاں تک واسطہ ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے آخر تک دکھن پر کوئی اثر دتی کی سلطنت یا شمالی ہند کے تمدن کا نہ تھا۔ 694ھ میں علاء الدین خلجی نے دیوگیر پر حملہ کیا اور اس کے سپہ سالار، ملک کافور نے 709ھ میں مشرقی اور جنوب مشرقی دکن پر حملے شروع کیے اور دو تین برس میں اُدھر کے کئی رجواڑوں کو دتی کا باج گذار بنایا۔ ان مہموں کا سلسلہ جاری رہا اور دیوگیر، دکن میں دتی کی سلطنت کا ایک مرکز بن گیا، یہاں تک کہ 725ھ میں سلطان محمد تغلق کا دور آیا اور پائے تخت ہی دتی سے 2 اُٹھا کر دیوگیر پہنچا دیا گیا۔ دتی شہر کے بسنے والوں کو حکم ہوا کہ سب کے سب دیوگیر جا بسیں۔ دیوگیر کا نام دولت آباد رکھا گیا اور ایک بڑا بارونق شہر وہاں آباد ہو گیا۔ دتی سے لاکھوں آدمی وہاں پہنچ کر بس گیا اور علاوہ معمولی لوگوں کے وزیروں اور سپہ سالاروں، عالموں اور شاعروں، کاری گروں اور ہنروروں کا دولت آباد میں جمگھٹا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں دولت آباد ایک چھوٹی دتی بن گیا ہوگا اور وہاں کی زبان وہی ہو گئی ہوگی جو اُس وقت میں دتی اور اس کے اطراف میں بولی جاتی تھی۔3 یہ بات تو دکن کے کسی اور خطے کو حاصل نہیں ہوئی، پر اِس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اِس نئی زبان کا اثر دکن کے اور حصوں تک کچھ نہ کچھ پہنچا ہوگا۔ محمد تغلق کے بعد حسن

---

1 مگر ساتھ ہی ساتھ ''عالمگیر اردو'' کو ''صحیح اور قابل قدر'' بھی مانا ہے۔ (ص 98-96) اس طرح زبان کی بحث الجھ کر رہ گئی ہے۔

2 727ھ میں دارالخلافہ منتقل ہوا (پروفیسر نثار احمد فاروقی)

3 یہ زبان خود دتی میں کہیں اور سے آئی تھی، مگر اس سے یہاں سے بحث نہیں۔

بہمنی نے دکن میں سلطنت جمائی تو گلبرگے کو پائے تخت بنایا۔ بہمنیوں کو تلنگانے، بیجانگر اور کرناٹک میں بڑی فتوحات ہوئیں اور 764ھ میں گول کنڈا بھی فتح ہو گیا۔ ان سب جگہوں میں دلّی کی زبان نے کچھ نہ کچھ رواج پایا مگر وہ صورت نہیں ہوسکتی تھی جو دولت آباد اور اس کے پڑوس میں تھی۔ 815ھ میں سیّد محمد گیسو دراز گلبرگے پہنچتے ہیں اور تھوڑے ہی زمانے میں صوفیوں کا اثر سارے دکن میں پھیل جاتا ہے۔ اس طرح دلّی کی زبان نے دکن میں بہت رواج پایا مگر دراوڑی زبانوں کے علاقوں میں جو دولت آباد سے دور تھے، اس پردیسی زبان نے کچھ نہ کچھ اثر دراوڑی زبانوں کا ضرور قبول کیا۔ چنانچہ آج بھی مدراس کے علاقے میں جو اردو بولی جاتی ہے اس میں تامل کا موسیقی لہجہ موجود ہے جو اور کہیں کی اردو میں نہیں پایا جاتا۔ کچھ فرق زبان یا لہجے میں ہو جانا اس لیے بھی ضرور تھا کہ یہ لوگ اپنے اصلی مرکز سے دور جا پڑے تھے۔[1] دلّی کی آب و ہوا اور دراوڑی ملک کی آب ہو ہوا میں بھی بڑا تفاوت تھا۔ بہ خلاف اس کے دکن کا شمال مغربی حصہ، جس میں دولت آباد واقع ہے، مرہٹہ واڑی ملک تھا اور صدیوں پہلے سے جو زبان بولی جاتی تھی وہ بھی مثل ہندستانی کے ایک آریائی زبان تھی جسے شمالی ہند کی بولیوں سے گہرا تعلق تھا پھر، دکن کے اور مقاموں کے مقابلے میں دولت آباد دلّی سے زیادہ قریب بھی تھا اور شمالی ہند سے اس کے تعلقات آئے دن تازہ ہوتے رہتے تھے، یہاں کی آب وہوا بھی اتنی مختلف نہ تھی جتنی دراوڑی علاقوں کی۔ علاوہ مرہٹی زبان کے گجراتی زبان کا بھی جو ایک دوسری آریائی زبان تھی، کسی قدر اثر پڑا۔

ان حالات کو ذرا غور کی نگاہ سے دیکھیے تو یہ بات صاف دکھائی دینے لگتی ہے کہ دسویں صدی ہجری کے آخر تک دکن میں ہندستانی زبان کی دو صورتیں ہو گئی تھیں، ایک وہ جو دولت آباد کے علاقے سے باہر دکن کے دراوڑی علاقوں میں رائج تھی اور جسے دلّی کی زبان کے ساتھ تعلقات کو تازہ کرنے کے موقعے بہت کم ملے اور جس میں ایک طرف گول کنڈے کے قطب شاہیوں اور دوسری طرف صوفیوں نے ایک خاص دکنی ادب پیدا کر دیا تھا۔ دوسری صورت زبان

---

1. پھر بھی ''دکنی'' زبان نے، خاص کر حیدرآبادی دکنی نے بہت کم دراوڑی اثر قبول کیا اور اس کے اسباب تھے۔

کی وہ صورت تھی جو دولت آباد اور اس کے نواح میں رائج تھی۔ گیارہویں صدی کے آغاز میں مغلوں نے دکن کا رخ کیا اور اس کا اثر تیزی سے بڑھتا گیا۔ انھوں نے بھی اپنا مرکز دولت آباد ہی کو بنایا اور ارونگ زیب نے دولت آباد سے چند میل ہٹ کر اورنگ آباد بسایا۔1 شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے زمانے میں لوگ دلّی سے جوق جوق اورنگ آباد آئے اور اپنے ساتھ دلّی کی اردوئے معلّٰی لائے، جس نے دولت آبادی علاقے کی زبان کو تازگی بخشی2 اور دلّی کی نئی زبان کو اورنگ آبادیوں نے شوق سے اختیار کیا، جس پر وہ آج تک فخر کرتے ہیں۔ یہی وہ زبان ہے جسے ہم ولی کے کلام میں پاتے ہیں اور سوا چند بہت خفیف اختلافات کے، یہ وہی زبان ہے جو ولی کے زمانے میں دلّی میں بولی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا دیوان دلّی پہنچا تو دلّی والوں نے اُسے سر آنکھوں پر رکھا، شاعروں نے اس کی غزلوں پر غزلیں کہیں اور زبان دانوں نے اس کے کلام کو سند پکڑا۔ اگر اس کے دیوان میں کہیں دو چار لفظ دلّی کی اُس وقت کی زبان سے مختلف پائے ہوں گے، تو اُن کو چاہے شاعر کا اختراع جانا ہو، چاہے اس کی زبان کا پُرانا پن یا دکنیت، پر اُسے عیب نہیں مانا۔ آج بھی، کہ دلّی کا تعلق چھوٹے ڈیڑھ دو سو برس ہو چکے، اورنگ آباد کی زبان کو دلّی کی زبان سے بہت مناسبت باقی ہے اور دکن کے اور حصوں کی زبان سے وہ الگ دکھائی دیتی ہے، اس لیے زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم ولی کی زبان کو ''اورنگابادی'' کہیں۔ دکن کے باقی حصے میں اب سے سو ڈیڑھ سو برس پہلے تک جو زبان رائج تھی اور جو اب بھی بولی جاتی ہے، اُسے ''دکنی'' یا ''دکھنی'' کہنا نادرست نہ ہوگا۔''3

---

1 دونوں شہروں میں 14 میل کا فصل ہے، مگر یہ اُس وقت کہ جب اس کا رقبہ بہت گھٹ گیا ہے۔ فرانسیسی سیاح تے ورنیئر صرف 4 کوس یا 8 میل کا فصل بتاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ اورنگ زیب کے زمانے میں یہ دونوں شہر اتنے پھیلے ہوئے تھے کہ دونوں کے بیچ صرف 8 میل کا فصل تھا۔

2 یہ ایک اور وجہ اورنگ آباد کی زبان اور باقی دکن کی زبان میں فرق ہو جانے کی ہوئی۔ اِس کی تجدید ہو گئی اور اُس نے پرانی صورت کو محفوظ رکھا۔

3 اِس زمانے میں تو حیدر آباد کی اردو اور لکھنؤ، دلّی کی اردو میں کم فرق رہ گیا ہے، مگر اُس سے یہاں بحث نہیں۔

تیرھویں صدی کے اوائل کا ایک اورنگ آبادی مصنف اسی فرق کو اپنی کتاب ''چراغ ابدی'' کے دیباچے میں جو 1221ھ میں اس نے تصنیف کی تھی، ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے:

''اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکھنی ہندی آمیزش میں تفسیر جز آخر کی لکھی ہے لیکن بہ سبب الفاظ دکھنی لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پاتا اور دل یاروں کا واسطے مطالعے اس کے رغبت کم لاتا، اس واسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کی آیا کہ تفسیر جز آخر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اورنگ آباد کے لوگوں کا محاورہ ہے لکھے کہ عوام اُس سے باوجود قلت بضاعت کے فائدہ تمام اُٹھاویں۔''[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے خود اورنگ آباد کے لوگ اپنی زبان کو دکنی سے کتنا دور اور دلّی کی زبان سے کتنا قریب جانتے تھے اور اورنگ آباد کے عوام بھی دکنی زبان کی کتابوں سے پورا فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ دونوں بولیوں میں اس طرح امتیاز کر لینے کے بعد، یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ ''اورنگابادی'' پر ایک حد تک ''دکھنی'' کا اور اُس کا اِس پر اثر پڑا ہے۔

اب ولی کی زبان کو دیکھنا چاہیے۔ پہلے ان اجزاء سے بحث کر لی جائے، جو ولی کی زبان اور دلّی کے شاعروں میر، سودا، درد اور اُن کے ہم عصروں کی زبان میں مشترک ہیں۔

1۔ لفظ:— بوجھنا (پہچاننا سمجھنا)، بولنا (کہنا کی جگہ)، پَون (ہوا)، پی، پیو، سجن، موہن (محبوب کے لیے)، پیونا (پینا) تجھ، مجھ، (تیرا، میرا) جیو، (جی)، لگ (تلک) نین، نیَن (آنکھ)، ستی، سیتی (سے) کنے (پاس) نپٹ، نِپٹ (بالکل، سراسر) یہ اور اس طرح کے بہت سے لفظ شاعروں کے کلام کے علاوہ دلّی، پنجاب، صوبہ متحدہ اور بہار میں اب تک بولے جاتے ہیں۔ کسی لفظ میں حرف علت کا گھٹ کر ایک حرکت ہی رہ جانا یا حرکت کا کھنچ کر حرف ہو جانا، جیسے

1۔ دیکھو مولوی عبدالحق صاحب کا مقالہ ''پرانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے'' (رسالہ ''اردو''۔ اورنگ آباد 1937۔ ج1، ص32۔

اُپر (اوپر) دکھو (دیکھو) لاگا (لگا)، لوہو (لہو)، اودھر، ایدھر، جیدھر۔ تشدید، کا جاتا رہنا یا اکہرے حروف پر تشدید کا آجانا، جیسے ''اتنا'' سے ''اتّا'' اور ''پات'' سے ''پتّا'' ہو جانا۔ یہ سب صورتیں دلّی کے شاعروں کے کلام میں بھی موجود ہیں۔ نون غنّہ پُرانے زمانے میں بہت تھا، یہاں تک بعضے لوگ فارسی لفظوں ''کوچہ''، ''پیچ''، ''پاچہ'' کو ''کونچہ''، ''پینچ''، ''پانچہ'' لکھا کرتے تھے۔ توں (تو) کوں (کو) سیں (سے) نیں (نے) سداں (سدا)، دیکھناں (دیکھنا) وغیرہ بہت عام تھے۔ ملفوظ ہ خاص کر دلّی اور پچھاں کے اور مقامات میں اکثر جاتی رہتی ہے اور اس کی جگہ اکثر ایک مخلوط یٔ یا ہمزہ لے لیتا ہے، جیسے ''بہت'' کی جگہ ''بوت''، ''کہتا'' کے لیے ''کے تا''، ''کہوں''، (کہوں) اسی طرح ''کہیں'' یا ''کئیں'' اور ''وئیں'' اور ''نئیں'' عام طور پر سنا جاتا ہے۔ لکھاوٹ میں آ کر ایک صورت کی ترجمانی نہیں ہوتی یا نہیں ہو سکتی، تو وہ صورت زبان سے مٹ نہیں جاتی۔ ملفوظ ہ کہیں حذف ہو جاتی ہے، جیسے ''گھبراہٹ'' سے ''گھبراٹ'' کہیں مخلوط ہو جاتی ہے، جیسے ''وہاں'' سے ''وھاں''، ''یہاں'' سے ''یھاں'' کہیں مخلوط ھ اپنی جگہ بدل لیتی ہے، جیسے ''گڑھنا'' (گھڑنا) بعضے لفظوں میں ان دونوں کا قلب اور ابدال ایک ساتھ ہوا ہے، جیسے ''پہچان'' اور ''پچھان''، ''پہونچا'' اور ''پونچھا''۔ لفظ کے بیچ یا آخر میں سے مخلوط ھ اکثر جاتی رہتی ہے اور بھوک (بھوکھ) تڑپ (تڑپھ)، دھوکا (دھوکھا) سامنا (سامنھا) مانجنا (مانجھنا) بھکاری (بھکھاری) اب سے تھوڑے دن پہلے تک دونوں طرح سے لکھے جاتے رہے ہیں۔

2۔ جنس یا تانیث تذکیر کا اختلاف ہر دور میں رہا ہے اور یہ اختلاف مکان اور زمان دونوں پر مبنی ہے۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ زمان و مکان کا تفاوت نہیں پھر بھی اختلاف موجود ہے، ایک ہی شاعر ایک ہی لفظ کو کبھی مونث کبھی مذکر کہہ جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اردو نے مختلف اور متعدد زبانوں سے لفظ لیے ہیں۔ جب کوئی نیا لفظ آیا۔ اگر اس میں اردو کی رو سے کوئی علامت تانیث و تذکیر کی نہ تھی تو ایک مدت تک اس کی جنس متعین نہ ہو سکی اور اسی لیے اکثر لفظوں کا آج تک قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جنس ہی کے متعین ہونے پر جمع کی صورت کا انحصار ہوا کرتا ہے۔ اس لیے

اردو میں جنس اور عدد دونوں ایک سیال حالت میں ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ شمالی ہند کے لوگوں نے ولی کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کے کلام میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کی۔ خود ولی نے بھی ایک ہی لفظ کو کہیں مونث کہیں مذکر باندھا ہے۔

3۔ نحوی ترکیب کو دیکھیے تو اس میں بھی ولی کے ہاں بیشتر وہی ترکیبیں ملتی ہیں جو شمالی ہند کی پرانی زبان میں ہیں جیسے ''نے'' کا استعمال کبھی کرنا کبھی نہ کرنا اور کبھی اس کا استعمال آج کل کے استعمال سے مختلف ہونا یا اضافی ترکیب میں ''کا''، ''کی''، ''کے'' کا مقدر رکھنا۔

4۔ لوگ اکثر املا کو بھی زبان سمجھ بیٹھتے ہیں، حالاں کہ املا تو لفظوں کی تصویر کھینچنے کی ایک کوشش ہے جو ہمیشہ کامیاب نہیں رہتی۔ املا کے قاعدے کیسے ہی ہمہ گیر اور مکمل بنائے جائیں زبان کی پوری اور سچی ترجمانی ان سے مشکل ہی سے ہوسکتی ہے۔ ایک ''کوئی'' کا لفظ ہم کئی طرح پر ادا کرتے ہیں (۱) فعِلُن (۲) فَعِل (۳) فع۔ ''کو''، ''کے''، ''کا''، ''کی''، ''سے'' وغیرہ کو کبھی فع کے وزن پر، کبھی صرف ایک حرکت کے برابر کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ حال ''کہیں'' اور ''نہیں'' کا ہے کہ کبھی فِعل کے وزن پر، کبھی ہ کو گرا کے فع کے وزن پر بولتے ہیں، پرانے شاعروں میں کوئی ایسا نہیں جس نے ان مختلف صورتوں میں ان لفظوں کو نہ برتا ہو املا کی یکسانی کے لفظ کی شکل ایک معین کر لی جاتی، تلفظ مختلف طرح سے ہوتا۔ آخری دور کے شاعروں نے یہ اُلٹی گنگا بہائی کہ زبان کو رسم کتابت کے تابع کر کے زبان پر قیدیں لگائیں۔ اس میں لوگوں نے بعضی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہوگی: ایک لفظ تھا ''کیوں کر''۔ ''کر'' کا بدل ہے ''کے'' اس لیے ''کیوں کر'' کا بدل ہوا ''کیوں کے''۔ بالکل اسی طرح جیسے ''آکر، جاکر، کرکر'' کی جگہ آکے، جاکے، کر کے'' بھی بولتے ہیں۔ پرانے زمانے میں ''کیوں کے'' لکھتے تھے۔

ایک دوسرا لفظ تھا ''کیوں کہ'' (جس کا پہلا ٹکڑا ہندی، دوسرا فارسی ہے) اس کا بدل ہے ''کس لیے کہ'' یا ''اس لیے کہ''۔ بھلا فارسی ''کہ'' کو ہندی ''کے'' سے، جو ''کر'' کا قائم مقام ہے،

کیا واسطہ؟ مگر اصرار ہے کہ '' کیوں کے'' غلط ہے۔ '' کیوں کہ'' لکھو۔ اگر کوئی کہے کہ یہ لفظ اب بولا نہیں جاتا، تو یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ دِلّی والے آج بھی بولتے ہیں اور اس کی صحیح کتابت '' کیونکے'' یا (کیوں کے) ہے۔

جو یہ کہے کہ ریختہ، کیوں کے ہو رشکِ فارسی
گفتۂ غالب ایک بار، پڑھ کے اُسے سُنا کہ یوں
نہ جانوں کیوں کے مٹے داغ طعنِ بد عہدی
تجھے کہ آئینہ بھی ورطۂ ملامت ہے

5۔ ایک بڑا اعتراض ولی اور پرانے شاعروں پر کیا جاتا ہے کہ عربی، فارسی لفظوں کو، جن کے بچلے حرف کو جزم ہے انھیں حرکت دے دی ہے، جیسے '' شہر'' اور '' مہربان'' ہ کے زبر سے، '' طبع'' اور '' شمع'' کو ب اور م کے زبر سے باندھا ہے اور '' ثلث'' کو ل کی حرکت سے۔ ان اعتراض کرنے والوں کو یہ بھی تو نہیں معلوم کہ کس عربی لفظ کے حرکات عربی میں کیا ہیں۔ '' شمع'' کا م مفتوح اور ساکن دونوں طرح صحیح ہے اور '' ثلث'' کا ل ساکن بھی درست ہے اور مضموم بھی۔ یہ لفظ کلام اللہ میں کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ ل کے پیش سے ہے '' خطِ ثلث'' کو عربی میں '' الخط الثُلُثی '' (ل کے پیش سے) کہتے ہیں۔ اب رہے وہ لفظ جو سچ مچ عربی یا فارسی میں بچلے حرف کے جزم ہی سے ہیں سو ان کو بھی اکثر حرکت کے ساتھ بولتے ہیں '' ذکر'' اور '' فکر'' اور '' تخت'' اور '' مہر'' اور '' شہر'' بچلے حرف کی حرکت سے اردو کے فصیحوں کی زبانوں پر ہیں اور سیّد انشاء نے تو صاف صاف کہا ہے کہ اردو میں یہ لفظ یوں ہی صحیح ہیں۔ ولی پر اس طرح اعتراض کرنا نادانی ہے۔ اُس کے تو برسوں کے بعد لوگوں نے حکم لگایا کہ شعر میں وہی صورت ان لفظوں کی جگہ پائے جو فارسی یا عربی میں ہے، مگر مزا یہ کہ خود ایرانیوں نے عربی لفظوں میں بہت تصرف کر لیے تھے۔ پھر جب فارسی عربی لفظ ہندستانی میں آئے تو اس نے انھیں اپنے جنتر پر کھینچا۔ سوا دو چار قاریوں کے کون ہے جو ح اور ع کو حلق کی گہرائی سے نکالتا ہوگا اور ز، ذ، ض یا س، ث، ص میں فرق کرتا یا

کرسکتا ہوگا اورتو اور ہندستان کے ممتاز شاعر جب اردو میں شعر کہتے تو ان لفظوں کو اسی صورت سے اپنے کلام میں لاتے جس صورت سے وہ ہندی عوام کی زبانوں پر تھے۔ ناصر علی سرہندی کا سا سر برآوردہ فارسی شاعر جب اردو کہتا ہے، ''حیران'' (ی کی تخفیف سے) ''بیچارہ'' کو ''بچارہ'' ''مِصر'' (ص کے زبر سے) ''شرح ملاّ'' کو ''شرح ملاں'' اور ''درس'' (د کے زبر سے) باندھتا۔ ''فکر'' اور ''فکَر'' کو ''اثر'' اور ''سفر'' کا قافیہ کرتا ہے۔ اسی کا ایک مصرع ہے:

بت فرنگی بہ قتل ہمنا رکھے جو پُر چیں جبیں دمادم[1]

اب کیوں کر کہیے کہ ''ہمنا'' اور ''تمنا'' دکن کی مخصوص بولی تھی اور ہندی لفظ کو فارسی ترکیب میں نہ لاتے تھے؟

6۔ اسی طرح کا ایک اور وسوسہ ہے کہ مجہول اور معروف و یای کا یا ز کو ض کا اور س کو ص کا قافیہ کرنا دکنی زبان کی خصوصیت یا دکن کے شاعروں کی سادگی ہے۔ معروف اور مجہول کا قافیہ فارسی کے اساتذہ کے کلام میں بھی کثرت سے ہے اور اردو کے مستند شعرا نے بھی بے تکلف اس طرح کہا ہے۔ ہم مخرج بلکہ قریب المخر ج حرفوں کے قافیہ کرنے کا حال یہ ہے کہ فردوسی نے ''وحی'' کو ''نہی'' کا، سعدی نے ''صباحی'' کو ''ماہی'' کا ''عدل'' کو ''فضل کا'' اور ''کسب'' کو ''اسپ'' کا، کاہی نے ''اصل'' کو ''نسل'' کا، اور ظہوری نے ''خراط'' کو عامیوں کے تلفظ کے مطابق ''خراذ'' قرار دے کے ''نہاذ'' کے ساتھ قافیہ کیا ہے۔ پھر اگر ولی نے ''تسبیح'' کو عین اہل اردو کے مطابق ''تسی'' کہا تو کیا گناہ کیا اور ز اور ض کا قافیہ کیا تو کیا بدعت ہوئی؟

یہ تو ان لفظوں اور ترکیبوں کا بیان ہوا جن کو دکنی زبان سے مخصوص جاننا درست نہیں، اس لیے کہ یہ سب صورتیں شمالی ہند کے شاعروں کے یہاں بھی ملتی ہیں۔ مگر شمالی ہند کے شاعروں میں سے، جن کا کلام ایک اچھی مقدار میں ملتا ہے وہ سب ولی کے بعد کے لوگ ہیں، ولی کے ہم عصروں یا اُن سے پہلے کے شاعروں یا مصنفوں کا کلام بہت ہی کم اور ناکافی ہے، جس سے یہ معلوم کرنا

1۔ شیرانی ''پنجاب میں اردو'' ص 41-1240۔

مشکل ہے کہ کون کون سے لفظ اس وقت کی زبان میں رائج تھے اور کون کون سی ترکیبیں استعمال ہوتی تھیں، اس لیے یہ طے کرنا بھی آسان نہیں کہ جو لفظ ہم صرف دکنی یا اورنگا بادی مصنفوں کے ہاں پاتے ہیں وہ اس وقت کی شمالی زبان میں بھی تھے اور بعد کو شمال میں تو محو ہو گئے مگر جنوب میں باقی رہے یا شمال میں کبھی تھے ہی نہیں اور حقیقت میں دکن کی پیداوار ہیں۔ آئندہ اگر مزید معلومات بہم پہنچے تو فیصلہ ہو سکے گا کہ ان کو شمالی زبان کے اجزا ماننا چاہیے یا جنوبی زبان کے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر یہاں ان اجزا سے مختصر طور پر بحث کی جاتی ہے۔

1۔ لفظوں میں تغیر (حرف کے بدل جانے سے):

(الف) ہ اور ھ کے حذف، قلب اور ابدال سے اوپر بحث ہو چکی ہے دکن کی خصوصیت یہاں بھی وہی ہے کہ تغیر میں تعمیم زیادہ ہو گئی ہے ''سوکھا'' کو ''سُکا''، ''باہر'' کو ''بھار'' بولتے ہیں۔ ''انکھاں'' کو ''ہانکاں'' ''انکھیاں'' کو ''ہنکیاں'' بولتے ہیں۔ (گو کہ کتابت اس طرح نہیں کی جاتی)

(ب) ٹ، ڈ، ڑ میں سے اگر دو حرف یا ایک ہی حرف دوبارہ کسی لفظ میں آئے تو پہلا ٹ کے بجائے ت، ڈ کے بجائے د ہو جائے گا۔ ''توٹ گیا'' یا ''تُٹ گیا'' (ٹوٹ گیا) ''دنڈا'' (ڈنڈا) ''تکڑا'' (ٹکڑا) ''داٹا'' (ڈاٹا) ''دیڑھ'' (ڈیڑھ) ''دیوڑھی'' (ڈیوڑھی) ''تھاٹ'' (ٹھاٹ) ''تھٹ'' (ٹھٹ)۔

(ج) حرف حصر یعنی ''ہی'' کی ہ حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے تُمی (تمھی) مگر ایسی صورتوں میں چ، چہ لگاتے ہیں: ''ووچ'' (وہ ہی) ''تمچ'' (تم ہی) یہ چ یا موقوف ہو جاتی ہے یا مکسور اور کتابت میں اس کا مکسور ہونا ہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کو ھ (مخلوط) قرار دینا درست نہیں یعنی چھ نہیں ہے۔ یہ لاحقہ غالباً گجراتی زبان سے دکن کی بولی میں آیا۔ سنسکرت میں چ بطور لاحقہ کے آتی ہے مگر وہ حصر کے بجائے ترقی کا حرف ہے یعنی ''بھی'' کے معنی دیتی ہے اور دکن میں بھی ''بھی'' (تلفظ ''بی'') بالکل اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے سنسکرت میں چ لاحقہ، یعنی دو اسموں

کے بیچ میں چ آتی ہے۔ دکن میں کہیں گے۔ ''ماں بی بچہ'' (یعنی ماں اور بچہ یا ماں بھی بچہ بھی) عجب نہیں کہ گجراتی اور دکنی میں یہ چ سنسکرت سے آئی ہو مگر معنی بدل کر بجائے حصر کے ترقی کے ہو گئے۔

2۔ اردو والوں کا دستور ہے کہ لفظ کے بیچ یا آخر میں یا ہو تو ی کو الف سے مخلوط کر دیتے ہیں جیسے ہندی ''پ یار، پ یاس، دھ یان'' سے پیار، پیاس، دھیان''۔ فارسی ''پ یاز'' اور ''م یان'' سے ''پیاز'' اور ''میان'' عربی خ یال سے ''خیال''۔ دکن میں یہ تصرف بہت عام ہو گیا اور ''دریا'' اور ''دنیا'' بھی دڑیا اور دنیا ہو گئے۔ اسم سے گزر کر فعل کے صیغوں تک پر اس کا عمل ہوا۔ چلیا، لکھیا، کھلیا، ملیا وغیرہ۔

3۔ اں لگا کر جمع بنتی ہے (اسم چاہے مذکر ہو چاہے مونث) اور یہ پنجاب، پانی پت، سہارن پور وغیرہ میں عام ہے اور دکن میں بہت ہی عام۔ بات، باتاں۔ تروار، ترواراں۔ ہات (ہاتھ) ہاتاں۔ پانو، پانواں۔ پیچ، پیچاں۔ آنکھ، آنکھاں۔ جورو، جورواں۔ وغیرہ۔

(الف) واحد مونث الف پر ختم ہوتا ہو، تو ایک ی (ملفوظ) بڑھا کر اں لگائیں گے ادا، ادایاں۔ دعایاں۔ دوایاں۔ یہ ی کبھی مخلوط نہیں بولی جاتی۔

(ب) اگر واحد مونث یا مذکر ی (معروف) پر ختم ہوتا ہو تو اں لگنے سے وہ ی مخلوط ہو جائے گی۔ انکھی، انکھیاں، پشانی (پیشانی) پشانیاں، تسبی۔ تسبیاں، چھری۔ چھریاں، چھتری۔ چھتریاں، برچھی۔ برچھیاں، موتی۔ موتیاں، درزی۔ درزیاں، مالی۔ مالیاں، گھوڑی۔ گھوڑیاں۔ اگر واحد ء ی (یا ئی) یا ہی پر ختم ہو، تو جمع میں ء، ع، ہ حذف ہو کر ی ملفوظ ہو جاتی ہے بھائی۔ بھایاں، رباعی۔ ربایاں (کتابت، رباعیاں) سپاہی (تلفظ سپاءی) سپاہیاں (تلفظ۔ سپایاں)۔

(ج) الف پر ختم ہونے والے مذکر لفظوں کی جمع قائم حالت میں تو الف کو ے (مجہول) کر کے بنتی ہے، جیسے ''بکرا'' اور ''گھوڑا'' سے ''بکرے'' اور ''گھوڑے''۔ محرف حالت میں ''بکریاں'' کو اور ''گھوڑیاں'' سے وغیرہ۔ اس طرح محرف حالت میں مونث مذکر میں گویا فرق ہی

نہیں رہتا اور سیاق عبارت سے تانیث وتذکیر میں امتیاز کرنا پڑتا ہے۔

4۔ نحوی خصوصیتوں کی تفصیل یہاں نہیں بیان کی جاتی۔ چند غزلیں غور سے پڑھنے پر وہ خصوصیتیں آپ ہی نمایاں ہو جاتی ہیں۔

آخر میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ولی نرا شاعر نہ تھا۔ اس کے دیوان میں جابجا ایسے مقامات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے اہل علم میں سے تھا، عربی نظم ونثر کے شہ کار ہی اس کے مطالعے میں نہ رہتے تھے، علوم پر بھی اس کی نظر تھی۔ کلام کے صواب وخطا کو وہ خوب جانتا تھا یہ بھی سمجھتا تھا کہ لفظوں کے ذرا سے ہیر پھیر سے شعر میں کیوں کر جان پڑ جاتی ہے، یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ شاعر صحیح اور فصیح کو نہ پہچانے اور شعر کے فن کو نہ جانے ولی کے کلام سے ہم شعر اور زبان دونوں کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اگر ہم اس زمانے کی زبان سے واقف ہونے کی سچی کوشش کریں۔

ردیف 'الف'

1

کیتا ہوں ترے نانْوں کو میں وردِ زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوان بیاں کا

جس گرد اُپر پانْوں رکھیں تیرے رسولاں
اُس گرد کوں میں کحل کروں دیدۂ جاں کا

مجھ صدق طرف عدل سوں اے اہلِ حیا دیکھ
تجھ علم کے چہرے پہ نئیں رنگ گماں کا

ہر ذرۂ عالم میں ہے خورشید حقیقی
یوں بوجھ کے بلبل ہوں ہر اک غنچہ دہاں کا

کیا سہم ہے آفات قیامت ستی اُس کوں
کھایا ہے جوکُئی تیر تجھ ابرو کی کماں کا

جاری ہوئے آنجھو مرے یو سبزۂ خط دیکھ
اے خضر قدم! سیر کر اس آبِ رواں کا

کہتا ہے وؔلی دل ستی یوں مصرعِ رنگیں
ہے یاد تری مجھ کوں سبب راحتِ جاں کا

2

دو صنم جب سوں بسا دیدۂ حیران میں آ
آتشِ عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

ناز دیتا نہیں گر رخصتِ گل گشت چمن
اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ

عیش ہے عیش کہ اس مہ کا خیال روشن
شمع روشن کیا مجھ دل کے شبستان میں آ

یاد آتا ہے مجھے جب وو گلِ باغِ وفا
اشک کرتے ہیں مکاں گوشۂ دامان میں آ

موج بے تابیِ دل اشک میں ہوئی جلوہ نما
جب بسی زلف صنم طبع پریشان میں آ

نالہ و آہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں — دفتر درد بسا عشق کے دیوان میں آ
پنجۂ عشق نے بے تاب کیا جب سوں مجھے — چاک دل تب سوں بسا چاک گریبان میں آ
دیکھ اے اہلِ نظر سبزۂ خط میں لب لعل — رنگ یاقوت چھپا ہے خطِ ریحان میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد — طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
شیخ یاں بات تری پیش نہ جاوے ہرگز — عقل کوں چھوڑ کے مت مجلس رندان میں آ
دردمنداں کو بجز درد نہیں صید مراد — اے شہ ملک جنوں غم کے بیابان میں آ
حاکم وقت ہے تجھ گھر میں رقیب بدخو — دیو مختار ہوا ملک سلیمان میں آ
چشمۂ آب بقا جگ میں کیا ہے حاصل — یوسف حسن ترے چاہِ زنخدان میں آ
جگ کے خوباں کا نمک ہو کے نمک پروردہ — چھپ رہا آ کے ترے لب کے نمکدان میں آ
بسکہ مجھ حال سوں ہمسر ہے پریشانی میں — درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان میں آ

غم سوں تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی
ظلم کو چھوڑ سجن شیوۂ احسان میں آ

3

اے گل عذار غنچہ دہن ٹک چمن میں آ — گل سر پہ رکھ کے شمع نمن انجمن میں آ
جیوں طفل اشک بھاگ نکو مجھ نظر ستی — اے نور چشم نور نمط مجھ نین میں آ
کب لگ اپس کے غنچۂ مکھ کو رکھے گا بند — اے نو بہار باغ محبت سخن میں آ
تا گل کے رو سے رنگ اڑے اوس کی نمن — اے آفتابِ حسن ٹک یک تو چمن میں آ

تجھ عشق سوں کیا ولی دل کوں بیت غم
سرعت ستی اے معنیِ بے گانہ من میں آ

4

وو نازنیں ادا میں اعجاز ہے سراپا
خوبی میں گل رخاں سوں ممتاز ہے سراپا

اے شوخ تجھ نین میں دیکھا نگاہ کر کر
عاشق کے مارنے کا انداز ہے سراپا

جگ کے ادا شناساں ہے جن کی فکر عالی
تجھ قد کوں دیکھ بولے یو ناز ہے سراپا

کیوں ہو سکیں جگت کے دلبر ترے برابر
تو حسن ہور ادا میں اعجاز ہے سراپا

گاہے اے عیسوی دم یک بات لطف سوں کر
جاں بخش مجھ کو تیرا آواز ہے سراپا

مجھ پر ولی ہمیشہ دل دار مہرباں ہے
ہر چند حسب ظاہر طنّاز ہے سراپا

5

کتاب الحسن کا یہ مکھ صفا تیرا صفا دستا
ترے ابرو کے دو مصرع سوں اس کا ابتدا دستا

ترا مکھ حسن کا دریا و موجاں چین پیشانی
اُپر ابرو کی کشتی کے یوں تل جیوں ناخدا دستا

ترے لب ہیں بہ رنگ حوض کوثر مخزن خوبی
یہ خال عنبریں تس پر بلال آسا کھڑا دستا

اشاراتِ آنکھیاں سوں گرچہ ہوں بیمار میں لیکن
ترے لب اے مسیح وقت قانون شفا دستا

ہوا جو گوہر دل غرق بحر حسن، ہے نایاب
زبس دریائے حسنِ دلبراں بے انتہا دستا

بیاں اس کی نزاکت ہور لطافت کا لکھوں تا کے
سراپا محشر خوبی منیں ناز و ادا دستا

یو خط کا حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن
مطوّل کے معانی کا تمامی مدّعا دستا

6

تو آج ہے سینہ شاد دستا
مطلب ہے کہ با مراد دستا

تجھ مکھ کے صفے پہ نقطۂ خال سرمایۂ ہر مداد دستا

ہر نسخہ لذت جہاں کا انکھیاں میں تری سواد دستا

ابرو کے نزک یہ خال موزوں خوش مصرعۂ مستزاد دستا

تیری یہ جبین با صباحت مجھ جلوۂ با مداد دستا

تجھ نین کی کیا کروں میں تعریف یہ عین مُثلث کا صاد دستا

مجھ پر ولؔی ہمیشہ دل دار مہرباں ہے

ہر چند حسب ظاہر طناز ہے سراپا

7

یو تل تجھ مکھ کے کعبہ میں مجھے اسود حجر دستا زنخداں میں ترے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

پریشاں سامری کا دل تری زلف طلسمی میں زمرد رنگ یو تل مجھ کوں سحر باختر دستا

مرا دل چاند ہور تیری نگہ اعجاز کی اُنگلی کہ جس کی یک اشارت میں مجھے شق القمر دستا

نین دیول میں پتلی یو ہے یا کعبہ میں اسود ہے ہرن کا ہے یو نافہ یا کنول بھیتر بھنور دستا

ولؔی شیرینی زبانی کی نئیں ہے چاشنی سب کو

حلاوت فہم کو میرا سخن شہد و شکر دستا

8

طاق ابرو ترا حرم دستا محرم اس کا عرب عجم دستا

خط ترا سرنوشت عاشق میں حرف تقدیر کا رقم دستا

خط ترا آئینہ سکندر ہے ہر دو عالم منیں عدم دستا

لوح محفوظ ہے ترا رخسار زلف اس پر مگر قلم دستا

تجھ زنخداں کے چاہ کنعاں میں یوسفِ مصر دم بہ دم دستا
خط ترا ہے ضرور لشکرِ حسن کاکُل اُس کے اُپر علم دستا
جانِ من غصہ و غضب تاکے
ولی مشتاق پر کرم دستا

9

مت آتشِ غفلت سوں مرے دل کوں جلا جا
مشتاق دَرَس کا ہوں ٹک یک دَرَس دکھا جا
بے رحم نہ ہو، غصہ نہ کر، بات مری سُن
ڈرتا نیں، یک بات کی سو بات سُنا جا
جلتا ہوں میں مدّت ستی اے حسن کے دریا
ٹک مکھ کوں دکھا، آگ مرے دل کی بجھا جا
خواہش ہے مجھے وِرد کے پڑھنے کی ہمیشہ
یک بار کسو طرز سوں ٹک اسم بتا جا
جب اس کی طرف جاتا ہوں کر قصد تماشا
کہتا ہے مجھے خوف رقیباں سوں کہ جا جا
میں بوسہ کیا لب سوں پری رو کے طلب جیوں
غصّے ستی بولیا کہ چلا جا بے چلا جا
مدت سوں ولی جھانج میں ہے ہات سوں دل کے
تو بھی اے جگر آہ کی نوبت کوں بجا جا

10

تن چیں سرمہ کر کے بسا تجھ نین میں جا ہو بوئے گل بسا ہوں ترے پیرہن میں جا

ہر تار میں زُلف کی تری سیر جا کروں باد صبا کا ساتھ لیا ہوں چمن میں جا

آتش نے تجھ جمال کے جلوے کوں دیکھ کر کیتی ہے زندگی کوں اپس کی کفن میں جا

جگ میں جو اعتبار نہ پایا ترے نزیک ہو کر خجل سُرج نے لیا ہے گگن میں جا

مانند خوں عقیق، ولی گل کے بہہ چلے
شہرت مرے انجھوں کی پڑے جب یمن میں جا

11

مت غصّے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں تو آگ بجھاتی جا

تجھ چال کی قیمت سوں دل نئیں ہے مرا واقف
اے مان بھر چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا

اس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں
ٹک پاؤں کے جھانجھر کی جھنکار سناتی جا

مجھ دل کے کبوتر کوں باندھا ہے تری لٹ نے
یہ کام دھرم کا ہے ٹک اس کو چھڑاتی جا

تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری
اے بت کی پجن ہاری ٹک اس کو پجاتی جا

تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کوں کیا کاجل
یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا
تجھ نیہہ میں دل جل جل جوگی کی لیا صورت
یک بار اسے موہن چھاتی سوں لگاتی جا
تجھ گھر کی طرف سُندر آتا ہے ولی دایم
مشتاق دَرَس کا ہے ٹک دَرَس دکھاتی جا

12

دل رُبا آیا نظر میں آج میری خوش ادا — خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلربا
بے وفا گر تجھ کوں بولوں ہے بجا اے نازنین — نازنین عالم منیں ہوتے ہیں اکثر بے وفا
کم نما ہے نوجواں میرا بہ رنگ ماہ نو — ماہ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نما
مدعائے عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار — یار کے دیدار بن دوجا عبث ہے مدّعا
کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہ گل رُخاں
گل رخاں سوں جگ میں پایا ہوں ولی یہ کیمیا

13

غضب سوں چہرۂ رنگیں بہارِ ناز و ادا — بہارِ حسن میں ہے لالہ زارِ ناز و ادا
لکھا ہے صفحۂ ایجاد پر مصوّرِ صنع — قلم سوں موے کمر کے نگارِ ناز و ادا
چمن طراز نزاکت کیا ہے صنعت سوں — سہی قداں کا مکاں جوئبار ناز و ادا
سنا ہوں خضر سوں دل کے یہ حرف تازہ و تر — بہار جلوۂ خط ہے بہار ناز و ادا
ولی پڑیا ہے نظر جب سوں دو کماں ابرو
ہزار دل سوں ہوا ہوں شکارِ ناز و ادا

14

دل کوں لگتی ہے دل رُبا کی ادا　　جی میں بستی ہے خوش ادا کی ادا
گرچہ سب خوب رو ہیں خوب ولے　　قتل کرتی ہے میرزا کی ادا
حرف بے جا بجا ہے گر بولوں　　دشمنِ ہوش ہے پیا کی ادا
نقش دیوار کیوں نہ ہوئے عاشق　　حیرت افزا ہے بے وفا کی ادا
گل ہوئے غرق آب شبنم میں　　دیکھ اس صاحبِ حیا کی ادا
اشک رنگیں میں غرق ہے نِس دن　　جن نے دیکھا ہے تجھ حنا کی ادا

اے ولی درد سر کی دارو ہے
مجھ کوں اُس صندلی قبا کی ادا

15

ہوش کھوتی ہے نازنین کی ادا　　سحر ہے سروِ گل جبیں کی ادا
گر ہے مطلوب تجھ کوں نقش مراد　　دیکھ اس کی بھواں کی چیں کی ادا
ہوش میرا نئیں رہا مجھ میں　　جب سوں دیکھا ہے نازنیں کی ادا
موجِ دریا کو دیکھنے مت جا　　دیکھ اس زلف عنبریں کی ادا

اے ولی دل کوں آب کرتی ہے
نگہ چشم شرگیں کی ادا

16

ترے فراق میں دل کوں کیا ہوں بند جدا　　کیا ہوں خال اُپر جی کو جیوں سپند جدا
تجھے شمع کے برابر سو کہہ سکوں کیوں میں　　کہ نخل موم جدا سرو سر بلند جدا

ترے یو رُخ کو ہور ابرو کوں دیکھ اے ظالم — جلا ہے سوز جدا ہور گلیا ہے چند جدا
ترے لباں کی حلاوت کو رکھ نظر بھیتر — شکر گھلی ہے جدی ہور گھلا ہے قند جدا
ترے جو قد سوں رکھائے شکر نے دل میں گرہ — تو کھینچ پوست کیا اس کوں بند بند جدا
ترے فراق میں کیا کہوں دوجے رقیباں سوں — ہوا ہے مجھ سوں مرا دل اے دل پسند جدا
نہ بوجھ دل میں دوجے طالباں برابر مجھ — کہ اہلِ عیش جدا ہور یو دردمند جدا
ترے یو مکھ کی جھلک ہور زلف کی موج کوں دیکھ — تپاں ہے سُرج تو بے تاب ہے سپند جدا

ولی برہ میں ترے حال کی حقیقت دیکھ
خجل ہے ناصح و رسوا ہے اہل پند جدا

17

ہے فیض سوں جہاں کے دل با فراغ میرا — مرہم سوں نئیں ہوا ہے محتاج داغ میرا
اسباب سوں دُنیا کے بے غرض ہوں سدا میں — بن تیل ہور بتی ہے روشن چراغ میرا
وو ماہ جلوہ گر ہو دل کوں کیا منور — ہے آج آسماں سوں اوپر دماغ میرا
مجھ دل کے آچمن میں کر یک نظر تماشا — داغاں کے ہے گلاں سوں روشن یو باغ میرا
از بسکہ زندگی میں یوں محو ہوں ولی میں — مشکل ہوا اجل کوں کرنا سراغ میرا

18

ہوا ہے سیر کا مشتاق بے تابی سوں من میرا — چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا
مرے دل کی تجلی کیوں رہے پوشیدہ مجلس میں — ضعیفی سوں ہوا ہے پردۂ فانوس تن میرا
نئیں ہے شوق مجھ کوں باغ کی گل گشت کا ہرگز — ہوا ہے جلوہ گر داغاں سوں سینے کا چمن میرا
مُوا ہوں تجھ جدائی کے دُکھوں اے نورِ عینِ دل — برنگ مردمک انکھیاں کا پردہ ہے کفن میرا

لگے پھیکی نظر میں اے ولی دوکانِ حلوائی
اگر ہو جلوہ گر بازار میں شیریں بچن میرا

19

دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا — نئیں دیکھتا سُرج کی جھلکار کا تماشا
اے رشک باغ جنت جب سوں جدا ہوا توں — دوزخ ہے مجھ کوں تب سوں گلزار کا تماشا
بے قصد مجھ زباں پر آتا ہے لفظ تمکیں — دیکھا ہے جب سوں تیری رفتار کا تماشا
رشتے کو بندگی کے ڈالا اُپس گلے میں — دیکھا جو تجھ صنم کے زنار کا تماشا
نرگس نمن رہی نئیں پل مارنے کی طاقت — آ دیکھ اپس انکھیاں کے بیمار کا تماشا
اس مکھ کا رنگ اڑکر قوسِ قزح کوں پہنچا — دیکھا جو تجھ بھواں کی تردار کا تماشا
تب سوں ولی کا مطلب جا پیچ میں پڑیا ہے
دیکھا ہے جب سوں تیری دستار کا تماشا

20

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا — اس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا
اے رشک باغ جنت تجھ پر نظر کیے سوں — رضواں کو ہووے دوزخ پھر حور کا تماشا
روز سیاہ اس کے مومو سوں جلوہ گر ہے — تجھ زلف میں جو دیکھا دیجور کا تماشا
کثرت کے پھول بَن میں جاتے نئیں ہیں عارف — بس ہے موحداں کو منصور کا تماشا
ہے جس سوں یادگاری وو جلوہ گر ہے دایم — تو چیں میں دیکھ جاکر فغفور کا تماشا
وہ سر بلند عالم از بس ہے مجھ نظر میں — جیوں آساں عیاں ہے مجھ دور کا تماشا
تجھ عشق میں ولی کے انجھو اُمنڈ چلے ہیں
اے بحرِ حسن آ دیکھ اِس پوُر کا تماشا

21

بے تاب آفتاب ہے تجھ مکھ کی تاب کا
پیاسا ہے اِس جہاں میں ترے لب کے آب کا

تجھ مکھ کی آب و زلف کی موجاں کو دیکھنے
سب تن نین ہوا ہے سو جل پر حباب کا

تجھ حسن انتخاب کا لکھتے تھے جب حساب
موہوم یک نقط ہے سُرج اس حساب کا

ہے مدرسے میں چرخ کے خورشید فیض بخش
جب سوں لیا ہے درس تری مکھ کتاب کا

مجلس ہے گرم چرخ کی تجھ آفتاب سوں
خالی ہے جام سرد اُپر ماہتاب کا

تجھ شوق سوں مدام لبالب ہے جام نین
شیشے میں دل کے جوش ہے نت اُس شراب کا

مجھ شعر کی روانی سُنیا جب سوں اے وؔلی
نم ناک ہے تدھاں ستی دامن سحاب کا

22

روح بخشی ہے کام تجھ لب کا
دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا

حسن کے خضر نے کیا لبریز
آب حیواں سوں جام تجھ لب کا

منطق و حکمت و معانی پر
مشتمل ہے کلام تجھ لب کا

جنتِ حسن میں کیا حق نے
حوض کوثر مقام تجھ لب کا

رگ یاقوت کے قلم سوں لکھیں
خط پرستاں پیام تجھ لب کا

سبزہ و برگ و لالہ رکھتے ہیں
شوق، دل میں دوام، تجھ لب کا

غرق شکّر ہوئے ہیں کام و زباں
جب لیا ہوں میں نام تجھ لب کا

مثل یاقوت خط میں ہے شاگرد
ساغر مے مدام تجھ لب کا

ہے وؔلی کی زباں کو لذت بخش
ذکر ہر صبح و شام تجھ لب کا

23

مجھ گھٹ میں اے ،نگھر گھٹ ہے شوق تجھ گھونگھٹ کا
دیکھے سوں لٹ گیا دل تیری زلف کا لٹکا

کردیا تجھ کپٹ کوں پڑتے ہیں اشک ٹپ ٹپ
مکھ بات بولتا ہوں شکوہ تری کپٹ کا

تجھ نین کے دیکھن کا دل ٹھاٹ کر چلا تھا
غمزے کے دیکھ ٹھٹ کوں ناچار ہو کے ٹھٹکا

تجھ خط کے بن توجہ کھلنا ہے اُس کا مشکل
حلقے میں تجھ زُلف کے جو جیو جا کے اٹکا

ہرگز ولی کسی کن شاکی ترا نہ ہوتا
گر تجھ میں اے ہٹیلے ہوتا نہ طور ہٹ کا

24

نہیں شوق اُس کے دل میں کدھین لالہ زار کا — مشتاق ہے جو پیو کے رُخ آب دار کا
لگتا ہے مجھ کوں پنجۂ خورشید رعشہ دار — دیکھا ہے جب سوں دست نگاریں نگار کا
ہر ذرہ اُس کی چشم میں لبریز نور ہے — دیکھا ہے جن نے حسن تجلّی بہار کا
طاقت نئیں کسی کوں کہ یک حرف سُن سکے — احوال گر کہوں میں دل بے قرار کا
آوے ولی ہماری طرف، تیغ ناز لے — اُس شوخ کوں خیال اگر ہے شکار کا

25

جگ منیں دو جائیں ہے خوب رو تجھ سار کا — چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا

جب سوں تیری زلف کوں دیکھا ہے زاہد اے صنم — ترک کر سُبحہ کوں ہے مشتاق تجھ زنار کا

دل کو میرے تب سیتیں حاصل ہوا ہے پیچ وتاب — جب سوں دیکھا پیچ تیری لٹ پٹی دستار کا

تجھ گلی کی خاک رہ جب سوں ہوا ہوں اے پیا — تب سوں تیرا نقش پا تکیہ ہے مجھ بیمار کا

بلبلاں گر یک نظر دیکھیں ترے مکھ کا چمن — پھر نہ دیکھیں زندگی میں مکھ کدھیں گلزار کا

بحرِ بے پایاں نے مجھ انجھواں ستی پایا ہے فیض — ابرِ نیساں عبد ہے مجھ چشم گوہر بار کا

ٹک اپس کا مکھ دکھا اے راحت جان وجگر
ہے ولی مدت ستی مشتاق تجھ دیدار کا

26

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا — ہے مطالعہ مطلع انوار کا

بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں — کام ہے تجھ چہرۂ[1] گل نار کا

صبح تیرا درس پایا تھا صنم — شوقِ دل محتاج ہے تکرار کا

ماہ کے سینے اُپر اے شمع رو — داغ ہے تجھ حسن کی جھلکار کا

دل کوں دیتا ہے ہمارے پیچ و تاب — پیچ تیرے طرّۂ طرّار کا

جو سُنیا تیرے دہن سوں یک بچن — بھید پایا نسخۂ[2] اسرار کا

چاہتا ہے اس جہاں میں گر بہشت — جا تماشا دیکھ اُس رخسار کا

آرسی کے ہاتھ سوں ڈرتا ہے خط — چور کوں ہے خوف چوکیدار کا

سرکشی آتش مزاجی ہے سبب — ناصحوں کو گرمیِ بازار کا

---

1. ن : چہرہ

2. ''نسخۂ اسرار'' سے مراد غالباً نظامی کی مثنوی ''مخزن اسرار'' ہے

اے ولی کیوں سن سکے ناصح کی بات
جو دِوانا ہے پری رُخسار کا

27

یاد کرنا ہر گھڑی اس یار کا ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
عاقبت کیا ہووے گا، معلوم نہیں دل ہوا ہے مبتلا دل دار کا
کیا کہے تعریف دل، ہے بے نظیر حرف حرف اس مخزن اسرار کا
گر ہوا ہے طالب آزادگی بند مت ہو سُبحہ و زنار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہونا سری جن پر نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

28

گر میری طرف ہوے گزر اس شوخ پسر کا سب راہ کروں فرش اپس نور نظر کا
مقصود کا تیار کروں حلوۂ بے دود تجھ لب ستی گر ہاتھ لگے مُنگ شکر کا
اے نور نظر جب سوں تو آیا ہے نظر میں پلکاں کو کیا شانہ ترے موے کمر کا
شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دِکھے بعد سکندر بالفرض بنا دے اگر آئینہ قمر کا
جوں لالہ بجز آتشِ خاموش لب یار
مرہم نہیں عالم میں ولی داغ جگر کا

29

زخمی ہے جلاّدِ فلک تجھ غمزۂ خوں ریز کا ہے شور دریا میں سدا تجھ زلف عنبر بیز کا

تجھ صاحب نیرنگ کی دیکھے اگر تصویر کوں دل جا پڑے حیرت منیں نقاش رنگ آمیز کا

اے عیسوی دم جگ منیں پایا وو عمر جاوداں جو جگ منیں بسمل ہوا تیری نگاہ تیز کا

تب سوں ہوا ہے دل مرا کان نمک اے بانمک جب سوں سُنیا ہوں شور میں تجھ حسن شور انگیز کا

یوں شعر تیرا اے ولؔی مشہور ہے آفاق میں
مشہور ہے جیوں کر سخن اس بلبل تبریز کا

30

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا

ہوا ہے مجھ پہ شمع بزم یک رنگی سوں یو روشن
کہ ہر ذرے اُپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا

کرے عشاق کوں جیوں صورت دیوار حیرت سوں
اگر پردے سوں وا ہووے جمال بے حجاب اس کا

سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
خراباتِ دوعالم میں سدا ہے وو خراب اس کا

مرا دل پاک ہے از بس، ولؔی زنگ کدورت سوں
ہوا جیوں جو ہر آئینۂ مخفی پیچ و تاب اس کا

31

سناوے مجکوں گر کُئی مہربانی سوں سلام اُس کا
کہاؤں آخر دم لگ بہ جاں منت غلام اُس کا

اگر چہ حسبِ ظاہر میں ہے فرقت درمیاں لیکن
تصور دل میں میرے جلوہ گر ہے صبح و شام اُس کا

محبت کے مرے دعوے پہ تا ہووے سند مجھ کوں[1]
لکھیا ہوں صفحۂ سینہ پہ خونِ دل سوں نام اُس کا

برنگ لالہ نکلے جام لے کر اس زمیں سے جَم
اگر بخشے تکلم سوں مئے جاں بخش جام اُس کا

کُفر کوں توڑ دل سوں دل میں رکھ کر نیتِ خالص
ہوا ہے رام بَن حسرت سوں جا لکھمن سو رام اُس کا

ہوئی دیوانگی مجنوں کی یوں میرے جنوں آگے
کہ جیوں ہے حسنِ لیلیٰ بے تکلف پائے نام اُس کا

کرے آزادگی اپنی گرفتاری اُپر قرباں
جو دیکھے یک قدم پھر، سرو گلشن میں خرام اُس کا

زباں تیشے کی کر سمجھے زبان دو جے فصیحاں کی
اگر فرہاد دل جا کر سنے شیریں کلام اُس کا

ولی دیکھا جو اس انکھیاں کے ساقی کن وو جام مے
ہوا ہے بے خبر عالم سوں ہور خواہانِ جام اُس کا

---

1 ن: محکم

32

چاروں طرف کھلیا ہے گلزار رنگ درس کا — اس سیر جاں فزا سوں سینہ کھلیا ہوس کا

تجھ مکھ کے دیکھنے سوں اے آفتاب طلعت — مشتاق دل سوں میرے شعلہ اُٹھا اُمس کا

سب دلبراں پہ حق نے تجھ کو دیا فضیلت — ہر مدرسے کے بھیتر چرچا ہے تجھ دَرَس کا

یاں پیم کے دریا میں گرداں ہے کشتیِ عقل — اس موج شعلہ زن میں کیا آسرا ہے خس کا

پھر پھر ولی ترے کن آتا ہے جیوں کے سائل

تیری مٹھی زباں کا پایا ہے جب سوں چسکا

33

گزر ہے تجھ طرف ہر بوالہوس کا — ہوا دھاوا مٹھائی پر مگس کا

اپس گھر میں رقیباں کو نہ دے بار — چمن میں کام کیا ہے خار و خس کا

نگہ سوں تیری ڈرتے ہیں نظر باز — سدا ہے خوف دزدوں کو عسس کا

بجز رنگیں ادا دوجے سوں مت مل — اگر مشتاق ہے تو رنگ درَس کا

ولی کوں ٹک دکھا صورت اپس کی

کھڑا ہے منتظر تیرے درَس کا

34

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا

ہوا ہے اُس کے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا

نہیں درکار تا بولے بیاں اپنی زباں سیتی

عیاں ہے اشک کے طومار سوں احوال عاشق کا

جاوے ملک بیتابی سوں یک لحہ کدھی باہر
زمیں میں بے قراری کی گڑیا ہے نال عاشق کا

ترا دل اے پری پیکر اگر شہرت کا طالب نئیں
تو اپنا مکھ دکھا کر دور کر جنجال عاشق کا

اگر جاوے پیا کے مکھ طرف بخت آزمائی کوں
کرے پیو کا تغافل اُٹھ کے استقبال عاشق کا

پیا کے ابروے کج نے کیا ہے دل کوں سرگرداں
کرو معلوم اس چوگان و گو سوں حال عاشق کا

نہ ہووے چرخ کی گردش سوں اس کے حال میں گردش
بجا ہے قطب کے مانند استقلال عاشق کا

کدھی دام محبت سوں خلاصی اس کو ممکن نئیں
ترے انکھیاں کے ڈورے سوں بُنا ہے جال عاشق کا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت
بہ رنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

ولی، یو مصرعِ رنگیں ہوا ہے درد جان و دل
فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

35

مجھ درد پہ دوا نہ کرو تم حکیم کا — بن وصل نئیں علاج برہ کے سقیم کا

دیکھا ہوں قد و زلف و دہن پیو کا جب ستی — کیتا ہوں درد تب سوں الف لام میم کا

جنت میں کب دیے ہیں وہ رضواں کو مرتبہ — جو مرتبہ ہے تیری گلی کے مقیم کا

پیو کے نزیک انجھو کو مرے کچھ وقار نئیں　　عالم میں گرچہ قدر ہے دُرِ یتیم کا

کرتا ہے اس کی زلف کی تعریف اے ولی
جو ہے مرید سلسلۂ مستقیم کا

36

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا　　مفت ہے دیکھنا سری جن کا

جامہ زیباں کو کیوں تجوں کہ مجھے　　گھیر رکھتا ہے دور دامن کا

اے زباں کر مدد کہ آج صنم　　منتظر ہے بیانِ روشن کا

حکمت عشق بوعلی سوں نہ پوچھ　　نئیں وہ قانوں شناس اس فن کا

آئینہ تجھ سے ہو کے ہم زانو　　غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا

امن میں تجھ نگہ سوں ہیں بے درد　　خوف نئیں مفلسوں کوں رہزن کا

دل صد پارہ تجھ پلک سوں ہے بند　　خرقہ دوزی ہے کام سوزن کا

تجھ نگہ سوں بہ شکلِ شانِ عسل　　دل ہوا گھر ہزار روزن کا

ٹک ولی کی طرف نگاہ کرو
صبح سوں منتظر ہے درشن کا

37

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
چین میں ہے شور جس کے ابروے پُر چین کا

مکھ پہ لے رنگ خجالت، چھوڑ کر معدن گیا
لعل نے سن کر سخن تیرے لب رنگین کا

ہے ترے ہر مو سوں روشن جلوہ گر رنگ وقار
کیا عجب گر تجھ سے لیوے درس نت تمکین کا

دیکھ تجھ پلکاں کوں بولیا عاشق جاں بازیوں
مرغ دل کے صید کوں چنگل ہے یو شاہین کا

صورت تسکیں نئیں دِستی مگر اس حال میں
اے ولؔی جب پیو پوچھے حال مجھ مسکین کا

38

بدخشاں میں پڑیا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا
ہوا ہے چین میں شہرہ تری اس زلف پُر چیں کا

عجب نئیں ہے اگر ساقی فلک کا اے کمال ابرو
تری مجلس میں لیا دے جام روشن ماہ سیمیں کا

لکھیا اے ظالم خوں خوار و صیّاد دل عاشق
تری مژگاں نے میرے دل اُپر مضمون شاہیں کا

اُٹھے شیریں سر تعظیم کوں اس کی ادب سیتی
اگر کئی کوہ کن بولے سخن تجھ عزّ و تمکیں کا

ولؔی اُس طبع کا گلشن گل معنی سوں ہو روشن
کوئی دل کوں کرے مسکن مرے اشعار رنگیں کا

39

ہوا ہے دل مرا مشتاق تجھ چشم شرابی کا خراباتی اُپر آیا ہے شاید دن خرابی کا

کیا مدہوش مجھ دل کوں آ نیندی نین ساقی نے عجب رکھتا ہے کیفیت زمانہ نیم خوابی کا

خطِ شب رنگ رکھتا ہے عداوت حسن خوباں سے — کہ جیوں خفاش ہے دشمن شعاعِ آفتابی کا

نہ جاؤں صحنِ گلشن میں کہ خوش آتا نئیں مجکوں — بغیر از ماہ رو ہرگز تماشا ماہ تابی کا

نہ بوجھو اب ہوا ہے کم سخن وو دلبر رنگیں — لبِ تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

پری رخ کوں اٹھانا نیندسوں برجا ہے اے عاشق[1] — عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا

نہ جانوں کس پری رو سوں ہوا ہے جا کے ہم زانو — کہ آئینے نے پایا ہے لقب حیرت مآبی کا

ولی سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے
نئیں وو آشنا اے یار ہرگز بے حسابی کا

40

نئیں کئی تا سنے احوال میری دل فگاری کا
کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بے قراری کا

عجب نئیں اُٹھ کے بے تابی سوں سر مارے کنارے پر
سنے گر ماجرا دریا ہمارے اشک جاری کا

ترے غم میں نین سے جو نکلتا ہے انجھو باہر
دوجا گوہر کہاں ہے جگ میں اُس کی آبداری کا

تری وو انتظاری ہے جسے حد ہور نہایت نئیں
شکایت کس کنے جا کر کروں اس انتظاری کا

---

1. یہ شعر اس طرح بھی دیکھا گیا۔

پری رخ کوں اٹھانا نیندسوں برجانہیں عاشق — عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا

ہوئی ہے آرسی جوگن ترے مکھ کے تصور مس
بھبوتی موں پہ لیا[1] دم مارتی ہے خاک ساری کا
کھڑا ہے راستی کے دم[2] میں یک پگ پر سوجیوں جوگی
ترے قد سوں لگا ہے دھیان سرو جوئباری کا
ولی انکھیاں کی کر داوات پُتلی کی سیاہی سوں
لکھیا تیری صفت کوں لے قلم معنی نگاری کا

41

طالب نئیں مہر و مشتری کا — دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
یو غمزۂ شوخ ساحری میں — استاد ہے سحرِ سامری کا
تجھ تل سوں اے آفتاب طلعت — ممنون ہوں ذرّہ پروری کا
کفار فرنگ کوں دیا ہے — تجھ زلف نے درس کافری کا
تیرا خط خضر رنگ اے شوخ — سلطان ہے خشکی و تری کا
توں سر سوں قدم تلک جھلک میں — گویا ہے قصیدہ انوری کا
خورشید ستی ہوا ہے ہم سر — چیرا، ترے سر اُپر، زری کا
اے غنچہ نہ کر تو فخر، یو دل — ہے بند پیا کی بکتری کا
پایا ہے جو کوئی دولت فقر — مشتاق نئیں سکندری کا
پھیکی لگے اس کوں شان دولت — چاکھیا جو مزہ قلندری کا
کہتا ہے ولی پکار یو بات
بندہ ہوں پیا کی دلبری کا

---

1. لاکر 2. دم سادھے = جوگی عموماً ایک ہی ٹانگ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

42

شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و کیا مجازی کا

ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام ذکر تجھ زلف کی درازی کا

آج تیری بھواں نے مسجد میں ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا

گر نئیں راز عشق سوں آگاہ فخر بے جا ہے فخر رازی کا

اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا
وقت آیا ہے سرفرازی کا

43

یکا یک مجھ دِسا یک شہ جواں آ سوار تازی کا
کہ جن نے حق سوں پایا ہے خطاب عاشق نوازی کا

نزک میرے کرم کر کر فصاحت ہور بلاغت سوں
کہا وو سرو قد مجھ کوں سخن سو سرفرازی کا

محبت یار بے پروا کی سینے میں ہے رات ہور دن
یہی مطلب ہے رات ہور دن نمازی ہور نیازی کا

مجھے بولیا کہ گر عشق حقیقی سوں تو واقف نئیں
تو بہتر یوں ہے جا دامن پکڑ عشق مجازی کا

سنیا ہوں جب سوں یو نکتہ ولی شیریں سخن سیتی
لگیا ہے تب سوں شیوہ جی کوں میرے عشق بازی کا

44

پڑیا ہے لعل میں پرتو سجن تجھ لب کی لالی کا
بیاں ہے مہ سوں روشن تر تری صاحب کمالی کا

ترا قد مصرعِ برجستہ ہے دیوان عالی کا
تری یو بیت ابرو شعر دستا ہے ہلالی کا

گئی ہے خواب مخمل کی ترے پانو کی سرخی[1] سوں
کہ جس کے عکس سوں رنگیں ہوا ہے نقش قالی کا

تری لب کی حلاوت نے کیا مجھ طبع کو شیریں
ہوا ہے نقلِ مجلس ذکر مجھ شیریں مقالی کا

ہوا مجھ دل کی جنّت میں سو ہر یک آہ جیوں طوبیٰ
لٹک چلنا جو دیکھا، بسکہ میں سِدِ معالی کا

نزاکت تجھ کمر کی دل نشیں ہے، اس سبب ساجن
ہوا ہے شہرہ عالم میں مری نازک خیالی کا

رنگیلے شعر کا کہنا کیا تھا ترک مدّت سوں
ترا یو قد ہوا ہے پھر کے باعث فکر عالی کا

تری وہ طبع ہے ہموار اے رشکِ مہِ کنعاں
کہ جس میں مؤ برابر نئیں اثر بے اعتدالی کا

ولؔی تجھ شعر کوں سنتے ہوئے ہیں مست اہلِ دل
اثر ہے شعر میں تیرے شراب پرتگالی کا

---

1. ن: نرمی

45

کیا ہوں جب سوں دعویٰ شاہ خوباں کی غلامی کا
علم برپا ہوا ہے تب سوں میری نیک نامی کا

اسے دشوار ہے جگ میں نکلنا غم کے پھاندے[1] سوں
جو کئی دیکھا ہے تیرے[2] برمنیں جامہ دو دامی کا

اُٹھا ریحاں اگرچہ خواجۂ بستاں سرا لیکن
دیا تجھ خط کوں اے یاقوت لب سر خط غلامی کا

پری رویاں کے کوچہ میں خبرداری سوں جا اے دل
کہ اطراف حرم میں ڈر ہمیشہ ہے حرامی کا

ہوا جوہر شناس تیغ معنی اے ہلال ابرو
کہ جن نے درس پایا ہے تجھ ابرو کی حامی کا

بسے فرہاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا
اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

اگر تجھ حسن کامل کی سنیں تعریف مہ رویاں
تمام آکر کریں اقرار اپنی نا تمامی کا

اگر تجھ حسن عالم گیر کو دیکھیں سخن فہماں
نہ لاویں پھر زباں اوپر بیاں خوبان نامی کا

لگے جیوں نخل ماتم سرو گلشن اُس کی انکھیاں میں
تماشا جن نے دیکھا ہے سجن تجھ خوش خرامی کا

---

1. پھندے 2. بدن میں (بدن پر)۔ فارسی: در بر کردن۔ "پہننا"

حقیقت سوں تری مدت ستی واقف ہیں اے زاہد
عبث ہم پختہ مغزاں سوں نہ کر اظہار خامی کا
ولی لکھتا ہے تیری مست انکھیاں دیکھ اے ساقی
بیاضِ گردنِ مینا اُپر دیوان جامی کا

46

عبث غافل ہوا ہے گا فکر کر پیو کے پانے کا
صفا کر آرسی دل کی سکندر ہو زمانے کا
چراغ دل اگر گل ہے تو کر جیوں گل اسے روشن
کہ یہ تحفہ ہے سالک کوں نزک حق کے لجانے کا
نہ پاوے دین کی لذت جسے دنیا کی خواہش ہے
قفل ہے لذت دنیا حقیقت کے خزانے کا
نئیں یو آہ ہور زاری جو سینے ہور انکھاں میں ہے
سمجھ بیشک کہ افسوں ہے یہ اُس پیو کے لبھانے کا
موے کو جیو بخشے آب حیواں بے گماں ہے جیوں[1]
نین میں تیو نچ پانی ہے سوتے دل کے جگانے کا
برہ کی آگ میں دھنسنے کی نئیں ہے کچھ فکر دل کوں
کہ جیوں غم نئیں ہے ابراہیم کو آتش میں جانے کا
ولی تجھ کو رکھیں گے شیر مرداں اپنی مجلس میں
رہے گر سگ ہوکر دائم نبیؐ کے آستانے کا

---

1. (نسخہ) موے کو جیو بخشا آب حیواں میں اثر ہے جیوں

47

کیا، یک بات میں واقف مجھے راز نہانی کا
لکھوں غنچے اُپر حرف اس دہن کی نکتہ دانی کا

کتابت بھیجنی ہے شمع بزم دل کوں اے کاتب
پر پروانہ اوپر لکھ سخن مجھ جاں فشانی کا

عزیزاں بعد مرنے کے نہ بوجھو تم کہ تنہا ہوں
لکھا ہوں پردۂ دل پر خیال اُس یار جانی کا

چھپا کر پردۂ فانوس میں رخ شمع ہے گریاں
سنیا ہے جب سے آوازہ تری روشن بیانی کا

پرت کی بزم میں تا سرخ روئی مجھ کوں ہو حاصل
نین سوں اپنے دے ساغر شراب ارغوانی کا

بجا ہے گر کرے پرواز رنگ چہرۂ عاشق
ہوا ہے شوق موہن کوں لباس زعفرانی کا

ترے مکھ کی صفائے حیرت افزا کیوں سکے لکھ کر
قلم ہے جو ہر آئینۂ نا صاف مانی کا

رہے دو مُو کمر جیوں دیدۂ تصویر حیراں ہو
لکھوں گر خامۂ موسوں بیاں مجھ ناتوانی کا

شراب جلوۂ ساقی سوں مت کر منع اے زاہد
یہی ہے مقتضا عالم میں ہنگامِ جوانی کا

ولؔی جن نے نہ باندھیا دل کوں اپنے نونہالاں سوں
نہ پایا پھل جہاں میں ان نے ہرگز زندگانی کا

48

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقہ خود نمائی کا
چڑھیاں ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

اپس کی زلف کافر کیش کی جھلکار ٹک دکھلا
کہ زاہد بے خبر دم مارتا ہے پارسائی کا

سُرج کوں گر اجازت ہو تو آوے سیس سوں چل کر
کہ اس کوں شوق ہے تجھ آستاں پر جبہ سائی کا

مرے دل کی حقیقت یوں ہوئی ہے شہرۂ عالم
کہ جیوں مذکور ہووے جگ میں تیری دل رُبائی کا

کرے تا تجھ شکرلب سے طلب اک بوسۂ شیریں
مرے دل نے لیا ہے اس سبب شیوہ گدائی کا

جو کُئی تیری سیہ چشماں کوں سمجھا بے مروت کر
بھروسا کیوں کے ہووے اس کوں تیری آشنائی کا

سجن کی انجمن میں ہوئے تب ہر یک طبع روشن
ولی چرچا اُچھے مجلس میں جب طبع آزمائی کا

49

جس وقت اے سری جن تو بے حجاب ہوے گا
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جیوں آفتاب ہوے گا

مت جا چمن میں لالن بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سوں تجھ نگہ کی گُل گل گلاب ہوے گا

مت آئینے کوں دکھلا اپنا جمال روشن
تجھ مکھ کی آب دیکھے آئینہ آب ہوے گا

نکلا ہے دو ستم گر تیغ ادا کو لے کر
سینے کا عاشقاں کے اب فتح باب ہوے گا

رکھتا ہے کیوں جفا کوں مجھ پر روا اے ظالم
محشر میں تجھ سوں میرا آخر حساب ہوے گا

مجکو ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبی
تیری انکھیاں کے دیکھے عالم خراب ہوے گا

ہاتف نے یوں دیا ہے مجھ کو ولی بشارت
اُس کی گلی میں جا تو مقصد شتاب ہوے گا

50

اس قد سوں جس چمن میں دو نونہال ہوگا
کیا سرد کیا صنوبر ہر یک نہال ہوگا

آدے گا گر سخن میں وو مایۂ لطافت | شرمندہ اس کے آگے آبِ زُلال ہوگا
عالم میں جو ہوا ہے طالب تری بھواں کا | اس کے نگین دل پر نقشِ ہلال ہوگا
ہے اُس کے حق میں ہر شب مانند روزِ محشر | جس کوں فراق جاناں سینے کا سال ہوگا
معنی کے ہے چمن کا جو بلبل معانی | تجھ گل بدن کے دیکھے رنگیں خیال ہوگا
جیوں شمع گل پڑیں گے شرمندگی سوں گُل رو | جس انجمن میں حاضر گو بند لال ہوگا

البتہ وصف تیرا لاوے گا ہر سخن میں
جو شعر میں ولؔی سا صاحب کمال ہوگا

51

تجھ غمزۂ خوں ریز سوں لڑ کون سکے گا | تجھ ناز ستم گر سوں جھگڑ کون سکے گا
تجھ حسن کے بازار میں دیوانۂ دل کوں | بن زلف کی زنجیر جکڑ کون سکے گا
پھرتی ہیں سیہ مست ہو شمشیر نظر لے | بن نیند اُن انکھیا کو پکڑ کون سکے گا
ہیں خضر کے چشمے سوں ترے لب یو لبالب | بن سبزۂ خط اُس کوں انپڑ کون سکے گا

تجھ زلف کا بستار لکھا آج ولؔی نے
اس سحر کے طومار کوں پڑ کون سکے گا

52

تجھ نین کے شسوار سوں لڑ[1] کون سکے گا | بن نیند اس انکھیاں کوں پکڑ کون سکے گا
خوش آب حیاتی ستیں یو لب ہیں لبالب | بیڑے بغیر اُس لب کوں انپڑ کون سکے گا
بدمست دو پستاں ترے سینے پہ ہیں قائم | اُن باج بھی اس صدر پہ چڑ کون سکے گا

1۔ تجھ نین کے ساموں سوں اکڑ۔ ن تق۔

دریاے برہ غم میں مجھے دل ہے سو یونس   اس بحر میں دل باج سو پڑ کون سکے گا

ماند ولی تجھ سوں جو پایا شرف وصل

اس باج اپس دل سوں بچھڑ کون سکے گا

53

زرد رو ہے جو کیا ہے فکر تسخیر طلا

مت ہو اے وحشی صفت زنہار نخچیر طلا

کیوں کرے آلودۂ زر جگ منیں صید مراد

ہے علم او پر معطل صورت شیر طلا

گرغرض ہے حاصل غیر گردش اس کوں جگ ہیں رات دن

جیوں سُرج لاگے ہیں جس کے دل منیں تیر چلا

دیکھ کر تجھ مکھ کے پرتو کوں اے رشک آفتاب

موج سوں پانی نے ڈالا پگ میں زنجیر طلا

جب سنا تجھ حسن سوں دعوی کیے ہیں اختراں

گرم ہو نکلا سُرج لے ہاتھ شمشیر طلا

شمع تیری بزم میں جس وقت ہووے جلوہ گر

ماہ نو لاوے اپس کوں کر کے گل گیر طلا

بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگِ عاشقاں

جوں مہوس کے سدا دل میں ہے تدبیر طلا

زندگی زرّیں لباساں کی گئی بازی منیں
دیکھ جگ کے گنجفے میں صورت میر طلا

آہ سوں عاشق کی عارف بوجھتے ہیں حال دل
جیوں کہ سمجھے صوت سوں صرّاف تقریر طلا

یوں زمین عشق میں ہے، دام عاشق، نام یار
نام شہ جیوں ہوتا ہے نس دن گلوگیر طلا

شکل تجھ بت کی جو مجھ دل میں منقش ہوئے ہے
ہے سمندر کی نمط آتش میں تصویر طلا

اے ولی یو شعر ہے لبریز معنی سربسر
ہے بجا اطراف اس کے گر ہو تحریر طلا

54

پی کے ہوتے نہ کروں توں مہ کی ثنا — معتبر نئیں ہے حسن دور نما

باعثِ نشۂ دو بالا ہے — حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

اے گل باغ حسن مکھ سوں ترے — جلوہ پیرا ہے رنگ و بوے حیا

ماہ نو تجھ بھواں پہ کر کے نظر — سوے مغرب چلیا ہے رو بہ قفا

سرخ رویاں منیں سرآمد ہے — تجھ قدم کے اثر سوں رنگ حنا

نئیں ہے گل پی کے مکھ سا عالم میں — قائل اس بات کی ہے باد صبا

اے ولی مجھ سخن کوں وو بوجھے
جس کو حق نے دیا ہے فکر رسا

55

تیرے شکر لب کوں اب مثل عسل بولنا — بلکہ عسل ہے یو اصل اُس کوں نقل بولنا

تجھ قد و قامت آگے سرو ہوا سرنگوں — تجھ سے رواں سرو آگے سرو کوں شل بولنا

مکھ کے صدف میں ترے دُر ہے مبارک بچن — دُر سمندر اسے سٹ کے عقل بولنا

بات کی مجلس منیں میر سخن تو نچھ ہے — جگ میں مسیحا تجھے جیبھ سنبھل بولنا

مور ضعیف ہے ولی خاک قدم تھار اسے

بلکہ ضعیفی منیں اُس نے نبل بولنا

56

تجھ حسن عالم تاب کا جو عاشق شیدا ہوا

ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں بے پروا ہوا

دیکھا ہے تیری زُلف کے حلقے کو جن یک نظر

تجھ خال کے نقطے نمن وو بے سرو بے پا ہوا

جس وقت سوں تجھ قد کے تیں لائے ہیں شاعر فکر کر

اس وقت سوں عالم منیں نرخ سخن بالا ہوا

ہیں صلح کل کے گوہراں میرے سخن سوں جلوہ گر

از بسکہ وسعت مشربی سوں دل مرا دریا ہوا

پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلیِ مقصود کوں

جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

57

تجھ برہ کی آتش منیں دل جل کے انگارا ہوا

اس کے اُپر جلنے کوں جیوجیوں عنبر سارا ہوا

تجھ مکھ کے مصحف کے بھتر آیت جو دیکھی قہر کی

ہیبت سوں جیوں زیر و زبر دل ٹوٹ سیپارا ہوا

فرہاد کے تیشے سوں مجھ ادھکا ہوا ہے غم ترا

ہر آہ دل کوں چیرنے سینے بھتر آرا ہوا

گلشن منیں اس خلق کے وو مکھ ہے تیرا رشک گل

شبنم عرق کا جب اُڑا افلاک کا تارا ہوا

مجھ نین کے یعقوب کی نظارہ بازی پیر تھی

یوسف کے دیکھے سوں جواں پھر آج نظارا ہوا

مارا ہے جس کوں اے صنم وو رات دن تجھ پاس ہے

دامن کوں بلکا گرد ہو تجھ راہ کا مارا ہوا

غافل نہ رہ اے سنگ دل ہرگز ولی کے حال سوں

جس آہ کی آتش کوں سن خارا کا دل پارا ہوا

58

تجھ مکھ کا یو تل دیکھ کر لالے کا دل کالا ہوا

تجھ دور خط سوں طوق جیوں مہتاب پر ہالا ہوا

مستی منیں محشر تلک کونین کوں بسرا ہے وو

جو تجھ نین کے جام سوں مدھ پی کے متوالا ہوا

گل زار کے مبحث منیں تھی راستی کی گفتگو
شمشاد پر تجھ سرو کا اکثر سخن بالا ہوا

کاجل نین کا دیکھ کر بولے ہیں یوں جادوگراں
عشاق کی تسخیر کوں یو سحر بنگالا ہوا

غمزاں کوفوجاں باندھ کر آئے ہیں راوت نین کے
ہر مو پلک کا ہاتھ میں اُن کے سو جوُں بھالا ہوا

جلتا ہے دوزخ رات دن تیرے جلے کے رشک سوں
مشتاق تیرے درس کا جنت سوں نروالا ہوا

سٹ نیں کی شمشیر کی اوجھڑ ولؔی کے دل اُپر
تیرے شکارستاں میں یو نخچیر ہے پالا ہوا

59

جب صنم کوں خیال باغ ہوا طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھ ہر جانب نازنیں صاحبِ دماغ ہوا
رشک سوں تجھ لباں کی سرخی پر جگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیوں نہ ہو روشن جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولؔی گل بدن کوں باغ میں دیکھ
دل صد چاک باغ باغ ہوا

60

جلوہ گر جب سوں وو جمال ہوا نور خورشید پائمال ہوا

فیض تشبیہ قدِ دلبر سوں سرو گلشن منیں نہال ہوا
نشۂ سبزیِ خطِ خوباں والیِ عالم خیال ہوا
یاد کر تجھ بھواں کی بیت بلند ماہِ نو صاحبِ کمال ہوا
دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی ہوش عاشق رم غزال ہوا
حسن اس دل رُبا کا مدت سوں عکس آئینۂ خیال ہوا
وصف میں تجھ بھواں کے ہر مصرع ثانیِ مصرع ہلال ہوا
غزل مجنوں کے بعد مجھ کوں وؔلی
صوبۂ عاشقی بحال ہوا

61

جب تجھ عرق کے وصف میں جاری قلم ہوا عالم میں اس کا ناؤں جواہر رقم ہوا
نقطے پہ تیرے خال کے باندھا ہے جن نے دل وو دائرہ میں عشق کے ثابت قدم ہوا
تجھ فطرت بلند کی خوبی کوں لکھ قلم مشہور جگ کے بیچ عطار و رقم ہوا
طاقت نہیں کہ حشر میں ہووے وو داد خواہ جس بے گنہ پہ تیری نگہ سوں ستم ہوا
بے منت شراب ہوں سرشار انبساط تجھ نین کا خیال مجھے جام جم ہوا
جن نے بیاں لکھا ہے مرے رنگ زرد کا اس کوں خطاب غیب سوں زریں رقم ہوا
شہرت ہوئی ہے جب سے ترے شعر کی وؔلی
مشتاق تجھ سخن کا عرب تا عجم ہوا

62

تصویر تیری دیکھ کر سارا جگت حیراں ہوا
تجھ زلف کے کوچے منیں دل جا کے سرگرداں ہوا

ابرو کی کشتی مت چھپا اس وقت اے دریائے حسن
تجھ نین کی گردش ستی عالم منیں طوفاں ہوا

نئیں خال تیرے مکھ اُپر یہ دل ہے اس کا اے صنم
تیری زلف کوں دیکھ کر جو دشمن ایماں ہوا

سنبل پڑیا ہے دام میں تجھ زلف کے اے گل بدن
تجھ خط کی خوبی دیکھ کر فرماں میں نافرماں ہوا

وہ عاشقی کے کیش میں ثابت ہے دائم اے ولؔی
تجھ سے کماں ابرو اُپر جو جیو سوں قرباں ہوا

63

عشق سوں تیرے صنم جیو پہ طوفاں ہوا
مسکنِ اشکِ نین ساحل داماں ہوا

اے گل باغ ادا، سرو ترے قد انگے
دل پہ ہر آزاد کے صورت سوہاں ہوا

درد سوں آیا مری شام پہ روز سیہ
صبح کا مجھ حال سوں چاک گریباں ہوا

کنج میں تجھ عشق کے جن نے کیا ہے مقام
اس کوں ٹوٹا بوریا تخت سلیماں ہوا

بسکہ اے نور نین تجھ میں ہے انسانیت
عشق سوں تیرے صنم صورت انساں ہوا

جب سوں ترے مکھ کی یاد کرتا ہوں اے گل بدن
تب سوں ہر اک زخم دل باب گلستاں ہوا
تیری انکھیاں کے آگے کیوں کے ہر اک آ سکے
مدِّ نگہ چوب دار ہر مژہ درباں ہوا
جگ کے دل اے برہمن کانپتے ہیں مثل بید
جب سوں یو ہندوے خال دشمن ایماں ہوا
تب سوں ولی کی زباں تیز ہے تجھ وصف میں
تجھ مژۂ شوخ کا جب سوں زباں داں ہوا

64

وو مرا مقصود جان و تن ہوا جس کا مجھ کوں رات دن سُمرن ہوا
مثل مینائے شراب بزم حسن حوض دل تجھ عکس سوں روشن ہوا
نور کا ہے گنج تیرا یو جمال حسن کے گوہر کا توں معدن ہوا
بسکہ یادِ حسن حیرت بخش ہے دل مرا صافی میں جیوں درپن ہوا
جو ولی ہے مرجع ہر جزو کل
وو مرا مقصود جان و تن ہوا

65

ہر انجھو تجھ غم میں اے رنگیں ادا گل گوں ہوا غیرت گل زار جنت دامن پُر خوں ہوا
ہے پسند طبع عالی مصرع سرو بلند جب سوں گلشن میں ترا قد دیکھ کر موزوں ہوا
رات دن انجھواں میں اپنے شاستر کرتا ہے تر اے برہمن دیکھ تجھ کوں بید خواں مجنوں ہوا
گر نہیں ہے خنجر بے داد خوباں کا شہید دامن صد چاک گل کس واسطے پُر خوں ہوا

ہر غزل میں وصف لکھتا ہے ترے بے اختیار   تجھ نگاہ با ادا سوں جب ولی ممنوں ہوا

66

تجھ لبِ مٹھے کوں دیکھ پھکا انگبیں ہوا   چیں بہ جبیں کو دیکھ خجل نقش چیں ہوا
مجھ دل کے دائرے میں سویدا نہ بوجھ توں   تجھ خال کا خیال مجھے دل نشیں ہوا
مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سوں آج   وہ نقش پاک زینت روے زمیں ہوا
تو جہاں رہتا ہے واں تجھے دیکھتا ہوں میں   تجھ یاد میں ز بسکہ یو دل دوربیں ہوا
تجھ زلف کا خیال کہ وہ رشک مشک ہے   عنبر سوں موج بحر میں جا ہم نشیں ہوا
پی کی گلی نگاہ کرو ہے عجب مکاں   اس اشرف المکاں میں یو دل جا مکیں ہوا

ہے آج مجکو جگ میں ولی دست گاہ جم
اس کا خیال دل منیں نقش نگیں ہوا

67

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا   سر اُپر اس کے بگولا تاج سلطانی ہوا
کیوں نہ صافی اس کوں حاصل ہو جو مثل آرسی   اپنے جوہر کی حیا سوں سر بسر پانی ہوا
زندگی ہے جس کوں دائم عالم باقی منیں   جلوہ گر کب اُس اَنگے یو عالم فانی ہوا
بے کسی کے حال میں یک آن میں تنہا نہیں   غم ترا سینے میں میرے ہمدمِ جانی ہوا

اے ولی غیرت سوں سورج کیوں جلے نئیں رات دن
جگ منیں وو ماہ رشک ماہِ کنعانی ہوا

68

پھر میری خبر لینے وو صیّاد نہ آیا   شاید کہ مرا حال اسے یاد نہ آیا

مدت ستی مشتاق ہیں عشاق جفا کے — بے داد کہ وو ظالم بے داد نہ آیا

جاری کیا ہوں جوے رواں اشک رواں سوں — افسوس کہ وو غیرت شمشاد نہ آیا

جس غم منیں موزوں کیا ہوں آہ کا مصرع — وو مصرع دل چسپ پری زاد نہ آیا

پہنچی ہے ہر اک گوش میں فریاد ولی کی
لیکن وو صنم سننے کوں فریاد نہ آیا

69

افسوس اے عزیزاں وو سیم بر نہ آیا — مجھ درد کی خبر سن وو بے خبر نہ آیا

بیمار پر برہ کے نہیں کُئی کہ مہرباں ہو — مجھ دکھ کے پوچھنے کو جز درد سر نہ آیا

مدت تلک جنگل میں دیوانہ ہو پھرا میں — آخر کوں وو پری رو میری نظر نہ آیا

آزاد سوں سُنیا ہوں یہ مصرع مناسب — ''جس سوں وو یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا''

کیوں عاشقاں کی صف میں پاویں وو سرخروئی — جن کی انکھیاں کے اوپر خون جگر نہ آیا

میں غم سوں گل سراپا جیوں مو ہوا ہوں لیکن — مجھ ناتواں کی جان وو مو کمر نہ آیا

عشاق متفق ہو کہتے ہیں جان و دل سوں — ہرگز زمیں کے اوپر تجھ سا بشر نہ آیا

کچھ نقد جاں کا کھونا تخصیص نئیں ولی کی
نئیں کُئی کہ تجھ گلی میں دل کوں بسر نہ آیا

70

بے داد ہے بے داد[1] کہ وو یار نہ آیا — فریاد ہے فریاد[2] کہ غم خوار نہ آیا

صد حیف ہے صد حیف کہ وو ناز و ادا سوں — یک بار مرے بر منیں دل دار نہ آیا

---

1 ن: 1,7 فریاد ہے فریاد۔ 2 ن: 1,6,7 بے داد ہے بے داد۔

اغماض کیا، چلتا رہا، مجھ کوں نہ پوچھا　　کیا اُس کوں مرے حال پہ کچھ پیار نہ آیا

میں جیوں کوں رکھیا عشق کے بازار میں لیکن　　ہیہات مرے جیو کا خریدار نہ آیا

کیا ہے سبب اس وقت وؔلی جیوکوں لینے
خنجر کوں لیے ہات میں خوں خوار نہ آیا

71

صد حیف کہ وو یار مرے پاس نہ آیا　　میرا سخن راست اسے راس نہ آیا

بیگانی لگی بات یگانے کی عجب ہے　　آخر کوں اُسے غیر سوں وسواس نہ آیا

بلبل کی نمط نالہ و زاری میں ہوں نس دن　　افسوس وو گل دستۂ خوش باس نہ آیا

اس یار وفادار سوں مجھ آس تھی لیکن　　ہرگز وو بجھانے کوں مری پیاس نہ آیا

میں انبہ نمط تن کوں گلایا ہوں اپس کے　　وو باغ محبت کا انناس نہ آیا

جس باج مرے سینے پہ ہر آن ہے یک سال　　اُس ماہ بناتن پہ مرے ماس نہ آیا

یو بات وؔلی دل کی سیاہی سوں لکھا ہوں
وہ نور نین حیف مرے پاس نہ آیا

72

ترے بن مجکوں اے ساجن یو گھر اور بار کرناں کیا
اگر تو نا اچھے مجھ کن تو یو سنسار کرناں کیا

مُنڈی گردن منے بھا کر اپس کے آپ منصف ہو
نگارا یو نچھ بک بک کراتا بیزار کرناں کیا

اَگے جب سوں نہ آنے کی تھی منسا من میں تمنا کے
تو مجھ سے دکھ بھری سوں پھر جھوٹا اقرار کرناں کیا
پتیارا نئیں ترے کہنے کا چپ حیران کرنا ہے
جو من میں نہیں کچھ ملنے کا تو پھر تکرار کرناں کیا
ترے آنے کی باٹ اوپر بچھاے ہوں میں انکھیاں کو
توں بیگی آ، کہ تجھ بن مجکوں یہ گھر دوار کرناں کیا
تمھیں ملنے سوں گر اپنے سہاگن نا کروگے مجھ
تو جوڑا گجکری کا اور کریلا دھار کرناں کیا
جو کئی جالے پرت کی آگ میں تن من کو یوں اپنے
ولی سنگم بنا، ایسے کوں پھر آدھار کرناں کیا[1]

73

پرت کی کنتھا جو پہنے اسے گھر بار کرناں کیا
ہوئی جوگن جو کئی پی کی اسے سنسار کرناں کیا
جو پیو نے نیر نیناں کا اسے کیا کام پانی سوں
جو بھوجن دکھ کا کرتی ہے اسے آدھار کرناں کیا
سکھی تمنا کوں ارزانی یہ کسوت ہور زرینہ سب
وو ہے جو جیوں سوں بیزار اسے سنگھار کرناں کیا
خجالت کی گرد انجھواں کے پانی سوں گلابے میں
بنانے غم کے گھر مجکوں دوجا[2] معمار کرنا کیا

---

1 یہ غزل بہت قدیم نسخوں میں نہیں ہے۔ 2 د۔ل: دوسرا، ثانی

نیں گئی دھرم دھاری جو کہے پیتم سوں سمجھا کر

کہ دکھیا کوں بجھوہی[1] سوں اِتا بیزار کرناں کیا

محل دل کا تری خاطر بنایا ہوں میں دل جاں سوں

جدائی سوں اسے یک بارگی مسمار کرناں کیا

سہیلیاں جب تلک مجھ سوں نہ بولیں گے ولی آکر

مجھے تب لگ کسی سوں بات ہور گفتار کرناں کیا

74

اہل گلشن پہ ترے قد نے جب امداد کیا — اوّلاً سرو غلامی ستی آزاد کیا

اس کی تعظیم ہوئی اہل چمن پر لازم — بلبل باغ نے جب مصحف گل یاد کیا

روز ایجاد تری چشم سوں اے نور نظر — حسن کہ فرد پہ دیوان ازل صاد کیا

جن نے عشاق کے چہرے کوں دیا رنگ نیاز — معنیِ ناز کوں تجھ قد ستی ایجاد کیا

سب سوں ممتاز ہوا سلسلۂ معنی میں — دل دیوانہ کوں جب عشق نے ارشاد کیا

سینہ ٔ بلبل قمری کوں کیا مخزن درد — جب کہ اس سرو نے سیر گل و شمشاد کیا

آج تجھ یاد نے اے دلبر شیریں حرکات — آہ کوں دل کے اُپر تیشۂ فرہاد کیا

اے ولی جب سوں کیا عشق میں تحصیل جنوں

روح مجنوں نے اپس کا مجھے استاد کیا

75

مستی نے تجھ نین کی مجھ بے خبر کیا — دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا

---

1. د۔ل: بجھوہا و فراق، ا۔خ: بچھوہا، برہا، جدائی

تیری نگہ کے تیر کی ہیبت کوں دل میں رکھ
سورج نے تن اپس کا سراسر سپر کیا

تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا

تب سوں ہوا ہے محمل لیلیٰ کی شکل دل
جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا

جیوں سرو بے خزاں ہے جہاں میں وو سبز بخت
تیرے قد بلند پہ جن نے نظر کیا

ہر شب تری زلف سوں مطول کی بحث تھی
تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا

حق تجھ عذار دیکھ کے سُر چا ہے رنگ گل
پیدا ترے لباں ستی شہد و شکر کیا

دیکھا ہے یک نگہ میں حقیقت کے ملک کوں
جب بے خودی کی راہ میں دل نے سفر کیا

[1] یو شعر جگ میں موثر ہے اے ولیؔ
تو دل منیں ہر ایک کے جاکر اثر کیا

76

دل میں جب عشق نے تاثیر کیا
فرد باطل خط تدبیر کیا

بند کرنے دل وحشت زدہ کوں
دام زہ زلف گرہ گیر کیا

موج رفتار نے تجھ قد کی صنم
سرو آزاد کوں زنجیر کیا

سبز بختوں میں اسے لکھتے ہیں
وصف تجھ خط کے جو تحریر کیا

جز الم اُس کوں نہ ہووے حاصل
عشق بے پیر کوں جو پیر کیا

شمع مانند جلی اس کی زباں
جن نے مجھ سور کی تقریر کیا

گریہ و گرد ملامت سوں ولیؔ
خانۂ عشق کوں تعمیر کیا

---

1. کئی دیوانوں میں اس غزل کا دوسرا مطلع اورد یکھا گیا۔ وہ مطلع ثانی یہ ہے:

تجھ قد نے اہل دید کوں کو عالی نظر کیا
تجھ رخ نے شوق بدر کا دل سوں بدر کیا

77

کشور دل کوں ترے ناز نے تسخیر کیا
فوج مجنوں کوں تری زلف نے زنجیر کیا

پیچ سوں نقد دل عاشق بے تاب کوں لے
زلف کوں اپنی پری رو نے گرہ گیر کیا

عاشق زار سمجھ مجھ سوں ہوا ہے بیزار
نقد دل دے کے میں دلدار کوں دلگیر کیا

نالۂ شوق نے شعلے کی زباں سوں جیوں برق
درس میں شوخ کے جا عشق کی تقریر کیا

کیونکہ ذرّات جہاں تجھ کوں پرستش نہ کریں
حق نے تجھ حسن کوں خورشید جہاں گیر کیا

گردِ غم آب نئیں، درد کے معمار نے لے
خانۂ عشق جگر سوز کوں تعمیر کیا

اے ولی شوخ کی زلفاں کی سیاہی لے کر
قصۂ حال پریشاں کوں میں تحریر کیا

78

خدا نے مکھ پہ ترے باب حسن باز کیا
قد بلند کوں تیرے تمام ناز کیا

ترا ہے[1] جیوں مسجد بھواں ہیں جیوں محراب
انکھیا سوں جا کے میں وھاں عشق کی نماز کیا

گھلا ہوں شمع نمط اُس کے مکھ کے پرتو سے
کہ جس کی یاد کی آتش نے تن گداز کیا

فدا کیا ہوں یو قیامت اُپر دل و جاں کوں
کہ مجھ کوں شور قیامت سوں بے نیاز کیا

کمند شوق میں کھینچا ہے زہرہ رویاں کو
تری زلف کی حکایت کوں جو دراز کیا

مثال زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست
تری نگاہ نے جب آ کے ترک تاز کیا

خدا دیا ہے مجھے صد ہزار عجز و نیاز
جو سر سوں پانوں تلک تجھ کوں شکل ناز کیا

ولی اپس کے قدم بوس کے شرف سوں مجھے
ہزار شکر کہ دلبر نے سرفراز کیا

1۔ بہ قدر یک حرکت

79

صحن گلشن میں جب خرام کیا　　سرو آزاد کوں غلام کیا

حق ترا جگ میں کیوں نہ ہو حافظ　　کہ تجھے حافظ کلام کیا

کاملیت کا تجھ کوں تھا دعویٰ　　حق نے دعویٰ ترا تمام کیا

دو بھواں ہم سوں کیوں نہ ہوں بانکی　　ماہ نو نے جسے سلام کیا

غمزۂ شوخ نے بہ نیم نگاہ　　کام عشاق کا تمام کیا

حق نے تجھ قد کوں دیکھ مثل الف　　خوش قداں کا تجھے امام کیا

کاف کوفی ہے تجھ کمر کا پیچ　　جگ میں اس کو سرِ کلام کیا

تجھ دہن نے کہ میم معنی ہے　　دل سیماب میں مقام کیا

تا کہے خلق تجھ کوں ماہ تمام　　زلف تیری کوں حق نے لام کیا

گل رخاں خوف سوں ہوئے یکسو　　تجھ نگہ نے جب اہتمام کیا

نام تیرا ولی نے اے اکمل
شوق سوں وردِ صبح و شام کیا

80

تجھ زلف کے مشتاق کوں مشکِ عنبر سوں کام کیا
طالب جو تیرے لب کے ہیں اُن کوں شکّر سوں کام کیا

بوجھے ضرر کوں جو نفع اور نفع کوں بوجھے ضرر
اُس عاشق ممتاز کوں نفع و ضرر سوں کام کیا

جو بھید سوں محرم نہیں ہور طعن عاشق پر رکھے
یو عاشق جاں باز کوں اس بے خبر سوں کام کیا

غافل قیامت کے بھترا اپنے کیے کوں پائیں گے
جو کام کیتے یھاں درست ان کوں حشر سوں کام کیا

یو شعر سن دل سوں ولی خطرہ گہر کا کاڑ سٹ
میرا سخن جس گن اچھے اس کوں گہر سوں کام کیا

81

ہے قد ترا سراپا معنیِ ناز گویا
پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے راز گویا

معنی طرف چلیا ہے صورت سوں یوں مرا دل
سورت ستی چلیا ہے کعبے جہاز گویا

ہر یک نگہ میں تیری ہے نغمۂ محبت
ہر تار تجھ نگہ کا ہے تارِ ساز گویا

اے قبلہ رو ہمیشہ محراب میں بھواں کی
کرتی ہیں تیری پلکاں مل کر نماز گویا

تیری کمر مصور چترا ہے اس ادا سوں
کیتا ہے صَرف اس میں ناز و نیاز گویا

تجھ زلف کوں جو بولیا ہم دوش مصرع قد
رکھتا ہے مجھ برابر فکر دراز گویا

وہ قاتل ستم گر آتا ہے یوں ولی پر
جلدی سوں صید اوپر آتا ہے باز گویا

82

چشم دلبر میں خوش ادا پایا
عالم دل کوں مبتلا پایا

سیر صحرا کی توں نہ کر ہرگز
دل کے صحرا میں گر خدا پایا

جب نہ آیا تھا شکم مادر میں
ابتدا سوں نہ انتہا پایا

اسم اللہ دو میم احمد ہے
حق ستیں حق کوں حق نما پایا

حفظ کرنے کوں مصطفیٰ روکوں
فیہ خیراً و حافظا پایا

بعد شاہ نجف ولی اللہ پیر کامل علی رضا پایا

اس معانی کوں بوالہوس ناداں
کیوں کے سمجھے ولؔی نے کیا پایا

ردیف 'ب'

83

ترے جلوے سوں اے ماہِ جہاں تاب ہوا دل سر بسر دریائے سیماب

ترے مکھ کے سُرج کوں دیکھ جیوں برف ہوئے ہیں عاشقاں سر تا قدم آب

رکھوں جس خواب میں تجھ لب اُپر لب مجھے شکر سوں شیریں تر ہے وو خواب

تری نیناں وو قاتل ہیں کہ جن پاس دو ابرو کی ہیں دو تیغ سیہ تاب

ولؔی تجھ سوز میں اے آتشیں خو
سراپا ہے بہ رنگ شعلۂ بے تاب

84

کیوں ہوسکے جہاں میں ترا ہم سر آفتاب تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اخگر آفتاب

دیکھا جو تجھ کوں آپ سوں روشن جگت منیں شرموں لیا نقاب زریں مکھ پر آفتاب

آیا ہے نقل لینے ترے مکھ کتاب کی تار خطوط سیتی بنا مسطر آفتاب

گرمی سوں بے قرار ہو نکلیا سینے کوں کھول تجھ عشق کا پیا ہے مگر ساغر آفتاب

ہندو سُرج کوں دور سوں نت پوجتے و لے ہندوے زلف کے ہے بغل بھیتر آفتاب

جن نے ترے جمال پہ کیتا[1] ہے یک نظر دیکھا نئیں وو پھر کے نظر بھر کر آفتاب

---

1. کیا

پوجا کوں تجھ درس کی ہو جوگی فلک اُپر نکلیا ہے پہن جامۂ خاکستر آفتاب
تجھ مکھ کے آفتاب اُپر گر کرے نگاہ پنہاں ہو ہر نظر ستی جیوں اختر آفتاب
جگ میں ولی سو کس کوں برابر کہے ترے
ذرّے سوں ہے نزیک ترے کمتر آفتاب

85

ترے مکھ پر اے نازنیں یو نقاب جھلکتا ہے جیوں مطلعِ آفتاب
ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں ترا قد ہے جیوں مصرعِ انتخاب
بجا ہے ترے حسن کی تاب سوں تری زلف کھاتی ہے گر پیچ و تاب
نظر کر کے تجھ مکھ کی صافی اُپر ہوئی شرم سوں آرسی غرقِ آب
ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن عجب نئیں اگر آپ ہووے گلاب
ترے وصل میں اس قدر ہے نشاط کہ مخمل کوں آئے سوں راحت خراب
کریں بخت میرے اگر ٹک مدد
ولی اُس سجن سوں ملوں بے حجاب

86

جب سوں وو نازنیں کی میں دیکھا ہوں چھب عجب
دل میں مرے خیال ہیں تب سوں عجب عجب
جاتا ہے دن تمام اسی مکھ کی یاد میں
ہوتا ہے فکر زلف میں احوال شب عجب

قطعہ

بے تاب ہو کے مثل گدایاں نزیک جا
بے باک ہو کے تب یو کیا میں طلب عجب

دو نین سوں ترے ہے دو بادام کا سوال
سن یو سوال دل میں رہا پستہ لب عجب

بولیا مری نگاہ کی قیمت ہے دو جہاں
جس دیکھنے سوں دل میں ترے ہے طرب عجب

اس دولتِ عظیم کوں یوں مفت مانگنا
لگتی ہے بات مجکو تری بے ادب عجب

کیتا میں اس سوال میں دوجا بھی اک سوال
کر بہرہ مند لب سوں کہ تیرے ہیں لب عجب

یک بار اس سوال میں سن یہ دوجا سوال
دل میں رہا اپس کے وو شیریں لقب عجب

اوّل تو شوخ آ کے غضب میں غصہ کیا
سر تا قدم وو ناز اُٹھا یو غضب عجب

جیو میں اپس کی ہمت عالی پہ کر نظر
شیریں لباں سوں اپنے چکھایا رطب عجب

اس شعر کی یہ طرح نکالا ہے جب ولؔی
یو اختراع سن کے رہے دل میں سب عجب

87

ملیا وو گل بدن جس کوں اُسے گلشن سوں کیا مطلب

جو پایا وصل یوسف اُس کوں پیراہن سوں کیا مطلب

مجھے اسباب خود بینی سوں دائم عکس ہے دل میں

کیا جو ترک زینت کوں اسے درپن سوں کیا مطلب

سخن، صاحب سخن کے سن کے ملنے کی ہوس مت کر

جواہر جب ہوئے حاصل تو پھر معدن سوں کیا مطلب

عزیزاں باغ میں جانا نپٹ دشوار ہے مجھ کوں

گلی گل رو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب

ولؔی جنت منیں رہنا نہیں درکار عاشق کوں

جو طالب لامکاں کا ہے اسے مسکن سوں کیا مطلب

88

ہوا تجھ غم سوں جاری شوق کا طومار ہر جانب

ہوا ہے گرم تیرے عشق کا بازار ہر جانب

تماشا دیکھ اے لیلیٰ کہ تیرے غم کی گردش میں

بگولے کی نمط پھرتا ہے مجنوں خوار ہر جانب

برہ میں دیکھ کر فرہاد پر شیریں کو سنگیں دل

اسی فریاد میں ہے رات دن کہسار ہر جانب

زبان حال سوں مجھ کوں کہا نرگس نے سمجھا کر
کہ اُس انکھیاں کے ہر گلشن میں ہیں بیمار ہر جانب
ہوا ہے مست اس کے جام لب سوں باغ میں لالہ
کہ جس کے مکھ کے جلوے سوں کھلا گل زار ہر جانب
تمسک مُہر سوں اس کی رکھا ہوں مہر سوں دل میں
کہ جس کے خال و خط کی جگ میں ہے گفتار ہر جانب
تفحص کر کے دیکھا میں ہر اک کے مدرسے میں جا
اسی کے حسن کے مطلب کا ہے تکرار ہر جانب
ہر اک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سیتی
ہر اک ساغر تری نیناں سوں ہے سرشار ہر جانب
ولی تجھ طبع کے گلشن میں جو کئی سیر کرتے ہیں
وہ تحفہ کر لے جاتے ہیں گل اشعار ہر جانب

ردیف 'ت'

89

مدت کے بعد آج کیا جوں ادا سوں بات
کھلنے سوں اس لباں کے ہوا حلِ مشکلات
دیکھے سوں آج مجھ پہ شباں روز نیک ہے
وو زلف و مکھ کہ جس سوں عبارت ہے دیس و رات

میٹھی تری یو بات اہے نت نبات ریز
گویا رکھے ہیں لب میں ترے مایۂ نبات
ظلمات سوں نکل کے جہاں میں عیاں اچھے
گر حکم لیوے لب سوں ترے چشمۂ حیات
تجھ ناز ہور ادا سوں مری یہ ہے عرض عرض
یا عین التفات ہو یا حکم التفات
تب سوں اُٹھا ہے دل سوں مرے غیر کا خیال
تیرا خیال جب سوں ہوا ہے مرے سنگات
اُس وقت مجھ کوں عیش دوعالم ملے ولی
جس وقت بے حجاب کروں پیو سنگات بات

90

سبز چیرے نے ترے اے سبز بخت زہر قاتل ہو کیا جیو لخت لخت
مجھ دل مجروح کے حق میں سجن مت ہو جیوں الماس ہرگز سینہ سخت
حسن کے کشور کا توں ہے بادشاہ ہے تجھے ناز و ادا کا تاج و تخت
مکھ اُپر تیرے ہے ایسا جھل جھلاٹ جس کے دیکھے ہوش نے باندھیا ہے رخت
کر ولی پر ٹک عنایت کی نظر
سن یو میرا حرف اے فرخندہ بخت

91

سجن ہے بسکہ تیرے حسن عالم گیر کی شہرت
سکندر کوں ہوئی حاصل مثال آرسی حیرت

چلیا دہشت سوں ڈرتا کانپتا مشرق سوں مغرب کوں
فلک اوپر سُرج جب سوں سنا تجھ حسن کی شہرت

نہ ہووے مرگ کی تلخی سوں ہرگز آشنا جگ میں
تری شیریں زبانی کا ملے عاشق کوں گر شربت

تری انکھیاں کی گردش نے کیا ساغر سرگرداں
تری زلفاں کے حلقے نے کیا گرداب کوں چکرت

جگت کے دل رُبایاں کا ہوا تجھ میں ظہور آکر
زُلف ہے کشن، رخ بدری ولب مصری سخن امرت

نہ ڈھونڈو شہر میں فرہاد و مجنوں کا ٹھکانا تم
کہ ہے عشاق کا مسکن کبھو صحرا کبھو پربت

ولی کوں اے سجن گا ہے عطا کر بھیک درسن کی
دیا ہے لطف سوں تجھ کوں خدا نے حسن کی دولت

92

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست
جیوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست

تجھ زلف کج کا دل منیں بیٹھا ہے یوں خیال
ماہی کے جیوں گلے منیں ہے شست کی نشست

تیرے دو نین دل میں مرے فتنہ خیز ہیں
مشکل ہے ایک ٹھار دو بدمست کی نشست

تیری نگہ کے باز سوں ہے مرغ دل کا حال
جیوں تن پہ ناتواں کے زبردست کی نشست
تا سرخ رنگ کوں زرد کرے اس سبب یو غم
دل میں ولی کے مس میں ہے جیوں جست کی نشست

93

زباں حال سوں کہتا ہے یوں شمشاد ہر ساعت
پڑیں گے قید میں اس قد کوں دیکھ آزاد ہر ساعت
بچے گا کب تلک اے طائر دل زور وحشت سوں
نگہ کا دام لے آتا ہے وو صیاد ہر ساعت
ہوا ہے جب ستی پروانہ دل اے شمع رو تیرا
نگہ تجھ چشم کن[1] جاتی ہے بہرِ صاد ہر ساعت
اپس کی چشم نے گوں سوں دکھا کر گردش ساغر
صنم کرتا ہے میرے ہوش کوں برباد ہر ساعت
ترا خط خوف میں ہے ہاتھ سوں مقراض کے دائم
کہ جیوں رکھتا ہے کودک دہشتِ استاد ہر ساعت
نہیں یک عاشق و معشوق اس کے درد سوں خالی
گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت
ولی مجھ دل میں بستا ہے خیال اُس سرو قامت کا
کہ جس کے شوق سوں جنبش میں ہے شمشاد ہر ساعت

---

1 د۔ل : کن = پاس، نزدیک، کسی نے کوئی، کون

94

لب ترے پر کہ روح کا ہے قوت   کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
نشہ بخشی میں مے سوں بہتر ہے   تجھ لباں کی مفرح یاقوت
اس کے دیکھے سوں کیوں رہے طاقت   جس کی باتاں سوں دل ہوا مبہوت
جو مُوا داغ عشق سوں اُس کوں   تختۂ لالہ سوں کرو تابوت

اے ولی سبزۂ لب دلبر
خوش نمائی میں ہے خط یاقوت

95

کیا اس بات نے مجھ دل کو مبہوت   کہ کیوں آتا نہیں وو روح کا قوت
بجا ہے گر شہید سرو قد کوں   بناویں چوب سوں طوبیٰ کی تابوت
روایت خضر سوں پہنچی ہے مجھ کوں   کہ اُس کا خط ہے موج آب یاقوت
دسے پلکاں سوں تجھ انکھیاں کی یو دھج   کہ جیوں برچھی پکڑ نکلے ہیں رجپوت

ولی اس خوش بچن کی بات سر کر
کہ اُس کی بات ہے عشاق کا قوت

96

گمراہ ہیں تجھ زلف میں کئی اہل ہدایت   یہ بات ہے ظلمات کی نہیں جس کوں نہایت
غمزے نے کیا ظلم مرے دل پہ سوتس پر   کرتے ہیں ترے نین دو ظالم کی حمایت
عشاق کا ہے خون روا عشق کی رہ میں   تجھ نین کے مفتی سوں سُنیا ہوں یہ روایت
یو مکھ ہے ترا موردِ انوار الٰہی   نازل ہے ترے حسن پہ سب حق کی عنایت

ہر درد پہ کر صبر ولی عشق کی رہ میں
عاشق کو نہ لازم ہے کرے دکھ کی شکایت

97

خوباں کی ہر ادا سوں ہے نازک ادائے بیت
معنی ستی بنا ہے نقابِ حیائے بیت
مت شعر پر تو چشم حقارت سوں کر نظر
مانند ابرواں کے انکھیاں پر ہے جائے بیت
معنی کی صورت اس منیں ہوتی ہے جلوہ گر
روشن ہے آرسی سوں رخِ باصفائے بیت
وو مصرع بلند ہے معنی میں مہرباں
لیاتا ہے چیں[1] بھواں منیں ظاہر برائے بیت
اس کے سوادِ زلف سوں عالم میں اے ولی
کعبہ نمن سیہ ہے سراپا ردائے بیت

ردیفُ ثؔ

98

ملتا نہیں ہے مجھ سوں وو دل دار الغیاث
اس بے وفا کے جور سوں صد بار الغیاث

---

1 د۔ل: چیں = چین سمجھنا، اہمیت دینا۔

مجھ دل کا دیکھ حال پریشاں ہو آپ سوں
کرتے ہیں تیری زلف کے ہر تار الغیاث
نمیں دیکھتا ہے باغ میں نرگس کوں اے صنم
تیری انکھیاں کا آج طلب گار الغیاث
تیری نین کوں دیکھ کے گلشن میں گل بدن
نرگس ہوا ہے شوق سوں بیمار الغیاث
بازار میں جہاں کے نہیں کوئی اے ولی
تیرے سخن کا آج خریدار الغیاث

99

شوخ میرا بے میا ہے الغیاث　　صاحب جور و جفا ہے الغیاث
وو صنوبر قامتِ گل زار حُسن　　محشر ناز و ادا ہے الغیاث
اس کماں ابرو کا ہر تیر نگہ　　جیوں خدنگِ بے خطا ہے الغیاث
پائمال قاتل رنگیں ادا　　خون عاشق جیوں حنا ہے الغیاث
ہوں پیا کے شربت لب بن مریض　　جس میں گل قند شفا ہے الغیاث
جن نے دیوانہ کیا ہے خلق کوں　　وو پری رو کیا بلا ہے الغیاث
بلبل باغ وفا ہوں میں ولی
گل سراپا بے وفا ہے الغیاث

100

کدھی میری طرف لالن تم آتے نمیں سو کیا باعث
چھبیلا مکھ اپس کا ٹک دکھاتے نمیں سو کیا باعث[1]

---

1. بعض نسخوں میں ردیف ''کیا معنی'' ہے۔

جدائی کے پھنسا ہوں دام میں بولو مرے شہ کوں
کہ مجھ اس دکھ کے پھاندے سوں چھڑاتے نئیں سو کیا باعث

کیا سب زندگانی کوں فدا تیری محبت میں
اجھوں لگ بات اپس دل کی سناتے نئیں سو کیا باعث

ہوا ہے دل مرا مخمور تیرے غم سوں اے ساجن
اپس کے نین سوں پیالا پلاتے نئیں سو کیا باعث

ولؔی اس بات کا افسوس ہے مجھ دل منیں دائم
کہ میری بات کوں خاطر میں لاتے نئیں سو کیا باعث

ردیف 'ج'

101

ہے جلوہ گر صنم میں بہارِ عتاب آج
لینا ہے اس کے ناز و ادا کا حساب آج

عالم کا ہوش کیوں کے رہے گا عجب ہوں میں
چکتا[1] ہے اس کی نین سوں رنگ شراب آج

کیا ناز و کیا غرور ہے اُس نو بہار میں
دیتا نئیں سلام کا میرے جواب آج

کیوں مونمن ضعیف نہ ہوں غم سوں اے صنم
تیری کمر نے مجھ کوں دیا پیچ و تاب آج

تیرے انگے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات
لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

اُس کی نگاہ مست سوں معلوم یوں ہوا
یکسر کرے گی خانۂ عاشق خراب آج

اعجاز حسن دیکھ کہ وو روے با عرق
پیدا کیا ہے چشمۂ آتش سوں آب آج

---

1. د۔ل: چکتا = چپ پٹا

کیا بے خبر ہوا ہے معلّم صنم کوں دیکھ مکتب میں اُس کے بھول گیا ہے کتاب آج
معلوم نئیں کہ ہاتھ میں شمشیر لے صنم آتا ہے کس کے قتل کوں ایتا شتاب آج
کیا آرزوے وصل کروں اس سوں اے ولؔی
دیتا نئیں ہے ناز سوں سیدھا جواب آج

102

ہے حسن کے نگر میں بجن تجھ کوں راج آج
خوش دلبری کا تجھ کوں ملا تخت و تاج آج
اس ناز ہور ادا کے تجمّل کوں دیکھ کر
سب دل براں نے آکے دیا تجھ کوں باج آج
پروانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج
تجھ زلف کی زنجیر پہ رکھ دانت فیل مست
کس بھید سوں کنگھی کوں دیا آکے عاج آج
مقصود دوجہاں منیں میرا سو تونچہ ہے
جگ میں نئیں کسی سوں ترے باج کاج آج
لب میں ترے مفرح یاقوت ہے بجن
بیمار دل مرے کوں وہی ہے علاج آج
وو شوخ مجھ کوں آکے ملا اس سبب ولؔی
شادی میں اس کی صرف کیا ہوں میں لاج آج

103

جولاں گری میں گرم ہے وو شہسوار آج
سینے سوں عاشقاں کے اُٹھے ہے غبار آج

تجھ اسپ برق تاز کی جولاں کوں دیکھ دل
مانند بجلی کے ہوا بے قرار آج

بے شک کرے گا خاطرِ عشاق باغ باغ
آیا ہے التفات پہ وو نو بہار آج

گل زار تجھ جمال کا گلشن میں دیکھ کر
قرباں ہیں عندلیب ہزاراں ہزار آج

سینے کے رکھ طبق میں دل چاک چاک کوں
لایا ہوں میں نیاز بجاے انار آج

اے آتشیں بہار ترے مکھ کی آب دیکھ
پیدا کیا ہوا کوں دل خاک سار آج

ہیں بے شمار دل میں مرے خار خار شوق
چیرے کوں دیکھ سر پہ ترے نوک دار آج

گردش ترے نین کی کہ جوں دور جام ہے
دیکھے سوں اس کے دل کا گیا ہے خمار آج

تیرے نین نے یک نگہِ التفات سوں
عالم کے وحشیاں کو کیا ہے شکار آج

اطراف آسماں کے ہجوم شفق نہیں

تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج

برجا ہے آسماں سوں تواضع طلب کرے

پایا ہے تجھ کرم سوں ولی اعتبار آج

104

دیکھے سوں تجھ لباں کے اُپر رنگِ پان آج

چونا ہوئے ہیں لالہ رخاں کے پَران آج

نکلا ہے بے حجاب ہو بازار کی طرف

ہر بوالہوس کی گرم ہوئی ہے دُکان آج

تیرے نین کی تیغ سوں ظاہر ہے رنگ خوں

کس کوں کیا ہے قتل اے بانکے پٹھان آج

آخر کوں رفتہ رفتہ دل خاک سار نے

تیری گلی میں جاکے کیا ہے مکان آج

اعجاز عشق دیکھ کر مجھ ناتواں اُپر

اس سنگ دل کے دل کوں کیا مہربان آج

کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر

عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تونے مان آج

البتہ گل پیادہ ہو دوڑیں رکاب میں

اس نو بہار حسن کی دیکھیں جو شان آج

تیری بھواں کوں دیکھ کے کہتے ہیں عاشقاں
ہے شاہ جس کے نام چڑھی یو کمان آج

گنگا رواں کیا ہوں اپس کے نین ستی
آ اے صنم شتاب ہے روزِ نہان آج

اے عقل مو شگاف تامل سوں کر نظر
آتا ہے کس ادا سوں وو نازک میان آج

کیوں دائرے سوں زہرہ جبیں کے نکل سکوں
یک تان میں لیا ہے مرے دل کو تان آج

میرے سخن کوں گلشن معنی کا بوجھ گل
عاشق ہوئے، ہیں بلبل رنگیں بیان آج

جودھا حکمت کے کیوں نہ ڈریں تجھ سوں اے صنم
ترکش میں تجھ نین کے ہیں ارجن کے بان آج

جاناں کوں بسکہ خوف رقیباں ہے دل منیں
ہوتا ہے جان بوجھ ہمن سوں آجانا آج

تجارِ حسن پاس ہیں وو لعلِ بے بہا
اس جنس آب دار کا لینا ہے دان آج

شعلے کوں دل کے سمجھ ہے جاتا فلک اُپر
برپا کیا ہوں آہ سوں میں نردبان آج

کیوں کر رکھوں میں دل کوں ولی اپنے کھینچ کر
نہیں دست اختیار میں میرے عنان آج

ردیف 'ح'

105

دستا ہے تجھ جبیں سوں سراسر ظہور صبح
تجھ دیکھنے کوں جگ میں ہوا ہے عبور صبح
بے تاب آفتاب ہے تب سوں جہاں منیں
دیکھا ہے تجھ کوں جب ستی اے رشک نور صبح
تجھ مکھ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں
روشن ہے تجھ جمال ستی کوہ طور صبح
ظاہر ہیں تجھ بہار میں اسباب عیش کے
ہے جلوہ گر یوں تجھ ستی دار السرور صبح
تجھ مکھ کا نور جب سوں تماشا کیا ولیؔ
کڑوا لگا ہے تب سوں جگت میں مرور صبح

106

برنگ صافی دل کیوں ہو صفائے قدح
کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دم ساز
صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح
کیا ہے ساقی عشرت بہار الفت سوں
حنائے پنجۂ رنگیں نگار پائے قدح
اگر اشارت ابرو کرے وو ماہ تمام
ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہے مے پرستاں کوں
لکھے جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح

سدا ہے اس خم نیلی سوں جوش زن یہ بات
کہ نقد ہوش فلاطوں ہے رونمائے قدح

ہوا ہے قلقل مینا سوں مجھ اُپر ظاہر
کہ مئے پرست کے سینے میں ہے ثنائے قدح

ہوا ہے صبح کے مانند آفتاب ضمیر
عیاں ہے جس کے اُپر جلوۂ ضیائے قدح

ولی کے دل ستی اے شوخ احتراز نہ کر
ہمیشہ انجمن گل رخاں ہے جائے قدح

ردیف 'خ'

107

سجن اوّل کے زمانے میں یوں نہ تھا گستاخ
اسی دنوں میں ہوا ہے یو کیا بلا گستاخ

چمن میں مکھ کے ترے مثل تاک ہے سرکش
اپس کے مکھ پہ نہ کر زلف کوں اِتا گستاخ

ترے یو لب پہ خط سبز کیا ہے بوجھ اسے
شکر اُپر ہے یو طوطئ خوش ادا گستاخ

یو رنگ زرد اُڑا مجھ ضعیف کوں لے کر
ہوا ہے کاہ لے جانے یو کہربا گستاخ

ولی کے دل میں ہے شوخی سو تجھ ہوا کی اِتی
تری زُلف پہ ہوئی جس قدر ہوا گستاخ

108

مژہ بتاں کی ہیں تجھ غم میں خواب مخملِ سرخ
لگی ہے ترک کے پلکے کوں یا مسلسلِ سرخ

سجن کی دیکھ کے میں چشم سرخ خواب آلود
اپس انکھیاں کوں کیا خواب گاہ مخمل سرخ

کتاب عشق پہ شنگرف اشک خونیں سوں
پلک کی کر کے قلم کھینچتا ہوں جدولِ سرخ

کیا ہے دفع مرے درد سر کوں رونے نے
ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندلِ سرخ

شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہِ آتشیں نے ولی فلک کوں جا کے کیا ہے برنگِ مشعلِ سرخ

ردیف 'ڈ'

109

ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد نہ جاوے دولت حسن خدا داد
ترے رخ سوں کہ دائم بے خزاں ہے ہوا ہے زیب ور گل زار ایجاد
ہوا مانند مجنوں مو پریشاں ترا قد دیکھ کر گلشن میں شمشاد
کیا ہوں سہو راہ کوچۂ غم ہوا ہوں بسکہ تیرے لطف سوں شاد
خلاصی کیوں کہ پاوے بلبل دل نگاہ مہرباں ہے دام صیاد
وفا کوں ترک مت کر ہرگز اے دل محبت ہے وفا بن ست بنیاد
تجھ گل بدن پہ جگ کے ہوئے گل عذار بند
ولی جس دل میں ہے زلف پری زاد

110

تجھ گل بدن پہ جگ کے ہوئے گل عذار بند گلشن میں تجھ بہار کے ہے نو بہار بند
گل زار میں لٹک کے چلے گر تو یک قدم مانند آبِ آئنہ ہو جوئبار بند
مالی نے تجھ جمال کے گلشن کوں دیکھ کر بیچا لجا کے شہر میں پھولاں کے ہار بند
تیری نین پہ دیکھ میں آہو کوں مبتلا بوجھا کہ تجھ نکھ میں ہے وحشت شعار بند
ہے تجھ شکار بند کی ہر یک کوں آرزو خوش وو شکار جن کو ملے یو شکار بند
تجھ قد کوں دیکھ سرو ہے گلشن میں پا بہ گل آزاد یاں ہوا ہے سو بے اختیار بند

امید مجھ کوں یوں ہے ولی کیا عجب اگر
اس ریختے کوں سن کے ہو معنی نگار بند

111

جب سوں ہوا ترا یو قدِ دل رُبا بلند
سنتا ہوں ہر طرف سوں صدائے بلا بلند

مت پست فطرتاں سوں مل اے سرو نازنیں
تجھ قد کا نام جگ میں ہے نام خدا بلند

بیمار گر نہیں یہ تری چشم غمزہ زن
کیوں ہاتھ میں لیے ہیں نگہ کا عصا بلند

تجھ ابرواں کوں دیکھ کے کیتا ہے اے صنم
تجھ حق منیں ہلال نے دست دعا بلند

گلزار زندگی میں بجز وصل سرو قد
عشاق کوں نہیں ہے دوجا مدعا بلند

یو آفتاب نہیں کہ عیاں ہے فلک اُپر
حق نے کیا جہاں میں ترا نقش پا بلند

میں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی
مجھ آہ کا ہوا ہے علم تا سما بلند

112

ہوا ہے گرم توں جب آفتاب کے مانند
کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند

زمیں پہ کیوں نہ گریں اہل بزم جرعہ نمن
تری نگہ میں ہے مستی شراب کے مانند

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن میں
گلِ ستارہ گریں گل گلاب کے مانند

سجن کے غم سوں نکلتا ہے نالۂ بے تاب
ہر ایک رگ ستی تار رباب کے مانند

بہ رنگ برق اگر جلوہ گر ہووے گل رو
غبار سینہ ہو پانی سحاب کے مانند

توقع قدم شہسوار دل میں رکھ
ہوا ہوں خالی اپس سوں رکاب کے مانند

لکھا ہوں بسکہ پری رہ کی زلف کی تعریف
سیاہ نامہ ہوا ہوں کتاب کے مانند

ترے فراق میں ہر آہ اے کماں ابرو گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسنِ دیدۂ تر ہوئے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
کیا ہے طرز تغافل نے شوخ کے جگ میں ہر ایک چشم کوں تسخیر خواب کے مانند
نہ کر سوال مرے درد کی حکایت کا کہ مجھ زبان پہ ہے حاضر جواب کے مانند
نہ بھول گرم نگاہی پہ[1] شوخ چشماں کی محبت ان کی ہے دھوکا سراب کے مانند
گر آبرو کی ہے خواہش کسی کی نعمت پر نہ کھول حرص کے دیدے کو قاب کے مانند
نہ ہوتو فکر[2] سوں دنیا کی مومن باریک سیاہ دل کو کرے گی خضاب کے مانند

نگاہ گرم سوں اس شعلہ قد نے مجلس میں
کیا برشتہ ولی کوں کباب کے مانند

113

تیری نین کی نحتی ہے دلبری کے مانند تیری نگاہ موزوں ہے عبہری کے مانند
ظاہر نہیں کسی پر تجھ لعل کی حقیقت واقفیت ہوا ہوں اُس سوں میں جوہری کے مانند
ہرچند رنگ زردی حاصل ہے عاشقوں کوں لیکن شگفتہ رو ہیں گل جعفری کے مانند
طاقت نہیں کسی کوں تا اس صنم کوں دیکھے عالم کی ہے نظر سوں پنہاں پری کے مانند

یہ ریختہ ولی کا جاکر اُسے سناؤ
رکھتا ہے فکر روشن جو انوری کے مانند

114

چنچل کوں جا کے بولو آ بجلی کے مانند اس وقت انکھیاں برتی ہیں بادلی کے مانند

---

1. ن: سے 2. ن: مہر

سوزن سوں تجھ پلک کی اے نور جان و دیدہ ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

عالم میں جس کے سر پر گل دستۂ ادب ہے وو کیوں کہے چمن کو تیری گلی کے مانند

گر آرزو ہے تجھ کوں مقصد کے گل کے کھلنا ٹک بند کر زباں کوں مکھ میں کلی کے مانند

مشتاق تجھ درس کا اے شمع بزم خوبی

دیکھا نئیں ہے دوجا ہرگز ولی کے مانند

115

سخن شناس کے نزدیک نئیں ہے کم ز یزید

کسی کے مطلب رنگیں کوں جو کیا ہے شہید

یہ زلف و خال سیہ نے دیا ہے جگ کوں فریب

دغا کے دینے میں یک رنگ ہیں یہ پیر و مرید

کھلا ہے عقدۂ دل تجھ پلک[1] کی سوزن سوں

ترے نین کا اشارہ ہے قفل دل کی کلید

ہوا ہے مشتری اُس رشک مشتری کا دل

کیا جو اہل خرد کے ہزار دل کوں خرید

ہوا ہے حق کی توجہ سوں اے ہلال ابرو

ترا جمال منور ولی کے دل کی عید

---

1. ن : نگہ

ردیف 'ذ'

116

اے شکرلب قند سوں تجھ لب کی ہیں باتاں لذیذ

حرف تر اس کے ہیں جیسے حلوۂ سوہاں[1] لذیذ

دل کوں فرحت بخش ہے دائم ترے غم کا ہجوم

صاحب ہمت کوں نت ہے کثرت مہماں لذیذ

مت ہر اک نااہل کے ملنے سوں راضی ہو صنم

ہے نصیحت تلخ ظاہر لیک ہے پنہاں لذیذ

لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم

حرف با معنی ہے جیسے بوسۂ خوباں لذیذ

اے ولی معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم

جیوں ہے دنیا دار کوں فکرِ سر و ساماں لذیذ

ردیف 'ر'

117

گر چمن میں چلے وو رشک بہار گل کریں نقد آب و رنگ نثار

بلبلاں ہر طرف سوں اُٹھ دوڑیں دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار

---

1. اس لفظ کی صحیح ترکیب ''حلوائے سوہاں'' چاہیے مگر قدما نے اکثر موقعوں پر عرف عام کا لحاظ رکھا ہے۔ اگر لفظ ''جلوہ'' کی طرح لفظ ''حلوہ'' میں ہائے ہوز ہوتی تو یہ ترکیب صحیح ہوتی۔

یاد تجھ خط سبز کی اے شوخ — زخم دل پر ہے مرہم زنگار
حق نے تیری انکھیاں کوں بخشا ہے — مئے وحشت سوں ساغر سرشار
جن نے دیکھا ہے اس پری روکوں — صورت ہوش سوں ہوا بیزار
تجھ درس کے خیال میں دائم — مثل نیساں ہے چشم گوہر بار
تجھ لب آگے اے[1] مشتری طلعت — آب حیواں کا سرد ہے بازار
بسکہ پایا ہے تجھ جفا سوں شکست — خانۂ دل ہوا ہے آئینہ زار

اے ولی اس سوں حرف ہوش نہ پوچھ
جو ہوا مستِ جلوۂ دیدار

118

مجھ کوں پہنچی اس شکر لب کی خبر — حق شکر خورے کوں دیتا ہے شکر
بوعلی سینا اگر دیکھے اسے — قاعدے حکمت کے سب جائے بسر
سات پردوں میں رکھوں اس کوں چھپا — آوے گر انکھیاں میں وو نور نظر
مجھ کوں سب عالم کہے باریک بیں — گر لگے ٹک ہاتھ وو نازک کمر

اس لباں کا اے ولی طالب ہے دل
جس کے غم سوں لعل ہے خونیں جگر

119

آیا توں کمر باندھ کے جب جور و جفا پر — میں جی کوں تصدق کیا تجھ بانکی ادا پر
مجھ دیدۂ خوں بار میں یک بار قدم رکھ — اے شوخ ترا جیو ہے گر رنگ حنا پر

---

1. بہ قدر یک حرکت

انکھیا ہیں یہ خوبان جہاں کی کہ لگی ہیں بوٹے نمیں نرگس کے صنم تیری قبا پر
تشبیہ جو تجھ خط کوں دیا مشک ختن سوں عالم کوں وو آگاہ کیا اپنی خطا پر

دشوار ہے حیرت سوں ولی اس کوں نکلنا
باندھا ہے جو دل اُس رخ آئینہ نما پر

120

کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر باندھیا ہے جو کُئی جیوں کوں اُس چھند بھری پر
دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر کیا خوب اُٹھا نقش عقیق جگری پر
چنچل نے نظر ناز سے آہو پہ کیا نمیں قرباں ہوا اس چشم کی والا نظری پر
ہموار کیا آپ اُپر ترک وفا کوں باندھیا ہے کمر ناز سوں اب حیلہ گری پر

بوجھا ہے ولی تب ستی موہن نے سُرج کوں
کیتا ہے نظر جب ستی دستار زری پر

121

سجن تجھ گل بدن کا آج نمیں ثانی چمن بھیتر
غلط بولا چمن کیا بلکہ جنّات عدن بھیتر
ترے گلزار رنگیں کا جو کُئی مقتول ہے اے گل
وو اپنے خوں میں جیوں گل غرق ہے خونیں کفن بھیتر
پڑی ہے دل میں پروانے کے تیرے عشق کی آتش
ہوئی ہے شمع تیرے مکھ سوں روشن انجمن بھیتر

تو وہ گل پیرہن ہے مصر میں خوبی کے اے موہن
کہ لاکھاں دل کے یوسف ہیں ترے چاہ ذقن بھیتر

چمن میں اس سبب جاتا ہوں اے رشک ہزاراں گل
کہ تیری باس کی پاتا ہوں ٹک بو یاسمن بھیتر

سراپا زندگانی کوں جلاتی ہے ترے شوقوں
عجب تجھ عشق کی گرمی ہے شمع شعلہ زن بھیتر

یہ مکھ کی شمع سوں روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس
ولی پروانگی کرتا تری ملکِ دکن بھیتر

122

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر — بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
راست کیشاں سوں اے کماں ابرو — کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر
مت تغافل کوں راہ دے اے شوخ — جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر
ہے جدائی میں زندگی مشکل — آ جدائی نہ کر خدا سوں ڈر
آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور — خود نمائی نہ کر خدا سوں ڈر
اُس سوں جو آشنائے درد نہیں — آشنائی نہ کر خدا سوں ڈر
رنگ عاشق غضب سوں اے ظالم — کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر

اے[1] ولی غیر آستانۂ یار
جبہہ سائی نہ کر خدا سوں ڈر

---

1. ایک نسخے میں دو غزلوں میں تقسیم ہے۔ دوسری غزل کا مقطع یہ ہے:

اے ستم گر غضب سوں رنگ ولی — کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر

123

سنایا جب خبر شادی کی قاصد صبح دم آکر
منگا رخصت مرے نزدیک باہر دل سوں غم آکر
ترے ملنے سوں تا روشن کرے دل کی مجالس کوں
ہوئی ہے شعلہ زن سینے میں خواہش دم بدم آکر
بجز تجھ جام لب کے اے پری پیکر نہ پیوں ہرگز
اگر دیوے اپس کے ہاتھ سوں مجھ جام جم آکر
نظارہ جو کیا میں تجھ مبارک حسن کا موہن
کھبا مجھ دل میں تیری زلف خم در خم کا خم آکر
ولی تجھ حسن کی تعریف میں جب ریختہ بولے
سنے تب اُس کوں جان و دل سوں حسّانِ عجم آکر

124

اگر گلزار میں بیٹھے وو سرو نازنیں آکر
کرے نظارگی اس کی سو فردوس بریں آکر
اگر ہووے صنم خانے پہ اس بت کا گزر بیشک
تصدق اس پہ ہوویں سب نگارستاں چیں آکر
عجب اُس شوخ چنچل کی انکھاں ہیں شوخ اور چنچل
ہوے قرباں جس اوپر آہوے صحرا نشیں آکر
کرے شیرازہ بندی دل کی جو اس مکھ کے دیکھے سوں
پریشاں ہو اگر دیکھے وو زلف عنبریں آکر

عجب نئیں جال میں اس کے اگر اٹکا ولی کا دل
کہ اس کے دام میں لاکھاں پھنسے ہیں اہل دیں آ کر

125

پڑا ہوں کوہِ غم میں اس دل ناشاد سوں جا کر
دعا بولو مری جانب سوں کئی فرہاد سوں جا کر
برہ کے ہاتھ سوں گرداب غم میں جا پڑا ہے دل
کہو میری حقیقت چرخ بے بنیاد سوں جا کر
گرفتاراں کی غم خواری اِتا لازم ہوئی تجھ پر
حقیقت مرغ دل کی یوں کہو صیاد سوں جا کر
کیا ہے خون نے سودا کے غلبہ تن منیں میرے
نگہ کے نیشتروں کوں لا کہو فصاد سوں جا کر
ولی اُس قد کا طالب ہے مبارک باد آ بولو
کہو سمجھا کے گلشن میں ہر اک شمشاد سوں جا کر

126

عاجزاں کے اُپر ستم مت کر — اس قدر سختی اے صنم مت کر
اس ترقی کے وقت میں اے شوخ — مہربانی اپس کی کم مت کر
رحم بے جا ستم برابر ہے — یوں رقیباں اُپر کرم مت کر
اِس نصیحت کوں گوش جاں سوں سُن — دل کوں میرے مکانِ غم مت کر
رام تجھ امر کا ہوا ہے ولی
گر ہے انصاف اس سوں رم مت کر

127

چمن میں جب چلے اُس حسن عالم تاب سوں اُٹھ کر
کرے تعظیم خوش بو ہر گل سیراب سوں اُٹھ کر

کرے گر آرسی گھر میں لبا تجھ مکھ کی مہمانی
ڈھلاوے ہات کوں تیرے اپس کی آب سوں اُٹھ کر

ترے ابرو کی گر پہنچے خبر مسجد میں زاہد کوں
تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سوں اُٹھ کر

ترے پانواں کی نرمی کی اگر شہرت ہو عالم میں
وہیں آوے قدم بوسی کوں مخمل خواب سوں اُٹھ کر

ولؔی تجھ زلف کی کر سحر سازی کا بیاں بولے
چلے پاتال سوں باسک سو پیچ و تاب سوں اُٹھ کر

128

میں تجھے آیا ہوں ایماں بوجھ کر — باعث جمعیتِ جاں بوجھ کر
بلبل شیراز کوں کرتا ہوں یاد — حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
دل چلا ہے عشق کا ہو جوہری — لب ترے لعل بدخشاں بوجھ کر
ہر نگہ کرتی ہے نظارے کی مشق — خط کوں تیرے خطِ ریحاں بوجھ کر
اے سجن آیا ہوں ہو بے اختیار — تجھ کوں اپنا راحتِ جاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب — حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر

رحم کر اُس پر کہ آیا ہے ولؔی
درد دل کا تجھ کوں درماں بوجھ کر

129

اے بادِ صبا باغ میں موہن کے گزر کر
مجھ داغ کی اُس لالۂ خونیں کوں خبر کر

کیا درد کسی کوں کہ کہے درد مرا جا
اے آہ مرے درد کی توں جا کے خبر کر

سب طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ
اے شوخ مری آہ سوں البتہ حذر کر

دوجا نہیں تا پی سوں کہے دل کی حقیقت
اے درد تو جا جیو میں اُس پی کے اثر کر

کیا غم ہے اُسے تیر حوادث سوں جہاں میں
بوجھا جو کوئی گردش ساغر کوں سپر کر

کئی بار لکھا اس کی طرف نامے کوں لیکن
ہر بار سٹا اشک نے مجھ نامے کو تر کر

ہر وقت نہ سٹ[1] کحل تغافل کوں انکھاں میں
ٹک[2] مہر سوں اس طرف اے[3] بے مہر نظر کر

اس صاحب دانش سوں ولی ہے یہ تعجب
یک بارگی کیوں مجھ کوں گیا دل سے بسر کر

---

1. ن کر= لگا۔ 2. ن یک 3. بہ قدر یک حرکت

130

ہشیار زمانے کے ترے مکھ پہ نظر کر — تجھ نیہہ کے کوچے میں گئے ہوش بسر کر

عالم میں ہے وو تیر ملامت کا نشانہ — جس دل میں ترے غم کا گیا تیر گزر کر

تجھ حسن کی جھلکار سوں کیا بدر کو نسبت — جو کئی کہ تجھے بدر کہے اس کوں بدر کر

اس ظالم خوں خوار کوں جی پیش کیا ہوں — جس عشق نے عالم کوں سٹا زیر و زبر کر

رونے ستی فارغ ہو ولی پیو کوں دیکھا
کعبے کی زیارت کیا دریا سوں اُتر کر

131

شوخ نکلا جب قدم کوں تیز کر — ناز کے شبدیز کوں مہمیز کر

یک بہ یک آیا ادا سوں مجھ طرف — ہر پلک کوں دشنۂ خوں ریز کر

میں کیا یوں عرض از روے نیاز — مہربانی اس کی دست آویز کر

کہہ اپس کی نرگس بیمار کوں — عاشقاں کے خون سوں پرہیز کر

اے ولی آتا ہے وو مقصود دل
خانۂ دل خوں سوں رنگ آمیز کر

132

اے سرو خراماں توں نہ جا باغ میں چل کر — مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر

کر چاک گریباں کوں گلاں صحن چمن میں — آئے ہیں ترے شوق میں پردے سوں نکل کر

صنعت کے مصور نے صباحت کے صفحے پر — تصویر بنایا ہے تری نور کوں حل کر

اے نور نظر شمع کوں دیکھا ہوں سراپا — تجھ عشق کی آتش ستی کا جل ہوئی جل کر

بے آب لگے آب حیات اس کی نظر میں   پانی ہوا تجھ گال کے جو عشق میں گل کر
تجھ ابروے خم دار سوں ہرگز نہ پھرے دل   کیوں جاوے سپاہی دمِ شمشیر سوں ٹل کر

اے جانِ ولی لطف سوں آبر میں مرے آج
مجھ عاشق بے کل ستی مت وعدۂ کل کر

133

ہوا ہوں بے خبر تجھ مست انکھیاں کی خبر سن کر
ہوا ہوں ناتواں جیوں مو تری نازک کمر سن کر

نہیں تجھ لعل شیریں پر خط سبز اے گلستاں رو
یہ طوطی ہے کہ آئی ہے ترے لب کی شکر سن کر

سراپا ہو کے سودائی پڑا تجھ غم کے حلقے میں
تری زلفاں کی سنبل نے حکایت سر بسر سن کر

پرت کے پنتھ میں ہرگز قدم پیچھے نہ رکھ اے دل
ہٹاتے ہیں قدم نامرد اس رہ کے خطر سن کر

بگولے کی نمط آتا ہے مجنوں بے سر و بے پا
مرے دیوانہ دل کوں اپس کا راہبر سن کر

صبا کے ہاتھ سوں جیوں ہے ہراک غنچہ پریشاں دل
یونہی ہر دل پریشاں ہے مری آہ سحر سن کر

ولی تیری گلی کوں سن کے یوں مشتاق ہے نس دن
کہ جیوں عشاق ہوں مشتاق وصف مو[1] کمر سن کر

---

1. پرنگر۔ بیمر

134

دل مرا ہے وو آتشیں پیکر
راکھ ہو گئے ہیں جس کوں دیکھ شرر

کیا کہوں نبض دل کی بے تابی
قوت جس کا ہے آتشیں[1] نشتر

عشق بازاں میں اس کوں راحت ہے
جس کوں الماس کا ملا بستر

اُن نے پایا ہے منزلِ مقصود
عشق جس کا ہے ہادی و رہبر

ترک لذّت کی جس کوں ہے لذّت
شکّر اس کو زہر، زہر شکّر

آشنایاں کوں موج آب وفا
ہے محبت کی تیغ کا جوہر

بزم دلبر میں اے ولؔی جا تو
شوق کا آج ہاتھ لے ساغر

135

جو آیا مست ساقی جام لے کر
گیا یک بارگی آرام لے کر

نگہ تیری سدا آتی ہے جیوں تیر
دل زخمی طرف پیغام لے کر

نہ جانوں خط ترا کس بے خطا پر
چلا ہے آج فوج شام لے کر

اُڑا آہوئے دل سوں رنگ وحشت
جو آئی زلف تیری دام لے کر

جو کُئی باندھا ہے تیری زلف میں دل
سٹا[2] ہے کفر میں اسلام لے کر

ترے لب ہور تری انکھیاں کوں ہدیہ
چلا ہوں پستہ و بادام لے کر

بنائی ہے جہاں میں لیلۃ القدر
سیاہی تجھ زُلف کی وام لے کر

تری ساقی گری کوں لالۂ باغ
کھڑا ہے منتظر ہو جام لے کر

---

1. آتش 2. ن۔ملا

میں اس کوں جیوں نگیں کرتا ہوں سجدہ   جو کئی آتا ہے تیرا نام لے کر

ولی تیرے لباں سوں اے تنک طبع
چلا ہے لذت دشنام لے کر

136

عجب نئیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر   اگر مقدمۂ عشق کوں کروں تحریر

جنون عشق ہوا اس قدر زمیں کوں محیط   کہ پارسا کوں ہوئی موج بوریا زنجیر

زبان قال نئیں طفل اشک کوں لیکن   زبان حال سوں کرتے ہیں عشق کی تقریر

صفحے پہ چہرۂ عشاق کے مصور عشق   جگر کے خوں سوں لکھا طفل اشک کی تصویر

گلی سوں نیہہ کی کیوں جاسکوں ولی باہر
ہوئی ہے خاک پری رو کی رہ دامن گیر

ردیف 'ز'

137

ہوا مجھ چشم[1] سوں بستاں غم سبز   ہوا تجھ جور سوں بخت الم سبز

ہوا قد سرو کے مانند صنم کا   لباس سبز سوں سر تا قدم سبز

کہیں جوہر شناساں حسن تجھ دیکھ   زمرد کا تراشے ہیں صنم سبز

ثنا لکھنے میں تجھ آہو نین کی   ہوا جیوں شاخ نرگس ہر قلم سبز

ولی نے جو لکھا تجھ خط کی تعریف
ہوا جیوں برگ ریحاں ہر رقم سبز

---

1. ن۔ تجھ چشم

138

لباس اپنا کیا وو گل بدن سبز — ہوا سر تا قدم مثل چمن سبز

عجب چھب سوں کھڑا ہے وو پری رو — سر اوپر چیرا بر میں پیرہن سبز

اگر اس دھج سوں آوے انجمن میں — تو ہوویں بخت اہل انجمن سبز

فصاحت کیا کہوں اُس خوش دہن کی — کسی کا واں نہیں ہوتا سخن سبز

ولی جو جی دیا اُس خط کوں کر یاد
بجا ہے گر کریں اس کا کفن سبز

139

نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
ہر اک گلشن میں جیوں نرگس نہ کھول اپنے نین ہرگز

جہاں کے گل رخا سارے تجھے نازک بدن کہتے
تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چرن ہرگز

تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز

زلیخا سے کتے عاشق ترے پر جیو وارے ہیں
نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہِ ذقن ہرگز

بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
نہ مل مہتاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز

جو شائق شمع رو کا ہے اسے وسواس جاں سوں کیا
نہ دھرنا مثل پروانے کے پروائے کفن ہرگز

حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
وو پائے شرح میں مطلب، نہ بوجھے جو متن ہرگز

دم تسلیم سوں باہر نکلنا سو قباحت ہے
نہ دھر اس دائرے سوں ایک دم باہر چرن ہرگز

غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ دم اپنا
نہ پہنچے گا بغیر از شوق تا حب الوطن ہرگز[1]

140

ہوا نئیں وو صنم صاحب اختیار ہنوز
بجائے خود ہے رقیباں کا اعتبار ہنوز

پری رخاں کی جھلک کا کیا ہوں بسکہ خیال
برنگ برق مرا دل ہے بے قرار ہنوز

وو چشم چار ہوئی شوق چار ابرو سیں
ولے نئیں وو دو رنگی ہوا دوچار ہنوز

ہزار بلبل مسکیں کا صید ہے باقی
مقیم ہے چمن حسن میں بہار ہنوز

بجا نئیں تجھے انکار خون عاشق سوں
گیا نئیں ہے ترے ہاتھ سوں نگار ہنوز

اپس کی چشم کی گردش سوں دے پیالہ مجھے
گیا نئیں ہے مری چشم سوں خمار ہنوز

بجائے خود ہے اے رنگیں بہار گل فطرت
تری پلک کا مرے دل میں خار خار ہنوز

چلے ہیں آہوئے مشکیں ختن سوں سن کے کہ ہے
نگاہ شوخ صنم درپئے شکار ہنوز

ولی جہاں کے گلستاں میں ہر طرف ہے خزاں
ولے بحال ہے وو سرو گل عذار ہنوز

1۔ اس غزل پر ولی نے خمسہ کیا ہے۔ ویسے یہ غزل الگ سے کسی نسخے میں نہیں ملتی۔

141

مت جا سجن کہ ہوشِ دل آیا نمیں ہنوز — میں درد اپس کا تجھ کوں سنایا نمیں ہنوز

اس چشم اشک بار سوں میری عجب نہ کر — سینے کا داغ تجھ کوں دکھایا نمیں ہنوز

تجھ لطف کے زلال نے اے مایۂ حیات — میرے سینے کی آگ بجھایا نمیں ہنوز

ہوں گرچہ خاکسار ولے از رہِ ادب — دامن کوں تیرے ہاتھ لگایا نمیں ہنوز

اپنی انکھاں کے نور کوں تیرے قدم تلے — اے نور دیدہ فرش بچھایا نمیں ہنوز

زاہد اگرچہ فہم میں ہے بوعلیِ وقت — میرے سخن کے رمز کوں پایا نمیں ہنوز

آزاد اپنے عشق سوں مت کر ولی تیئں
تیرا غلام جگ میں کہایا نمیں ہنوز

142

تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز — تجھ کوں ہے خوباں میں سلطانی ہنوز

ہر جھلک دیتی ہے تجھ رخسار کی — آرسی کوں درس حیرانی ہنوز

شرم سوں تجھ مکھ کے اے دریائے حسن — چہرۂ گو ہر پہ ہے پانی ہنوز

حلقہ زن ہے تجھ دہن کی یاد میں — خاتم دست[1] سلیمانی ہنوز

رات کوں دیکھا تھا تیری زلف کوں — دل میں ہے باقی پریشانی ہنوز

تجھ کمر کوں دیکھ حیراں ہو رہا — مو قلم لے ہاتھ میں مانی ہنوز

روز اوّل سوں چمن میں حسن کے — نمیں ہوا پیدا ترا ثانی ہنوز

جان جاتی ہے، ولے آتا نمیں — کیا سبب وو دلبر جانی ہنوز

1۔ ن۔مہر

اے ولؔی اس گل بدن کے عشق میں
شغل بلبل ہے غزل خوانی ہنوز

143

داغ سوں دل قرص زر اندود رکھتا ہے ہنوز
مثل سورج آتش بے دود رکھتا ہے ہنوز

بسکہ گایا ہوں سرود عشق تیری یاد میں
دل یو میرا لہجۂ داؤد رکھتا ہے ہنوز

باغ میں دیکھا ہوں اے یاقوت لب ریحاں کیتیں
شوق تجھ خط کا غبار آلود رکھتا ہے ہنوز

نور تجھ رخسار کا سینے میں ہے نت جلوہ گر
مجمر دل آتشِ نمرود رکھتا ہے ہنوز

گرچہ غیر از نامرادی اب تلک حاصل نہیں
لیک دل تجھ لب ستی مقصود رکھتا ہے ہنوز

تجھ دہان کالعدم سوں ہے تعجب مجھ کہ حق
طالباں کو اس کے کیوں موجود رکھتا ہے ہنوز

یو ولؔی تجھ عشق کے مجمر پہ تا اسپند کرے
چنگ میں دل کوں بجائے عود رکھتا ہے ہنوز

ردیف 'س'

144

میں[1] جب ستی دیکھا ہوں بہار گل نرگس ہے وحشی دل تب سوں شکار گل نرگس

کیوں بارنگہ ہوے تجھ انکھیاں کے چمن میں پلکاں ہیں مری خار حصار گل نرگس

بیمار ہے اے یار تری چشم کے دوراں آ دیکھ ٹک یک دیدۂ زار گل نرگس

نرگس نے کیا اس کے نین دیکھ زر ایثار کر نقد دل اپنے کوں نثار گل نرگس

آیا ہے ولی مطلع رنگیں لے ترے پاس
یو مطلع رنگیں ہے بہار گل نرگس

ردیف 'ش'

145

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دل ریش جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

جیو میرا ہوا ہے زیر و زبر جب سوں تیرا فراق آیا پیش

شوخ کے دل سوں دل ہوا پیوست آتش عشق کا لگا ہے سریش

تجھ پہ قرباں ہوں اے کماں ابرو جب سوں لیایا ہوں عاشقی کا کیش

جس کوں قربت ہے عشق سوں تیرے اس کے نزدیک کب عزیز ہیں خویش

1. ن 7 اور 8 میں اس زمین میں دو غزل ہے، ایک غزل یہ ہے۔ دوسری اشرف کے دیوان میں بھی ملتی ہے اس لیے ضمیمہ الف میں درج کی گئی ہے۔ بہت سے نسخوں میں ردیف س میں کوئی غزل نہیں ہے۔ (ہاشمی)

تجھ بن اک پل نہیں مجھے آرام بیگ دکھلا درس اے مرہم ریش

اے ولی اس کا زہر کیوں اُترے
جن نے کھایا ہے عاشق کا نیش

ردیف 'ص'

146

کیوں[1] نہ ہو محبوب میرا جگ میں خاص اس کی کرتے ہیں صفت سب عام خاص

خوش قداں سب اس انگے حیران ہیں ہے لٹک میں جیوں کبک رفتار خاص

مجھ کوں پہنچا ہے صنم سیں اے سجن عاشقوں کی جائے ہے دار الخواص

قتل کرتے ہیں دو نیناں پُر خمار کون ہے لیوے تجھ آنکھوں سیں قصاص

آرزو ہے نت ولی کوں وصل کی
کب ملے گا میرے تئیں وو نور خاص

147

نئیں مرے دل کوں تری زلف کے چوگاں سوں خلاص
زلف تیری سوں ہے لینا مجھے یک روز قصاص

عشق کی راہ میں جن سر کوں دیا ہے جگ میں
حق کے نزدیک اچھے گا سو وہی خاص الخاص

1۔ یہ غزل ن2 اور نسخہ معاصر میں ہے۔

147

جب لٹ چال بجن کی مجھے یاد آتی ہے
دل مرا رقص میں آتا ہے مثال رقاص

رکھ رقیباں سیہ رو کے سخن کوں دل میں
پی! نہ دھو! صفحۂ خاطر ستی حرف اخلاص

اے ولی قدر ترے شعر کی کیا بوجھے عوام
اپنے اشعار کوں ہرگز توں نہ دے جز بہ خواص[1]

ردیف 'ض'

148

تجھ مکھ کے اس چمن میں یو خط ہے بہار محض
جنت ہے جس کے لطف اُگے شرمسار محض

وہ مکھ ترا ہے اے گل گلزار عاشقاں
ہے لالہ زار جس کے آگے داغ دار محض

بن مرہم وصال نہ ہووے اسے شفا
جو تجھ نگہ کے تیر سوں ہے دل فگار محض

شکر خدا کہ جس کے کرم سوں جہان میں
تجھ حسن کا خیال ہے مجھ شرمسار محض

---

1. قیمتِ دُرِّ گراں مایہ چہ دانند عوام — حافظا گوہرِ یک دانہ مدہ جز بخواص (حافظ)

اس کوں قرار کیوں کے اچھے لیل تار میں
جو تجھ زلف کی یاد میں ہے بے قرار محض

اے دل تو اس کی نین کی مستی سوں ذوق کر
بن اس کے جگ کے شغل ہیں تجھ کوں خمار محض

گاہے ولی کے حال پہ چشم کرم سوں دیکھ
مدت سوں تجھ گلی میں ہے امیدوار محض

149

آزاد کوں جہاں میں تعلق ہے جال محض
دل باندھنا کسی سوں ہے دل پر وبال محض

بادِ خزاں سوں رمز یہ سمجھا کہ جگ منیں
آتی ہے باغ عیش سوں بوے ملال محض

یو بات عارفاں کی سنو دل سوں سالکاں
دنیا کی زندگی ہے یو وہم و خیال محض

بن خامشی ولی نہ ملے گوہرِ مراد
حیرت کے باج اور ہے سب قیل وقال محض

150

تجھ زلف کے بے تاب کوں مشک ختن سوں کیا غرض
تجھ لعل کے مشتاق کوں کانِ یمن سوں کیا غرض

مدت ستی اے گل بدن چھوڑا چمن کی سیر کوں
مشتاق ہوں تجھ درس کا مجکوں چمن سوں کیا غرض

پروا کفن کی نئیں مجھے اے شمع بزمِ عاشقاں
تجھ عشق میں جو سر دیا اس کوں کفن سوں کیا غرض

برجا ہے گر اہل ہوس طالب نہیں مجھ شعر کے
جن کو سخن کی بوجھ نئیں ان کوں سخن سوں کیا غرض
ہرگز ولی کے پاس تم باتاں وطن کی مت کہو
جونیہہ کے کوچہ میں ہے اس کوں وطن سوں کیا غرض

ردیف 'غ'

151

دل تجھ نگاہ گرم سوں سوزاں ہے جیوں چراغ
اس سوز شعلہ خیز سوں خنداں ہے جیوں چراغ
وو آب و تاب حسن میں تیرے ہے اے سجن
خورشید جس کوں دیکھ کے لرزاں ہے جیوں چراغ
یوں تجھ نزک خجل ہے نمک ہر جمال کا
روشن صبح کوں دیکھ پشیماں ہے جیوں چراغ
مسند پہ عافیت کی وو ہے بادشاہ وقت
جس دل کی انجمن منیں ایماں ہے جیوں چراغ
عالم کی دوستی سوں ہے نفرت ولی کتیں
ہر آشنا کے دم سوں گریزاں ہے جیوں چراغ

152

جب سے گئے وو شہاں، آہ دریغا دریغ
غم میں ہے ہر دوجہاں، آہ دریغا دریغ

جب سوں وونورِ جہاں جگ سوں ہوے ہیں نہاں
تب سوں ہے یو غم عیاں، آہ دریغا دریغ

سارے فلک میں ملک غم میں ہیں سر پاؤں لگ
جب سوں سنے یو بیاں، آہ دریغا دریغ

عابد دیں دار کوں، واقفِ اسرار کوں
درد ہے آہ و فغاں، آہ دریغاں دریغ

ویسے شہِ پاک کوں صاحب ادراک کوں
دکھ دیے وو گمرہاں، آہ دریغا دریغ

شاہ کے ماتم کا بھار، سر پہ ہوا بے شمار
تو ہوا خم آسماں، آہ دریغا دریغ

دین کے گلزار میں گلشنِ اسرار میں
کاں سوں آئی یو خزاں، آہ دریغا دریغ

دیں کا ہے خالص وو زر، غم کی کسوٹی اُپر
حق نے کیا امتحاں، آہ دریغا دریغ

غم میں ولی ہے مدام، شاہ کا کمتر غلام
نت کیا وردِ زباں، آہ دریغا دریغ

ردیف 'ف'

153

پڑی جب نظر چشم دلبر طرف		ہوا ہوش یک بارگی برطرف
اگر آبرو تجھ کوں درکار ہے		نہ جا خوب رویاں کے کشور طرف
کھلے دیکھ تجھ لب کا آب حیات		کرے یک نظر گر توں شکّر طرف
زبس تجھ ملاحت کا مشتاق ہوں		پڑا شور مجھ عشق کا ہر طرف

ولی کوں نہیں مال کی آرزو
خدا دوست نہیں دیکھتے زر طرف

154

نہ کرسکوں ترے یک تار زلف کی تعریف		کروں ہزار کتب تجھ ثنا میں گر تصنیف
عجب نہیں جو فلک پر خط شعاعی دیکھ		اگر ورق پہ سُرج کے لکھیں تری تعریف
لطیفہ[1] وقت اُپر زیب بخش مجلس ہے		سدا گلاب میں ہرگز نہیں ہے بوئے لطیف
عجب نہیں جو سجن کہربا ہو مجھ کھینچے		کہ مجھ کوں کاہ نمن عشق نے کیا ہے ضعیف

کیا ہوں بر میں اپس کے لباس عریانی
ولی برہ نے دیا یو قبا مجھے تشریف

155

ترے فراق میں گل کر اِتا ہوا ہوں ضعیف
بجا ہے تن کوں اگر بال سوں کروں تردیف

---

1. ن۔لطیف

چمن میں دہر کے ہرگز نہ مجھ ہوا معلوم
کہ کب ہے فصل ربیع اور کدھاں ہے فصل خریف

ترے رقیب کوں عاشق سوں کیوں کے دیوں نسبت
کہ فرق اُن میں ہے جیوں فرق در کثیف ولطیف

تمیز سوں جو اگر مجھ طرف نگاہ کرے
تو شاہ حسن سوں بس ہے مجھے یہی تشریف

عجب نئیں جو مصنف پہ آفریں بولے
ولی جو کوئی سنے اس وضاں[1] کی یو تصنیف

ردیفُ ق

156

چڑھی دیکھی جو تجھ بھوں کی کماں قرباں ہوئے عاشق
نشانِ ناوکِ مژگانِ خون افشاں ہوئے عاشق

خیال سرو بالا ہے گل گل زار خوبی سوں
چمن آسا بہار آرائے باغ جاں ہوئے عاشق

مئے سرگشتگی سوں جام دل پر بسکہ رکھتے ہیں
بہ رنگ ساغر گرداب سرگرداں ہوئے عاشق

زبس تیغ نگاہ شوخ سرکش کی ہے خوں ریزی
نگاہ چشم قربانی نمط حیراں ہوئے عاشق

---

1. وضع

بہ رنگِ شمع بزمِ حسن میں ہے جب سوں تو روشن
پتنگ آسا ترے اوپر بلا گرداں ہوئے عاشق
نہیں یو لالۂ صحرا درّیا لہو کا بھرا ہے گا
زبس تجھ غم منیں انکھیاں سوں خوں باراں ہوئے عاشق
ولی کر نقد دل اپنا نثار امرت بچن اوپر
کہ جس جاں بخش جاں آگے غلام از جاں ہوئے عاشق [1]

ردیف 'ک'

157

چہرے پہ ہے سجن کے عجب نور کی جھلک — دیکھے سوں جس جھلک کے گئی بجلی کی چمک
لاتا ہے نذر آئینۂ آفتاب کوں — ہو مشتری جمال ترے کا سجن فلک
اس دور میں خلاصی جاں ہے نپٹ کٹھن — بانکی ئین کے ہاتھ میں خنجر ہے ہر پلک
پوشیدہ کیوں جہاں میں رہے عشق صاف قلب — ہے اس کے لعل لب کے اُگے خوب و بد محک
طاقت ہے کس کوں رخ پہ ترے کر سکے نگاہ — خورشید سوں ادھک ہے ترے چہرے کی جھلک

کہتے ہیں شاعران زمن مجھ کوں اے ولی
ہرگز ترے کلام میں ہم کو نہیں ہے شک

158

اے صنم تیرے مکھ کی دیکھ جھلک — منفعل ہے مدام شمسِ فلک

---

1. ن 8 میں کچھ فرق کے ساتھ مقطع یوں دیا ہے:
تصورِ دل میں کرتے ہیں درس اس رشک جنت کا — بہ رنگ گل ولی آ کر بہارستاں ہوئے عاشق

دیکھ تجھ میں جمال حق کا ظہور ہیں دعا گو فلک پہ سارے ملک

دیکھ کر تجھ دہن کی تنگی کوں عالماں کے پڑا ہے دل میں شک

لب ترے کا حقوق ہے مجھ پر کیوں بھلاؤں میں دل سوں حق نمک

اے ولی جب نظر میں پیو آیا

ہوگیا سب وجود میرا حک

ردیف 'ل'

159

دیکھ تیرے سو یو کھبالے[1] بال رشک سوں جل گئے ہیں کالے کال

جب کہ ابرو کی تو کماں کھینچی تیر مژگاں نے تب سنبھالے بھال

زلف کے پیچ دیکھ کر سنبل پیچ ہور تاب میں ہے ڈالے ڈال

کتیں شکاریاں نے تجھ نگہ کا دام دیکھ آتش میں غم کے جالے جال

اس ولی پر نظر رحم کی کر

ہے یہ تقصیر وار بالے بال

160

دل کی مچھلی پر سٹا تجھ برہ نے جنجال جال

دام مین تجھ نیہ کے دل کا ہوا بے حال حال

اے ستم گر عاشقاں پر یوں[2] نہ کر جور و ستم

خیر ہو شر کی حقیقت میں ہے یک مثقال قال

---

1. تیل میں تر (ن) کھیالے، کھنیالے 2. توں

خط نمیں آغاز تجھ رخسار کے یو آس پاس
حسن کے لینے کو یو آئے ہیں استقبال بال

مفلساں کوں عاقبت کے گھر میں نئیں درکار زر
حق کی بخشش سوں انھوں کوں بس ہے نیک اعمال مال

اے ولی حق کی طلب یو دولتِ عظمیٰ اَ ہے
عشق سینے کے خزینے میں ہے مالامال مال

161

لب پہ دل بر کے جلوہ گر ہے جو خال — حوض کوثر پہ جیوں کھڑا ہے بلال
یو ہے عاشق اپس کی صورت کا — جیوں کہ حیراں ہے اُس اُپر تمثال
اُس کے مکھ کی شعاع کوں کرتا ہے — ہر صبح آفتاب استقبال
نہیں کچھ مال و زر کی مجھ کوں طمع — شوق سوں اس کے دل ہے مالا مال

اے ولی پی مئے محبت کوں
گر ہے رمضان و گر مہِ شوال

162

شمع بزم وفا ہے امرت لال[1] — سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمن ہے سب کو عزیز — اس سبب کم نما ہے امرت لال
دل مرا کیوں بند ہو اُس کا — آج رنگین قبا ہے امرت لال
خوش لباسی کی کیا کہوں تعریف — وضع میں میرزا ہے امرت لال

---

1. انبرت لال (قدیم املا)

اس سوں بے گانگی کبھو نہ کرے   جس ستی آشنا ہے امرت لال
لعل تیرے بھرے ہیں امرت سوں   نام تیرا بجا ہے امرت لال
اے ولی کیا کہوں بیاں اس کا
لطف میں دل ربا ہے امرت لال

163

ہے آج خوش قدی میں کمال گوبند لال[1]   استاد چال سرو ہے چال گوبند لال
بر جا ہے اس کے دل کوں کہوں گلشن بہار   آتا ہے جس کے دل میں خیال گوبند لال
خوباں حیا سوں غرق غرق ہوں تو کیا عجب   جس وقت جلوہ گر ہو جمال گوبند لال
ہے بسکہ بے مثال نہ دیکھا جو خواب میں   آئینۂ خیال مثال گوبند لال
کر اس دعا کوں ورد زباں اے ولی مدام
لطف خدا ہو شامل حال گوبند لال

164

مدت ہوئی سجن نے دکھایا نئیں جمال   دکھلا اپس کے قد کوں کیا نئیں مجھے نہال
یک بار دیکھ مجھ طرف اے عید عاشقاں   تجھ ابرواں کی یاد سوں لاغر ہوں جیوں ہلال
بر جا ہے گر ہمن پہ تصدق ہو مشتری   بولا ہوں تجھ جمال کوں خورشید بے زوال
وو دل کہ تھا جو سوختۂ آتش فراق   پہنچا ہے جا کے رُخ کو صنم کے برنگ خال
ممکن نئیں کہ بدر ہو نقصاں سوں آشنا   لاوے اگر خیال میں تجھ حسن کا کمال
گر مضطرب ہیں عاشق بے دل عجب نئیں   وحشی ہوئے ہیں تیری انکھاں دیکھ کر غزال

---

1. (ن) کوبیر، کبیر، گوبیر، گوہیر

فیض نسیم مہر و وفا سوں جہان میں گل زار تجھ بہار کا ہے اب تلک بحال
کھویا ہے گل رخاں نے رعونت سوں آب و رنگ گردن کشی ہے شمع کی گردن اُپر وبال
ہرگز نہ دیوے رسم وفا ہاتھ سوں ولی
یک بار اس غزل کوں سنے گر گوبند لال[1]

165

چمن میں گیا جب سوں وو نونہال ہوا سرو اُس سرو قد سوں نہال
ہوئی تب سوں خاطر نشاں جب ستی ترے تیر کی دل میں پائی ہے بھال
موہا سرو نے گرچہ قمری کا دل ترے قد کی لیکن نرالی ہے چال
مجھے یک گھڑی تجھ بنا چین نئیں ترے بن ہے ہر آن سینے پہ سال
ترے عشق نے خم کیا ہے مجھے مرے حال پر زلف تیری ہے دال
مرے دل کوں جیوں گوے گرداں کیا کہوں کیا تجھ ابرو کے چوگاں کا حال
جہاں میں پھرا لیکن اے باحیا نہ دیکھا ہے آئینہ تیری مثال
نہ ڈر روز محشر ستی سیّدا کہ آلِ نبی پر نہ آئے گی آل
طمع مال کی سر بسر عیب ہے خیالات گنج جہاں سر سوں ٹال
بھروسا نئیں دولت تیز کا عجب نئیں کہ تا ظہر آوے زوال
جب آیا غضب میں وو آتش مزاج کیا آب عشاق کے دل کو گال
تجھے زلف صیاد دیتی ہے پیچ نہ اِس دام کے ہاتھ سوں دل کو جال
ولی شعر میرا سراسر ہے درد
خط و خال کی بات ہے خال خال

1. (ن) کوبیر، کبیر، گوبیر، گوہیر

166

میری نگہ کی رہ[1] پہ اے فرخندہ فال چل ہے روز عید آج اے ابرو ہلال چل

تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر شک نئیں اگر ختن ستی آویں غزال چل

ممکن نئیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل

پیتم کی زلف پیچ دسا مجھ سواد ہند اس راہ مار پیچ میں اے دل سنبھال چل

وحدت کے مے کدے میں نہیں بار ہوش کوں اس بے خودی کے گھر کی طرف سُدھ کوڈال چل

اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو دنیا کی رہ گزر میں بزرگاں کی چال چل

گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل

مرشد کی منزلت کا اگر عزم جزم ہے سایہ نمط تو پیر کے دائم دنبال چل

آیا تری طرف جو ولؔی تو عجب نہیں
آتے ہیں تجھ گلی منیں صاحب کمال چل

167

بیگ درس دے، نہ دے مکھ پہ اے چنچل انچل جیو مراہت[2] لے، نہ لے رسم فریب و دغل

مجھ پہ نظر کر، نہ کر بات رقیباں ستی بیت مری سن، نہ سن دوسرے کی جا غزل

میرے نزیک آ نہ آ رکھ کے وہم دل منیں جی میں وفا دھر، نہ دھر سینے میں خوف وخلل

ظلم سے دل دھو، نہ دھو مہر کے پانی سوں ہاتھ موم صفت ہو، نہ ہو کوہ نمن تو اٹل

قول مجھے دے، نہ دے رسم وفا ہاتھ سوں
آ ولؔی سوں مل، نہ مل کس سوں اے شیریں شکل

---

1 بہ یک حرکت 2 ہاتھ میں لینا

168

کہوں کس کن عزیزاں! جا کے درد بے نشانِ دل

نئیں یک گوش محرم تا سنے آہ و فغانِ دل

غبار خاطر غم ناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر

کہ غیر از درد دو جا نئیں ہے یار کاروانِ دل

ہوئی ہے بند تب سوں راہ اظہار شکایت کی

خیال خال خوباں جب سوں ہے مہر دہانِ دل

پڑی تجھ زلف کافر کیش پر جب سوں نظر میری

صنم تب سوں گئی ہے ہاتھ سوں دل کے عنانِ دل

بیان سینہ چاکاں اے ولی کیوں کر سنے ہر یک

کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگ زبانِ دل

169

تجھ بے وفا کے سنگ سوں ہے پارہ پارہ دل

ریزش میں تجھ جفا سوں ہے مثل ستارہ دل

لرزاں ہے تب سوں رعشۂ سیماب کی نمط

جب سوں تری پلک کا کیا ہے نظارہ دل

تجھ مکھ کے آفتاب کی گرمی کوں دیکھ کر

جل شوق کی اگن سوں ہوا جیوں انگارہ[1] دل

---

1. بہ اخفائے نون

بے شک شفاے خاطر بیمار ہو تدہاں
تجھ لب کے جب طبیب ستی پاوے چارہ دل
آوے اگر ولی کے سینے کے محل میں توں
دیکھے ترے جمال کوں پھر کر دوبارہ دل

170

عبارت تجھ زُلف سوں ہے تسلسل — ہوا تیری کمر میں گُم تامُّل
ترے مکھ کے چمن کوں یاد کرکر — دیا لالے نے اپنے دل اُپر گل
دسے تجھ حسن کے دریا پہ جیوں موج — اگر رخسار پر چھوٹے یو کاکل
ترے رخسار و لب کوں دیکھ اے شمع — ہوئے پروانہ ہر طوطی و بلبل
میں دیکھا ہوں نگاہ دل سوں اے شوخ — تری انکھیاں سے بے جا ہے تغافل
کیا اس دور میں اے جلوہ بدمست — تر انکھیاں نے کارِ نشۂ مل
ہوا زنجیر بند اے دام عشاق — تری زلفاں کے ہر حلقے میں سنبل

ولی تیری گلی کوں دیکھ بولیا
یہی ہے ہند اور کشمیر و کابل

171

تجھ مکھ اُپر ہے رنگ شراب ایاغ گل — تیری زُلف ہے حلقۂ دود چراغ گل
معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں — بجھتا نہیں ہے باد صبا سوں چراغ گل
رہتا ہے دل پیا کے تفحص میں رات دن — ہے کار عندلیب ہمیشہ سراغ گل
عاشق مدام حال پریشاں سوں شاد ہے — آشفتگی کے بیچ ہے دائم فراغ گل
تجھ داغ سوا ہوا ہے چمن زار دل مرا — ای شوخ آ کے دیکھ تماشاے باغ گل

جلتے ہیں پی کے شوق سوں عشاق رات دن ہے دل میں بلبلاں کے شب و روز داغ گل

یوں تجھ سخن میں نشۂ معنی ہے اے ولی
جوں رنگ و بو کی مے سوں ہے لبریز ایاغ گل

172

اے شمع تو روشن کیا جب انجمن گل اپنے گل مقصود کوں پایا چمن گل

اے غنچہ دہاں نام ترا جب سوں لیا ہوں اس آن سوں خوش باس ہوا ہے دہن گل

بازار میں شاید کہ کرے سیر سری جن اس واسطے بازار ہوا ہے وطن گل

تجھ ناز کی تلوار نے جب سوں کیا زخمی ہے تب ستی آلودۂ خوں پیرہن گل

مجھ دل پہ ولی دل بر رنگیں کی حقیقت
مخفی نئیں بلبل کے اُپر جیوں سخن گل

173

تجھ زلف اور دہن میں ہے مختصر مطوّل تو صاحب درس ہے بوجھا ہوں روز اوّل

گل زار میں نکل کر گل گشت اگر کرے توں تجھ گل بدن کے دیکھے سب گل پڑیں گے گل گل

جگ کے مصوّراں سب تصویر دیکھ تیری حیرت میں جا پڑے سو لکھنا رہا معطل

تجھ سرو قد کوں دیکھے نقاش نقش بھولے پھر نقش کاڑھنا سو ان کوں ہوا ہے اشکل

یو درکو ہرگ دیکھے سو مرگ کا ہو طالب یو خاک تجھ قدم کی سٹ کر مقام جنگل

ہر جنس کا معما بوجھا گیا ہے لیکن تجھ راز کا معما جگ میں رہا ہے لاحل

خوشبو بدن پہ تیری زلفاں نہیں ہیں چوندھر کالے بھجنگ مل کر گھیرے درخت صندل

ساری سکھیاں نے مل کر کیا بے خطا دیا ہے تجھ نازنیں موہن کی انکھیاں میں خطِ کاجل

اے شوخ چشم عالم سن بات گوش دل سوں
تجھ بے وفا کے غم سوں دائم ولی ہے بے کل

ردیف 'م'

174

تجھ شاہ خوباں کے ہوئے کئی صاحب اکرام رام
تجھ حسن کے دیوان سوں پائے ہیں کئی حکام کام

تجھ درس کا کئی برس سوں مشتاق ہوں اے بے وفا
دے شیشۂ لب سوں کدھی یک خیریت انجام جام

گل کر پڑیں گے گل نمن بے شک گلستاں کے بھتر
تجھ گل بدن کے حسن کوں گر ٹک کریں گل فام فام

ہر مرغ دل کوں آپ[1] نے لاکر کریں گے بندیاں
دیکھیں گے پھر گر بھر نظر تجھ زلف کا خدام دام

تجھ زلف نے جو دائرے باندھے صفار رخسار پر
دیکھے نہیں اس شان کا کوئی صاحب اسلام لام

تجھ نین کے خنجر سوں ہے مجروح دل عشاق کا
تیری نگہ کی تیغ سوں ہیں صاحب سنگرام رام

تن کے مملک میں اے ولی تجھ عشق کے حاکم نے آ
دل کی رعیت سوں لے کر چوکھا کیا ہے دام دام

---

1. اپنے

175

غم ترا ہے قوت کھاتا ہوں محبت کی قسم
نئیں مجھے دنیا کا غم تجھ غم کی راحت کی قسم

اے گل باغ نزاکت باغ میں امکان کے
تجھ سانئیں دیکھا ہوں میں تیری نزاکت کی قسم

جب سوں اے آئینہ رو دیکھی تری تصویر کوں
گل رخاں تب سوں ہوئے تصویر حیرت کی قسم

عاشقاں اے رشک لیلیٰ دیکھ تیرے رم کے تئیں
مثل مجنوں ہیں بیاباں گرد وحشت کی قسم

اے ولی اس دل ربا کوں کہہ کہ میرے حال پر
لطف سوں کر یک نگہ تجھ کوں مروت کی قسم

176

ہجرت کی رات نے مجھ یک آسماں دیا غم
اب مہر اپس کی ہرگز اے صبح رو نہ کر کم

اے آفتاب طلعت دل پر مرے نظر کر
تا یک گھڑی میں آوے تجھ پاس مثل شبنم

تجھ بھوں کو جب سوں دیکھا تجھ پاس اے سری جن
گوشے میں بیٹھ چلا مثل کماں ہوا خم

تجھ زلف سوں لیا ہے کعبہ سیاہ پوشی
تیرے ذقن کے شرموں پانی ہوا ہے زم زم

ہے اے ولی پرت سوں معمور کعبۂ دل
نئیں باج حق کے دوجا دل کے حرم کا محرم

177

جلوں تجھ عشق کی آتش منیں تا چند اے ظالم
شتابی آ کہ جی تجھ پر کروں اسپند اے ظالم

خوش ابرو جیوں نگہ رکھتے ہیں انکھیاں میں مجھے جب سوں
تری انکھیاں کے ڈورے کا ہوا ہوں بند اے ظالم

پریشانی کے دفتر کا اسے فہرست کہہ سکیے
تری زلفاں سوں جس کے دل کو ہے پیوند اے ظالم

پڑی ہے آرسی حیرت میں تیرے مکھ کے جلوے سوں
مجھے تجھ حسن کی حیرت کی ہے سوگند اے ظالم

ولی کی سوزشِ دل کی طبیباں کر سکیں دارو
ترے رخسار و لب سوں گر ملے گل قند اے ظالم

178

صنم کے لعل پر وقتِ تکلم رگِ یاقوت ہے موجِ تبسم
سجن مکتب میں جب آیا ہر اک کوں ہوا ہے سہو تعلیم و تعلم
سمجھ کر بات کر اے مردِ ناصح نصیحت عاشقاں کو ہے تحکم
نہیں کوئی داد دیتا اس کی جگ میں کیا تجھ زلف سوں جس نے تظلم
نہ جا انکھیاں میں آ مجھ دل میں اے شوخ کہ نہیں خلوت میں دل کی خوفِ مردم
ہوا پیدا دو گل رو جب سوں جگ میں ہوا ہے ہوش میرا تب سی گم

ہوے اشکِ ولی از بسکہ جاری
اُٹھا امواج دریا میں تلاطم

179

جیوں گل شگفتہ رو ہیں سخن کے چمن میں ہم جیوں شمع سر بلند ہیں ہر انجمن میں ہم
ہم پاس آکے بات نظیری کی مت کہو رکھتے نہیں نظیر اپس کی سخن میں ہم
ہیں داستان عشق ہمیں یاد کئی ہزار استاد بلبلاں کے ہیں ہر یک چمن میں ہم
خوباں جگت کے جیوں سوں ملتے ہیں ہم ستی کامل ہوئے ہیں بسکہ محبت کے فن میں ہم
اس شوخ شعلہ رنگ کی جب سوں لگن لگی جلتے ہیں تب سوں شعلہ نمط اس لگن میں ہم
یک بار ہنس کے بول صنم نئیں تو حشر لگ جیوں برق بے قرار رہیں گے کفن میں ہم
ہر چند جگ کے بخت سیاہوں میں ہیں ولے کاجل ہو، جا بسے ہیں سجن کے نین میں ہم
فرہاد تب سوں تیشہ نمن سر کیا تلے باندھے ہیں جب سوں جیو کیوں شیریں بچن میں ہم

دو جگ ہوئے ہیں دل سوں فراموش اے ولی
رکھتے ہیں جب سوں یاد سری جن کی من میں ہم

180

شراب شوق سیں سرشار ہیں ہم کبھو بے خود کبھو ہشیار ہیں ہم
دو رنگی سوں تری اے سرو رعنا کبھو راضی، کبھو بے زار ہیں ہم
ترے تسخیر کرنے میں سری جن کبھو ناداں، کبھو عیار ہیں ہم
صنم تیرے نین کی آرزو میں کبھو سالم، کبھی بیمار ہیں ہم

ولی وصل و جدائی سوں سجن کی
کبھو صحرا، کبھو گل زار ہیں ہم

ردیف 'ن'

181

میٹھا بچن بولے اگر وہ دلبر شیریں زباں
ہو ماہ مصری جیوں شکر آب خجالت میں نہاں

زہرہ جبیناں خلق کے آویں بہ رنگ مشتری
گر ناز سوں بازار میں نکلے وو ماہ مہرباں

اے نور چشم عاشقاں تیری صفت کر نہ سکے
گر مردم بینا کوں ہو مانند مژگاں صد زباں

پڑھنا مطوّل کا کیا اُن نے درس میں مختصر
تیری زباں سوں جو سنا علم معانی کا بیاں

دیکھا ہوں دریائے جنوں تجھ آشنائی میں پیا
ہے پردۂ چشم پری کشتی کوں میری بادباں

دل بند ہے غنچہ نمط تیرے دہن کی فکر میں
ہے تجھ لباں کی یاد سوں ہر اشک رنگ ارغواں

تیری نگہ کے تیر سوں زخمی ہوا شیر فلک
تیری بھواں کے سہم سوں خم ہے کمان آسماں

انجھواں کی سرخی دیکھ کر یاقوت ہے خونیں جگر
ہور زعفراں ہے زرد رو دیکھے سوں رنگ عاشقاں

اے نو بہار خوش لقا جب سوں ہوا ہے تو جدا
تجھ بن ہے دل کے باغ میں اوّل سوں آخر لگ خزاں
نس دن سجن تجھ ہجر میں رہتے ہیں باب چشم وا
تا دُزدِ خواب آوے نہیں پتلی ہے ان میں پاسباں
یوں دوستاں کے ہجر سوں داغاں ہیں سینے پر وَلی
صحرا کے دامن کے اُپر جیوں نقش پائے رہرواں

182

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستاں
حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں
پیچ و تاب بے دلاں اس وقت پر بے جا نہیں
لٹ پٹی دستار سوں آتا ہے وو نازک میاں
دل ہوئے عشاق کے بے تاب مانند سپند
جب وو نکلے ہو سوارِ تازیِ آتش عناں
کیوں نہ ہو بے تابیِ عشاق کا بازار گرم
ہے نگاہ شوخ سرکش فتنۂ آخر زماں
جس طرف ہو جلوہ گر وو آفتاب بے نظیر
صبح کے مانند ہووے رنگ روئے گل رخاں
کب نظر آوے گا یا رب وہ جوان تیر قد
جس کے ابرو کے تصور نے کیا مجھ کوں کماں

اے ولی گر مہرباں ہووے چمن آرائے حسن

خاطر ناشاد ہووے رشکِ گل زار جناں

183

یہ خط تجھ مکھ کے گلشن میں دسے جیوں سبزۂ ریحاں

ورق پر حسن کے دیکھو لکھے ہیں یہ خط ریحاں

جو تجھ خط کی غلامی میں کیا ہے ترک فرماں کوں

تو اس کا باغ کے بھیتر رکھے ہیں ناؤں نافرماں

جو تجھ یاقوت لب کا خط ہوا مشہور عالم میں

رہا یاقوت خط لے کر اپس کا جگ میں ہو حیراں

ترا خط دائرہ ہے جیم کا اور خال ٹھوری پر

بلا شک جیم کا نقطہ ہے اے اہل سخن داں جاں

ولی یہ دائرہ خط کا اہے اس حسن کا قلعہ

سو اس قلعے منیں دیکھو تجلیِ شہ شاہاں

184

تجھ قد اُپر جب سوں پڑی جگ میں نگاہ عاشقاں

تب سوں گئی طوبیٰ تلک جیوں تیر آہ عاشقاں

جب سوں ترا مکھ دیکھ کر معشوق سب عاشق ہوئے

تب سوں تو ملکِ حسن میں ہے بادشاہ عاشقاں

ساعت شناساں دنگ ہیں عشاق کے احوال سوں

یک یک گھڑی تجھ ہجر کی ہے سال و ماہ عاشقاں

پہنچے ہیں منزل سالکاں تجھ حسن کے پرتو ستی
یہ نور تیرا اے سجن ہے شمع راہ عاشقاں
وو یوسفِ کنعانِ دل کس کارواں میں ہے ولی
جس کے زنخداں کوں جگت بولے ہیں چاہ عاشقاں

185

ہے نازنیں صنم کا زلفاں دراز کرناں[1] | فتنے کا عاشقاں پر دروازہ باز کرناں
دل لے گیا ہے میرا پھر مانگتا ہے جی کوں | بر جا ہے نازنیں کوں عاشق پہ ناز کرناں
اے قبلہ رو دِسے ہے محراب تجھ بھواں کی | واجب ہوا انکھاں سوں اب جا نماز کرناں
کیوں کر چھپا سکوں میں تجھ درد کی حقیقت | ہے کام آہ دل کا افشائے راز کرناں
ایسا بسا ہے آکر تیرا خیال جیو میں | مشکل ہے جیوں سوں تجھ کوں اب امتیاز کرناں
ہے منحصر اسی میں عاشق کی سرخ روئی | خدمت میں گل رخاں کی جیو سوں نیاز کرناں
میں عشق سوں کیا ہوں تجھ دل کوں نرم آخر | ہر اک کا کام نئیں ہے آہن گداز کرناں
یک بارگی رقیبِ بدخو کی بات سن کر | بے جا ہے پاک بیں سوں یوں احتراز کرناں
درِوادیٔ حقیقت جن نے قدم رکھا ہے | اوّل قدم ہے اس کا عشق مجاز کرناں
ہے پہنچنے کا ساماں کعبے کوں مدعا کے | دریائے عاشقی میں دل کوں جہاز کرناں

شاید غزل ولی کی لے جا اسے سنا دے
اس واسطے بجا ہے مطرب سوں ساز کرنا

---

1. پرانے اردو املا میں کرنا، تو، کو، وغیرہ کے آخر میں نون لکھا جاتا تھا۔ پرانی کتابت دکھانے کے لیے وہی التزام قائم کیا گیا ورنہ اِس زمانے کی طرزِ تحریر کے مطابق اس غزل کو ردیف الف میں ہونا چاہیے تھا۔

186

قسمت تری ہے حق پہ نہ ہونا اُمید بھاں — تمیں اس قُفل کوں غیر توکّل کلید بھاں

سختی کے بعد عیش کا امیدوار اچھ — آخر ہے روزہ دار کو اک روز عید بھاں

ظلمات میں یو غم کے ملے گا تجھ آب خضر — دامن تلے ہے رات کے روز سفید بھاں

سب کام اپس کے سونپ کے حق کو نچنت ہو — یہ ہے تمام مقصد گفت و شنید بھاں

حاجت اپس کی کہنہ و نَو اس سوں کہہ ولی

محتاج جس نزک ہیں قدیم و جدید بھاں

187

سجن تجھ انتظاری میں رہیں نس دن کھلی[1] انکھیاں

مثال شمع تیرے غم میں رو رو بہہ چلی انکھیاں

ہوئی جیوں جلوہ گر تجھ یاد سوں مجھ دل میں بے تابی

تپش شعلہ نمن گرمی سوں غم کے تملی انکھیاں

جدائی جب سوں تُمُیٔ ظاہر تدہاں سوں بوجھتا ہوں میں

ترے بن تیل کے جیوں میل[2] سرے کی سلی انکھیاں

ترے بن رات دن پھرتیاں ہیں بن بن کشن کے مانند

اپس کے مکھ اُپر رکھ کر نگہ کی بانسلی انکھیاں

نزک میرے کرم سوں تا کہ آوے بے حجاب ہوکر

تماشے میں ترے جیوں آرسی ہیں صیقلی انکھیاں

---

1 بعض نسخوں میں قافیہ ان جمع کے ساتھ درج ہے مثلاً کھلیں، چلیں، تملیں وغیرہ 2 سلائی

تری نیناں پہ گر آہو تصدق ہو تو اَچرج نئیں
کہ اُس کوں دیکھ کر گلشن میں نرگس نے ملی انکھیاں
اتی خواہاں ہیں تجھ حسن و ملاحت ہور لطافت کی
کہ گویا دل میں رکھتیاں ہیں سدا فکر ولی انکھیاں

188

قرار نئیں ہے مرے دل کوں اے سجن تجھ بن
ہوئی ہے دل میں مرے آہ شعلہ زن تجھ بن
شتاب باغ میں آ اے گل بہشتی رو
کہ بلبلاں کوں جہنم ہوا چمن تجھ بن
قِران کب ہو میسر ترا اے[1] زہرہ جبیں
ہر ایک آن ہے مجھ حق میں سو قرن تجھ بن
چمن کی سیر سوں نفرت ہے اس سبب کہ مجھے
سفید داغ سوں مکروہ ہے سمن تجھ بن
اے رشک چشمۂ خضر اپنے مکھ کی شمع دکھا
کہ ہے بہ صورت ظلمات انجمن تجھ بن
نہ کر تغافلی اے مصر حسن کے یوسف
مثال دیدۂ یعقوب ہیں نین تجھ بن
ولی کے دل کی حقیقت بیان کیوں کے کروں
گرہ ہوا ہے زباں پر مری سخن تجھ بن

---

1. بیک حرکت

189

دل ہوا ہے مرا خراب سخن دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
بزم معنی میں سرخوشی ہے اسے جس کوں ہے نشۂ شراب سخن
راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے باب سخن
جلوہ پیرا ہو شاہد معنی جب زباں سوں اُٹھے نقاب سخن
گوہر اس کی نظر میں جا نہ کرے جن نے دیکھا ہے آب و تاب سخن
ہرزہ گویاں کی بات کیوں کے سنے جو سنا نغمۂ رباب سخن
ہے تری بات اے نزاکت فہم لوح دیباچۂ کتاب سخن
ہے سخن جگ منیں عدیم المثل جز سخن نئیں دوجا جواب سخن
لفظ رنگیں ہے مطلع رنگیں نور معنی ہے آفتاب سخن
شعر فہموں کی دیکھ کر گرمی دل ہوا ہے مرا کباب سخن
عرفیؔ و انوریؔ و خاقانیؔ مجکوں دیتے ہیں سب حساب سخن
اے ولیؔ درد سر کبھو نہ رہے جب ملے صندل و گلاب سخن

190

تری زُلف سوں ہر اک نس ہوں بے قرار سجن
ہوا ہوں شانہ صفت غم سوں دل فگار سجن
جواہراں پہ ہیں غالب ترے یہ ناخن سرخ
حنا سوں اس کے اوپر پھر نہ کر نگار سجن
تری انکھاں کے نشے سوں مدام گلشن میں
نین میں نرگس شہلا کے ہے خمار سجن

صبح پہ وعدہ نہ کر آج مجھ کوں دے دیدار
ترے بچن کا نہیں مجھ کوں اعتبار سجن
اپس کی مکھ کی طرف دیکھ کر نظر فرما
نہ کر زُلف کی اشارت سوں مار مار سجن
تری بہار کے فیضِ ہوا سوں عالم میں
کھلے ہیں گل کی نمن جگ کے گل عذار سجن
ولی نثار ہے تجھ پر تو اس پہ مہر سوں دیکھ
یو بات تجھ کوں کہاں ہوں میں لاکھ بار سجن

191

سب چمن کے گل رخاں کا تو ہے زیب اے گل بدن
گل بدن تجھ سا نہ دیکھا گرچہ دیکھا سب چمن
انجمن میں تجھ وراں[1] دوجا نہیں کوئی زیب ور
زیب ور سو تو نچ ہے مانند شمع انجمن
خوش بچن تیرے فصاحت میں ہیں مستثنائے وقت
وقت گر پاؤں تو تجھ مکھ سوں سنوں میں خوش بچن
برہمن تجھ مکھ کوں دیکھا پاس ہند و زلف کے
زلف کے تاراں جنیؤ[2] کر کے سمجھا برہمن
دھن کے گالاں پر یہ بالاں کوں جو دیکھا مثل گال
گال نے اس خال کوں محبوب سمجھا مال و دھن

---

1 وراکا قدیم املا 2 بروزن فعولن

تجھ ذقن کی لذتاں میں محو پایا سیب کوں
سیب کوں ہے چاہ تب سوں جب سوں دیکھا تجھ ذقن

کئی جتن سوں شعر بولا ہوں ولی سن شوق سوں
شوق سوں جوہر نمن رکھ اس کوں کر کے کئی جتن

192

مجھ کوں ہے دار الامن پیو کا نقش چرن
پیو کا نقش چرن مجھ کوں ہے دار الامن

پیو کا شیریں بچن مجکوں ہے آب حیات
مجکوں ہے آب حیات پیو کا شیریں بچن

اے مہ سیمیں بدن مکھ کوں اپس کے دکھا
مکھ کوں اپس کے دکھا اے مہ سیمیں بدن

مجھ سوں گیا ما و من دیکھ کے تیرے نین
دیکھ کے تیرے نین مجھ سوں گیا ما و من

تجھ سوں لگی ہے لگن اے گل باغ حیا
اے گل باغ حیا تجھ سوں لگی ہے لگن

زلف تری برہمن مکھ ہے ترا آفتاب
مکھ ہے ترا آفتاب زلف تری برہمن

دستۂ گل ہے بجن سن یو سخن اے ولی
سن یو سخن اے ولی دستۂ گل ہے بجن

193

ہوا ہے جب سوں ترا تل سوار آتش حسن
سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

یو خط کوں دود نمن دیکھ کر ہوا معلوم
کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن

ہنوز[1] حسن کی گرمی بجا ہے اے گل رو
خط سیاہ ہے تیرا حصار آتش حسن

وو شمع بزم ادا بر میں کر لباس زری
ہے آفتاب نمن شعلہ زار آتش حسن

---

1. ن۔ تنور

نہیں ہے کسوت زر شعلہ قد کے قد اوپر یہ ہر طرف سوں اُٹھے ہیں شرار آتش حسن
جن کو دیکھ کے دشوار ہے بجا رہنا نگاہ تیز نگاہاں ہے خار آتش حسن
ولی کیا ہوں نظر بسکہ اس پری رو پر
ہوا کباب نمن دل شکار آتش حسن

194

گریۂ عشاق سوں خنداں ہے باغ بزم حسن مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن
کیوں نہ ہووے عاشقاں کوں نشۂ دیوانگی گردش چشم پری سوں ہے ایاغ بزم حسن
عاشقاں اس آتشیں رخسار کے چہرے اُپر پیچ و تاب زلف ہے دودِ چراغ بزم حسن
بے خبر ہیں تجھ گلی سوں اس سبب اے گلبدن بلبلاں کرتی ہیں گلشن میں سراغ بزم حسن
حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا وو شمع رو خوب رویاں سب ہوئے جیوں لالہ داغ بزم حسن
آتش غیرت سوں گل پانی ہوا مغز شمع وو صنم جب سوں ہوا عالی دماغ بزم حسن
صرف کیتا ہے ولی عالم منیں نقاش طبع
عیش کی تصویر میں رنگ فراغ بزم حسن

195

عاشق کے مکھ پہ نین کے پانی کو دیکھ توں اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھ توں
سُن بے قرار دل کی اول آہ شعلہ خیز تب اس حرف میں دل کے معانی کو دیکھ توں
خوبی سوں تجھ حضور و شمع دم زنی میں ہے اس بے حیا کی چرب زبانی کوں دیکھ توں
دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر انجھواں کی میرے آکے روانی کوں دیکھ توں

تجھ شوق کا جو داغ ولیؔ کے جگر میں ہے
بے طاقتی میں اس کی نشانی کو دیکھ توں

196

یک بار مری بات اگر گوش کرے توں
ملنے کو رقیباں کے فراموش کرے تو

ہے بسکہ تیر نین میں کیفیت مستی
یک دید میں کونین کوں بے ہوش کرے توں

اے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں
برجا ہے اگر صحن کوں گل پوش کرے توں

غیرت سوں کرے چاک گریباں دل پرخوں
گر گل کی حمائل کوں ہم آغوش کرے توں

اے جان ولیؔ وعدۂ دیدار کوں اپنے
ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے تو

197

چلنے منیں اے چنچل ہاتی کوں لجاوے تو
بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آوے توں

یک بارگی ہو ظاہر بے تابیِ مشتاقاں
جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپاوے توں

گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
جب اوٹھ[1] میں پردے کے چہرے کو دکھاوے توں

لوئیِ فلک مکھ میں انگشت تحیّر لے
جب پاؤں نزاکت سوں مجلس میں نچاوے توں

---

1. اوٹ کا پرانا املا۔

عشاق کی شادی کی اُس وقت بجے نوبت
مردنگ کی جس ساعت آواز سناوے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا
اب دل سوں بکیں سارے گر بھاؤ بتاوے توں

توبائے[1] ریائی سوں شاید کہ کرے توبہ
اس وقت ولی کوں گر بھر جام پلاوے توں

198

خوبی[2] اعجاز حسن یار اگر انشاء کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں

پونچتی نئیں کعبۂ مقصود کوں کشتیِ چشم
فیض سوں انجھواں کے دریا کوں مگر پیدا کروں

جیوں نسیم اب لگ سبک روحی مجھے حاصل نہیں
کس طرح اس غنچۂ بند قبا کوں وا کروں

کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو عریاں کے حضور
خود بہ خود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

ہندوے زلف پری رو ہے پریشانی فروش
بیچ دیوے مجھ کوں سودے میں اگر سودا کروں

سنگ دل کے دل پہ ہووے نقش جیوں نقش نگیں
آہ کالے کر قلم جب درد کو انشاء کروں

سر کروں جب وصف تیرے جامۂ گلرنگ کے
جامہ زیباں کو برنگ صورت دیبا کروں

رات کوں آوں اگر تیری گلی میں اے حبیب
زیورلب ذکر سُبحان الذی اسریٰ کروں

---

1. توبہ
2. اس غزل پر ایک نسخے میں یہ نوٹ لکھا ہے کہ اور قابلِ توجہ ہے۔

"اس غزل کو طبقات الشعرا مولف منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی 1188ھ میں حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً ولی گجراتی کو مرحمت فرمائی تھی اور اسی پر ولی کے ریختے کی بنیاد ہے۔"
(نسخہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب)

اس نوٹ پر پروفیسر نثار احمد فاروقی کی تحقیقی رائے یہ ہے کہ "یہ غزل گلشن کا عطیہ نہیں ہو سکتی، اس کی زبان ولی کی اپنی زبان ہے۔ صرف مطلع گلشن کا ہو سکتا ہے۔"

آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولؔی
سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

199

بھڑکے ہے دل کی آتش تجھ نیہ کی ہوا سوں
شعلہ نمط جلا دل تجھ حسن شعلہ زا سوں

گل کے چراغ گل ہو یک بار جھڑ پڑیں سب
مجھ آہ کی حکایت بولیں اگر صبا سوں

نکلی ہے جست کر کر ہر سنگ دل سوں آتش
چقماق جب پلک کی جھاڑا ہے توں ادا سوں

سجدہ بدل رکھے سر، سر تا قدم عرق ہو
تجھ با حیا کے پگ پر آ کر حنا حیا سوں

یکھاں درد ہے پرم کا بے ہودہ سر کہے مت
یہ بات سن ولؔی کی جا کر کہو دوا سوں

200

میری طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں

مت خوف کر تو مجھ سوں اے[1] دلدار مہرباں
آزار نئیں ہے گل کوں کبھو عندلیب سوں

---

1. بہ یک حرکت

مت راہ دے رقیب سیہ رو کوں اے صنم
واجب ہے احتراز بلائے مہیب سوں
پوچھو نکو طبیب کوں مجھ درد کا علاج
بیمار کوں برہ کے غرض نئیں طبیب سوں
اُس بے وفا کی طرز سوں شکوہ نہیں ولؔی
ہے جنگ رات دیس مجھے مجھ نصیب سوں

201

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر سوں
تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
نئیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں
ہرچند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں ستی ظاہر
صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں
اشرؔف کا یو مصراع ولؔی مجکوں ہے دل چسپ
الفت ہے دل و جاں کوں مرے سیم نگر سوں

202

باندھا ہے جو دل جگ منیں اس نور نظر سوں
دیکھا ہے وو دریا کوں اپس دیدۂ تر سوں

خوں ریزیٔ عشاق ہے موقوف اسی پر
شمشیر کوں باندھا جو کوئی موے کمر سوں

نپلی و نگہ سوں یو ترا غمزۂ خوں خوار
آیا دل عشاق طرف تیغ و سپر سوں

یک تل نہیں آرام مرے دل کو ترے باج
اے نور نظر دور نہ ہو میری نظر سوں

اُس لب کی حلاوت ہے ولی طبع میں میری
یو شعر مرا جگ منیں میٹھا ہے شکر سوں

203

باندھا ہوں اپس جیو ترے موے کمر سوں
دیکھا ہوں اُسے جب ستی دقت کی نظر سوں

پہنچی ہے مری فکر بلندی سوں فلک پر
تجھ قد کی جو تعریف کیا اس کے اثر سوں

ہے بسکہ ترے رنگ میں صافی و لطافت
لکھتا ہوں ترے وصف کوں میں آب گہر سوں

انکھیاں سوں ہوا پیو جدا جب ستی میری
جاتے ہیں مرے اشک گیا پیو جدھر سوں

تجھ ہجر میں دامان و گریبان و رُمالاں[1]
شاکی ہیں ہر اک رات مرے دیدۂ تر سوں

---

1. رومال کی جمع

ہیں مغز میں پستے کی نمن تل کے سبب یوں
گویا یہ لباں لے کے گئے گوئے شکر سوں

پڑھتے ہیں ولی شعر ترا عرش پہ قدسی
باہر ہے تری فکر رسا حدّ بشر سوں

204

جب سوں دل باندھا ہے ظالم تجھ نگہ کے تیر سوں
تب سوں رم نے رم کیا رمنے کے ہر نخچیر سوں

بے حقیقت گرم جوشی دل میں نئیں کرتی اثر
شمع روشن کیوں کے ہووے شعلۂ تصویر سوں

جگ میں اے خورشید دود چرخ زن ہے ذرہ دار
جن نے دل باندھا ہے تیرے حسن عالم گیر سوں

اے پری تجھ قد کا دیوانہ ہوا ہے جب سوں سرو
پائے بند اس کوں کیے ہیں موج کی زنجیر سوں

خواب میں دیکھا جو تیرے سبزۂ خط کوں صنم
سبز بختوں میں ہوا اس خواب کی تعبیر سوں

جگ میں نئیں اہل ہنر اپنے ہنر سوں بہرہ یاب
کوہ کن کوں فیض کب پہنچا ہے جوئے شیر سوں

اے ولی پی کا دہن ہے غنچۂ گلزار حسن
بوئے گل آتی ہے اس کی شوخیِ تقریر سوں

205

اے نورِ چشم تجھ پر نامہ لکھا پلک سوں ۔ کیتا ہوں مہر اس پر انکھیا کی مردمک سوں

اے رشکِ مہرِ انور ٹک مہر سوں خبر لے ۔ گزری ہے آہ میری تجھ غم میں ئنہ فلک سوں

اہلِ چمن کے دل میں بے قدر ہے صنوبر ۔ باندھے ہیں جب سی جیو تجھ سرو کی لٹک سوں

اُس وقت ہوش عاشق ثابت قدم رہے کیوں ۔ سلطان حسن آوے جب ناز کی کٹک سوں

اے آفتاب طلعت مانند مہ ولیؔ کا

روشن ہوا ہے سینہ تجھ حسن کی جھلک سوں

206

ہوا ہے دنگ بنگالہ تری نرگس کے جادو سوں

معطر ہے سواد ہند تیری زلف کی بو سوں

قسم تیرے تغافل کی کہ نرگس کی قلم لے کر

تری انکھیاں کے جادو کوں لکھا ہوں خون آہو سوں

کیا ہے مصرع برجستۂ قوس قزح موزوں

فلک مضمون رنگیں لے گیا تجھ بیت ابرو سوں

سخن میرا ہوا ہے تب سوں بالا ہر سخن اوپر

لگا ہے دھیان میرا جب ستی اس سرو دل جو سوں

ہوا تجھ حسن پر دو جگ دوانہ گر تعجب ئمیں

اگر مجھ سے دوانے کا بندھا دل تجھ پری رو سوں

مجھے گلشن طرف جانا بجا ہے اے مہِ انور

کہ میں پاتا ہوں تجھ زلفاں کی بو ہر رات شبّو سوں

ولی ہر شعر سوں میرے نزاکت جلوہ پیرا ہے
بجا ہے گر لکھوں اس مو کمر کوں خامۂ مو سوں

207

آتا ہے جب چمن میں توں زریں کلاہ سوں
اُٹھتی ہے فوج حسن تری جلوہ گاہ سوں
بزم ادا و نازکوں وہ شوخ نازنیں
خوش بو کیا ہے عنبر موج نگاہ سوں
بے جا نہیں ہے رخ پہ مرے رنگ اضطراب
باندھا ہوں دل کوں آہوے وحشت پناہ سوں
پروانہ وار عشق میں تیرے جو جیو دیا
اس کا کفن ہے رشتۂ شمع نگاہ سوں
حاجت نہیں چراغ کی تجھ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزم عشق تری شمع آہ سوں

208

کیتا ہوں بند دل کوں اس غیرت پری سوں
جن نے کیا ہے مجنوں عالم کوں دلبری سوں
رکھتا ہے عاشقاں سوں بازار حسن گرمی
ہر چیز کی جہاں میں ہے قدر مشتری سوں
عاشق سوں جا کے پوچھو معشوق کی حقیقت
مخفی نہیں ہے خوبی جوہر کی جوہری سوں
جن نے رقم کیا ہے تعریف تجھ ئین کی
معنی میں کیوں نہ ہووے ہم چشم عبہری سوں
دل دار کی گلی سوں کیوں جا سکوں ولی میں
لیتا[1] لپیٹ دل کوں جب چیرۂ زری سوں

---

1. لیا

209

جا لیا تمام نس مجھ اس طبع آتشی سوں
اب صبح دم ہے دم لے اے شمع سرکشی سوں

دل داشت کر سکے تو یہ دل لجا اپس سنگ
گر دل کُشی پہ دل ہے تو کیا ہے دل کشی سوں

عاشق کے دیکھنے سوں لاتا ہے چیں جبیں پر
اے خوش ادا میں خوش ہوں تیری یہ ناخوشی سوں

اے پستہ لب ترے لب ہیں کان سب نمک کے
کر بہرہ مند مجکوں اس کی نمک چشی سوں

دنیا کے غل و غش سوں فارغ رہوں ولی میں
یک جام گر ملے مجھ صہبائے بے غشی سوں

210

سیہ روئی نہ لیجا حشر میں دنیائے فانی سوں
سہ نامے کوں دھوائے بے خرانجھواں کے پانی سوں

شب غم روز عشرت سوں بدل ہووے اگر دیکھے
تری جانب دو مہر ذرہ پرور مہربانی سوں

نزک جاناں کے گر تحفہ لجاتا ہے تو اے ناداں
لجا گل دستۂ اعمال باغ زندگانی سوں

نہیں ہے سیر یک ساعت اگر ملک جوانی میں
کہو کیا خضر کوں حاصل ہے ملک جاودانی سوں

اپس کے سر پہ مارا کوہ کن نے تیشۂ غیرت
ہوا جب خسرو عالم ولی شیریں زبانی سوں

211

میری طرف سوں جا کہو اُس ماہ عالم تاب کوں
یک رات فرش خواب کر مجھ دیدۂ کم خواب کوں

اپنے دل پُر خوں کوں میں لایا ہوں تیرے پیش کش
خرچ گر درکار ہے اطلس تجھے سنجاب کوں

گر عشق میں آیا ہے تو اے دل، گریباں پارہ کر
لیتے ہیں اس بازار میں بے تابی سیماب کوں

میرے دل گم نام کی کیا قدر بوجھے بے خبر
ہے دلبراں کن اعتبار اس گوہر نایاب کوں

مجھ دل کوں سرگرداں کیا ساغر نمن اس شوخ نے
جس کی زلف کے پیچ نے چکر دیا گرداب کوں

صافی دلاں کن بیٹھنا ہے کسب عزت کا سبب
دریا کا ہو کر ہم نشیں پہنچا ہے موتی آب کوں

تجھ یاد میں انجھواں ستی لبریز ہیں چشم ولیؔ
یک بار دیکھ اے سبز خط اس چشمۂ سیراب کوں

212

تشنگی اپنی نہیں کہتا کسی بے آب کوں
جیوں گہر رکھتا ہے دائم جو گرہ میں آب کوں

اضطراب دل گیا ہے اس کے مکھ کوں دیکھ کر
بے قراری سوں نکالے آرسی سیماب کوں

اشک ریزاں مثل انجم صبح محشر لگ رہا
جن نے دیکھا یک نظر اس ماہ عالم تاب کوں
تجھ بھواں کے خم کوں دیکھا جب ستی اے قبلہ رو
رات دن رکھتا ہے زاہد مکھ اُگے محراب کوں
اے ولی پی کی محبت سوں زمیں کے فرش پر
آنکھ بھر دیکھا نہیں کُئی غیر مخمل خواب کوں

213

خدایا ملا صاحب درد کوں ۔ کہ میرا کہے درد نے درد کوں
کرے غم سوں صد برگ صد پارہ دل ۔ دکھاؤں اگر چہرۂ زرد کوں
ہٹا بوالہوس تجھ بھواں دیکھ کر ۔ کہاں تاب شمشیر نامرد کوں
اگر جل میں جل کر کنول خاک ہو ۔ نہ پہنچے ترے پانوں کی گرد کوں
لکھا تجھ دہن کی صفت میں ولی
ہر ایک فرد میں جوہر فرد کوں

214

دیکھا ہے جن نے اے صنم تجھ طرۂ طرار کوں
رکھتا ہے سینہ بر منیں جیوں شمع سوز نار کوں
جیوں زخم اُس کی چشم سوں جاری ہے خوں ہر دم منیں
دیکھا ہے جو کُئی یک نگہ تجھ ناز کی تلوار کوں
تیری پرت کے پنتھ میں اے دراوے درماندگاں
بخشے ہیں عاصا آہ کا تجھ چشم کے بیمار کوں

اے سرگروہ سرکشاں لایا ہے نساج[1] فلک
خط شعاعی سوں بُنا تجھ چیرۂ زر تار کوں

ہر استخواں سینے کا ہے مانند نَے فریاد میں
رکھتا ہوں دائم بر منیں تجھ غم کے موسیقار کوں

دیکھا ہے جب سوں آنکھ بھر تجھ مکھ کوں اے رشک چمن
چھوڑاں ہیں تب سوں بلبلاں عشق گلِ گل زار کوں

جیوں معنیِ رنگیں وَلی ہو مہرباں مجھ حال پر
وو صاحب معنی سُنے میرے اگر اشعار کوں

215

دیتا نہیں ہے بار رقیب شریر کوں — شاید کہ بوجھتا ہے ہمارے ضمیر کوں
اس نازنیں کی طبع گر آوے خیال میں — بوجھوں صدائے صور قلم کی صریر کوں
برجا ہے اس کوں عشق کے گوشے منیں قرار — جو پیچ و تاب دل سوں بچھاوے حصیر کوں
اس کے قدم کی خاک میں ہے حشر کی نجات — عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کوں

مجھ کوں وَلی کی طبع کی صافی کی ہے قسم
دیکھا نہیں ہوں جگ میں سجن تجھ نظیر کوں

216

میں دل کو دیا بند کر اس سحر بچن کوں — عشاق جسے دیکھ بسارے ہیں وطن کوں
عنقا ہے سخن اس کا سخن فہم کے نزدیک — رکھتا ہے جو کوئی یاد میں اس غنچہ دہن کوں

1۔ جولاہا

واللہ کہ صادق ہے وہ عشاق کی صف میں   جو صبح نمن سرسوں لپیٹا ہے کفن کوں
اس شوخ نے دکھلا کے اپس رنگ کی خوبی   لوہو میں کیا غرق جو اناںِ چمن کوں

ثابت رہے کیوں رنگ ولی اس کا جہاں میں
دیکھا ہے جو دلدار کی زلفاں کی شکن کوں

217

نمیں معلوم ہوتا، داغ دینے کس بچارے کوں
چلا ہے آج یو لالہ ہزارے کے نظارے کوں

لیا ہے گھیر تجھ زلفاں نے تیرے کان کا موتی
مگر یہ ہند کا لشکر لگا ہے آ ستارے کوں[1]

ہر اک احوال میں دلبر نظر میں خوب آتا ہے
لباس خوب کی حاجت نہیں حق کے سنوارے کوں

یہی ہے آرزو دل میں کہ صاحب درد کُئی جا کر
ہمارے درد کی باتاں کہے اس پی پیارے کوں

کمر سوں نیں جدا ہوتی نظر اس شوخ چنچل کی
ولی آخر کیا ہے صید چیتے نے چکارے کوں

218

دیکھوں گا شتابی ستی اس رشک پری کوں
گر کچھ بھی اثر ہے مری آہ سحری کوں

1۔ ستارہ ایک قلعہ جو 1111ھ میں اورنگ زیب نے فتح کیا تھا۔ (پروفیسر نثار احمد فاروقی)

اے شوخ ترے ملنے کوں انکھیاں کے اُپر رکھ
لایا ہوں تری نذر عقیق جگری کوں

انجن کوں لگا سحر کے غائب ہووے ساحر
دیکھے جو تری نین کی جادو نظری کوں

اے حیلۂ گر رندی تری حیلہ گری دیکھ
سب حیلہ گراں ترک کیے حیلہ گری کوں

یک بارگی ہوتا ہے ولی زر کے نمن زرد
جب باندھ کے آتا ہے تو دستار زری کوں

219

دیکھے گا ہر اک آن تری جلوہ گری کوں
پایا ہے تری مہر سوں جو دیدہ وری کوں

بخشا ہے تری نین نے کیفیت مستی
تجھ مکھ نے خبردار کیا بے خبری کوں

جاری ہوا تجھ غم ستی مجھ اشک کا مطلب
ہم دانہ وہم آب ملا اس سفری کوں

مجھ عاشق دیوانہ کوں گر حکم ہو تیرا
تجھ حور اگے فرش کروں آج پری کوں

ہر گل کا سِنہ چاک ہو سن دردکوں میرے
گلشن کی طرف بھیجوں گر آہ سحری کوں

کھا پیچ ڈُبے شرم سوں مغرب منیں سورج
گر دیکھے ترے سیس پہ دستار زری کوں

کرتا ہے ولی سحر سدا شعر کے فن میں
تجھ نین سوں سیکھا ہے مگر جادوگری کوں

220

ہرگز تو نہ لے ساتھ رقیب دغلی کوں
مت راہ دے خلوت منیں ایسے خللی کوں

تیرے لب یاقوت اُپر خطِ خفی دیکھ
خطّاط جہاں نسخ کیے خطِ جلی کوں

اے زہرہ جبیں کشن ترے مکھ کی کلی دیکھ گاتا ہے ہر اک صبح میں اُٹھ رام کلی کوں
یاقوت کوں ہے قوت ترے خط کی محبت ہے دل میں غبار اس کے سبب میر علی کوں
اے ماہِ جبیں مہر لقا تیری جبیں پر کرتا ہوں ہر اک دم منیں دم نادِ علی کوں
میں دل کوں ترے ہاتھ دیا روزِ ازل سوں مت دل سوں بسار اپنے محبِّ ازلی کوں

نیں منصب و جاگیر نہیں روز وظیفہ
ہر روز ترا نام وظیفہ ہے ولی کوں

221

ہوا ہے رشک چنپے کی کلی کوں نظر کر تجھ قبائے صندلی کوں
کرے فردوس استقبال اس کا تصوّر جو کیا تیری گلی کوں
دلِ بے تاب نے تجھ غم کی خاطر کیا ہے فرش خواب مخملی کوں
ہماری آہ آتش رنگ سن کر ہوئی ہے بے قراری بجلی کوں
ترے غم میں دل سوراخ سوراخ کیا پیدا صدائے بانسلی کوں
دلِ پُرخوں نے میرے باغ میں جا دیا تعلیم خوں خواری کلی کوں
کیا ہوں آب خجلت سوں سراپا ہر اک مصرع سوں مصری کی ڈلی کوں
پڑے سن کر اُچھل جیوں مصرعِ برق اگر مصرع لکھوں ناصر علی[1] کوں

ترے اشعار ایسے نیں فراقی
کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

222

جو کوئی سمجھا نہیں اُس مکھ پہ آنچل کے معانی کوں
وو کیوں بوجھے کہو اس شوخ چنچل کے معانی کوں

---

1. ناصر علی سرہندی

کریں کے بحث اس انکھیاں کے جادو کے سحر سازاں
نہ پہنچے کوئی باریکی میں کاجل کے معانی کوں

وو یوسف کوں کہے ثانی سو اس بے مثل کا کیوں کر
وو ہیں کر جو کہ سمجھا چشم احول کے معانی کوں

نہ نکلے بحر حیرت سوں جو ہو اس مکھ کا ہم زانو
یہ بوجھے وو جو پہنچا ہے تجنجل[1] کے معانی کوں

صفائی دیکھ اُس کے مکھ کی ہے بے ہوش سرتا پا
یہی تحقیق سمجھو خواب مخمل کے معانی کوں

بیاں زلف بدیعی کا ہے سعد الدین کا مطلب
اَجھوں لگ تم نہیں سمجھے مطوّل کے معانی کوں

ولؔی اس ماہ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
وو ہرگز نئیں بُجھا عالم میں اکمل کے معانی کوں

223

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں
شہید شاہد گل گوں قبا ہوں

ہر اک مہ رو کے ملنے کا نئیں ذوق
سخن کے آشنا کا آشنا ہوں

کیا ہوں ترک نرگس کا تماشا
طلب گار نگاہ باحیا ہوں

نہ کر شمشاد کی تعریف مجھ پاس
کہ میں اس سرو قد کا مبتلا ہوں

کیا میں عرض اس خورشید روسوں
تو شاہ حسن میں تیرا گدا ہوں

---

1. آئینہ

قدم پر اس کے رکھتا ہوں سدا سر
ولی ہم مشرب رنگ حنا ہوں

224

میں سورۂ اخلاص ترے رو سوں لکھا ہوں
بسم اللہ دیوان تجھ ابرو سوں لکھا ہوں
تجھ چشم کی تعریف کوں آہو کے نین پر
اکثر قلمِ نرگسِ جادو سوں لکھا ہوں
اے موئے میاں وصف ترے موئے میاں کے
چیتے کی کمر پر قلمِ مو سوں لکھا ہوں
تجھ طرّۂ طرّار کی تعریف کوں اے شوخ
سنبل کے چمن میں گل شبّو سوں لکھا ہوں
اس مردمک چشم طرف حال ولی کا
پلکاں کی قلم کر اَپس انجھو سوں لکھا ہوں

225

تصویر تری جان مصفا پہ لکھا ہوں
یہ نقش پری پردۂ مینا پہ لکھا ہوں
مجھ عاشق یک رنگ سوں دو رنگ ہوا توں
تیری یہ دو رنگی گل رعنا پہ لکھا ہوں
تجھ سنبل پر پیچ کی خوبی میں کتک سطر
موجاں کی نمن صفحۂ دریا پہ لکھا ہوں
یک تل نہیں آرام ترے تل کے سبب مجھ
یو صورت تل دل کے سویدا پہ لکھا ہوں
فرہاد لکھا صورت معشوق حجر پر
میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں

ہرگز نہ کیا نرم صنم دل کوں اپس کے
یہ سنگ دلی تختۂ خارا پہ لکھا ہوں

اے مردمک چشم تجھ انکھیاں کی یہ لالی
نرگس کے قلم سوں گل لالہ پہ لکھا ہوں

اعجاز ترے اس خط روشن کا سری جن
جیوں خط شعاعی ید بیضا پہ لکھا ہوں

پیتم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج
یہ نقش قدم صفحۂ سیما پہ لکھا ہوں

تجھ عشق میں دیکھا ہے یہ دل وسعت منزل
یہ حالت دل دامن صحرا پہ لکھا ہوں

اے آہ بلندی تجھے اُس قد کے سبب ہے
تنخواہ تری عالم بالا پہ لکھا ہوں

تجھ نرگس مخمور کی کیفیت مستی
اکثر خط ساغر ستی صہبا پہ لکھا ہوں

اس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

226

میں عاشقی میں تب سوں افسانہ ہو رہا ہوں
تیری نگہ کا جب سوں دیوانہ ہو رہا ہوں

اے آشنا کرم سوں یک بار آ درس دے
تجھ باج سب جہاں سوں بیگانہ ہو رہا ہوں

باتاں لگن کی مت پوچھ اے شمع بزم خوبی
مدت سے تجھ جھلک کا پروانہ ہو رہا ہوں

شاید وو گنج خوبی آوے کسی طرف سوں
اس واسطے سراپا ویرانہ ہو رہا ہوں

سودائے زلف خوباں رکھتا ہوں دل میں دائم
زنجیر عاشقی کا دیوانہ ہو رہا ہوں

برجا ہے گر سنوں نہیں ناصح تری نصیحت
میں جام عشق پی کر مستانہ ہو رہا ہوں

کس سوں ولی اپس کا احوال جا کہوں میں
سر تا قدم میں غم سوں غم خانہ ہو رہا ہوں

227

باطن کی گر مدد ہو اسے یار کر رکھوں
اپنے سخن کا اس کوں خریدار کر رکھوں

اس کی ادا و نازکی خوبی کوں کر بیاں
ہر خوب رو کوں صورت دیوار کر رکھوں

لائق ہے گر وو شوخ کہے اپنے فخر میں
آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

برجا ہے گر چمن میں کہے وو نگاہ کر
نرگس کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں

تسبیح تیری زلف کوں کہتی ہے اے صنم
یک تار دے کہ رشتۂ زنار کر رکھوں

تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
سینے کوں داغِ عشق سوں گلزار کر رکھوں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
اُس گل بدن کوں اپنے گلے ہار کر رکھوں

228

صدق ہے آب و رنگِ گلشنِ دیں
پاک بازی ہے شمع راہ یقیں

خوشہ چینِ جمال جاناں ہیں
خرمن ماہ و خوشۂ پرویں

ہے ترے لب سوں اے شکر گفتار
بات کہنا نبات سوں شیریں

قد سوں تیرے عیاں ہے اے جاناں
صورت ناز و معنی تمکیں

بسکہ رویا ہوں یاد کر کے تجھے
چشم میری ہے دامن گل چیں

زلف تیری ہے اے وفا دشمن
دشمنِ دین و دشمنِ آئیں

اے ولی تب نہاں ہو لیلِ فراق
جب عیاں ہو وو آفتاب جبیں

229

آوے اگر وو شوخ ستم گر عتاب میں جرأت جواب کی نہ رہے آفتاب میں
یک جام میں وو جگ کو کرے مست و بے خبر تیری نین کا عکس پڑے گر شراب میں
رخسار دل ربا کا صفا کیا بیاں کروں مخمل نے اس صفا کوں نہ دیکھا ہے خواب میں
تجھ حسن شعلہ زار کی تعریف رشک سوں سننے کی تاب آج نہیں آفتاب میں
طاقت نہیں کہ تیری ادا کا بیاں لکھے ہے گرچہ بے نظیر عطارد حساب میں
تجھ زلف حلقہ دار سوں مانند عاشقاں گرداب و موج مل کے پڑے پیچ و تاب میں
تجھ حسن آبدار کی تعریف کیا کہوں موتی ہوا ہے غرق تجھے دیکھ آب میں
تیری نگاہ مست، کہ ہے جام بے خودی رکھتی ہے کیفیت کہ نہیں وو شراب میں
تیری بھواں کے رتبۂ عالی کوں کر نظر برجا ہے گر ہلال چلے تجھ رکاب میں
رکھتے ہیں اس سوں گلبدناں رغبتِ تمام شاید کہ تجھ عرق کا اثر ہے گلاب میں
اے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے بیٹھا ہے آفتاب نکل ماہتاب میں
ملنا بجا نہیں ہے مخالف سوں ایک آن اس تان کو بجاوے ربابی رباب میں
میرے دل برشتہ میں محشر کا شور ہے ہے تجھ نمک کا شاید اثر اس کباب میں
آوے وو نو بہار اگر بر سر سخن طوطی کوں لاجواب کرے یک جواب میں

ہرگز نہیں ہے خشت سوں فرق اس کوں اے ولی
خوش طلعتاں کی بات نہیں جس کتاب میں

230

ہے بس کہ آب و رنگ حیا کھیم داس میں — آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں

ہے اُس کے مکھ سوں جلوہ نما موج آب و تاب — موتی کے مثل گرچہ ہے سادہ لباس میں

بیراگیوں کے پنتھ میں آکر وو مہ جبیں ق بیراگ کوں اُٹھا کے چڑھایا اَکاس میں

لگتا ہے اُس گروہ میں وو سرو نازنیں — گویا گُلِ گلاب کیا جلوہ گھاس میں

اس کی بھواں کوں بوجھ کے شمشیر آبدار — اہل ہوس کی عقل ہے دائم ہراس میں

آوے فلک سوں زہرہ اُتر کر وو مہ جبیں — یک تان گاوے رام کلی یا بھباس میں

جاتا ہوں باغ یاد میں اس چشم کے ولؔی
شاید کہ بوے اُس کی ہو نرگس کی باس میں

231

دیکھا ہے جن بتوؔد کوں اکرؔم کے باغ میں
پہنچی ہے بوے عشق کی اس کے دماغ میں

کھویا ہے تجھ نگاہ نے عالم کے ہوش کوں
گردش عجب ہے تیری انکھیاں کے ایاغ میں

تجھ لب کا آب و رنگ جو کچھ خط سوں ہے عیاں
ہرگز وو آب و رنگ نہیں شب چراغ میں

تجھ شوق کی اگن سوں سِنہ جل گیا تمام
فی الجملہ اس کا رنگ ہے لالے کے داغ میں

تجھ وصل کے خیال سوں غافل نئیں ولؔی
رہتا ہے رات دیس اسی کے سراغ میں

232

رکھتا ہوں شمع آہ سجن کے فراق میں
حاجت نہیں چراغ کی میرے رواق میں

آب حیات وصل سوں سینے کو سرد کر
جلتا ہوں رات دیس پیا تجھ فراق میں

سن کر خبر صبا سوں گریباں کوں چاک کر
نکلے ہیں گُل چمن سوں ترے اشتیاق میں

اے دل عقیق لب کے یہ آئے ہیں مشتری
موتی نہ بوجھ زہرہ جبیں کے بُلاق میں

تیرے سخن کے نغمۂ رنگیں کوں سن ولؔی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقؔی عراق میں

233

جب تک نہ دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں
تیری بھواں کوں دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

مشرق سوں مغرب لگ سدا پھرتا ہے ہر ہر گھر ولے
اب لگ سُرج دیکھا نہیں ثانی ترا آفاق میں

دل مستِ جام بے خودی اُس انجمن میں کیوں نہ ہو
جیوں موج مے ہے ہر ادا ساقیِ سیمیں ساق میں

تیرے دہن کوں دیکھ کر اے نو بہار عاشقاں
جیوں غنچۂ گُل ہر سحر جاتا ہوں استغراق میں

اے صبح تجھ کوں نئیں خبر اس مطلع انوار کی
ہر چند عالم گیر ہے تو حکمت اشراق میں

آیا ہے جب سوں دید میں وو نورِ چشم عاشقاں
جیوں نور بستا ہے سدا مجھ دیدۂ مشتاق میں

تیری تواضع دیکھ کر بر جا ہے اے جانِ ولیؔ
گر بوعلی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق میں

234

تجھ عشق کی اگن سوں سجن جل گیا ہوں میں
تیری گلی کی خاک میں جا رل گیا ہوں میں
تجھ سوز میں جلا ہے جو دل شمع کی نمن
پروانہ ہو کے اس کے اُپر بَل گیا ہوں میں
اے آفتاب دیکھ ترے مکھ کی روشنی
بے تاب ہو کے مہ کے نمن گل گیا ہوں میں
یہ پھر کے دیکھنا ترا مجھ دل پہ گھات ہے
تیری نگہ کے رمز کوں انکل گیا ہوں میں
تجھ دل کا دیکھ سوز اُدھک اے ولیؔ مدام
بولا پتنگ ہاتھ کوں یاں مل گیا ہوں میں

235

ہوا تو خسرو عالم سجن! شیریں مقالی میں
عیاں ہیں بدر کے معنی تری صاحب کمالی میں
جو کیفیت سیہ مستی کی تجھ انکھیاں میں ہے ظالم
نہیں وو رنگ وو مستی شراب پرتگالی میں
تری زلفاں کے حلقے میں اَہے یوں نقش رخ روشن
کہ جیسے ہند کے بھیتر لگیں دیوے دِوالی میں

اگرچہ ہر سخن تیرا ہے آب خضر سوں شیریں
ولے لذت نرالی ہے پیا تجھ لب کی گالی میں
کہو اس نور چشم و پستہ لب کوں آشنائی سوں
کہ جیوں بادام کے دو مغز ہوویں یک نہالی میں
نظر میں نئیں ہے مردوں کی صلابت اہل زینت کی
نئیں دیکھا کوئی رنگ شجاعت شیر قالی میں
ولؔی کے ہر سخن کا دو ہوا ہے مو بہ مو خواہاں
جو کئی پایا ہے لذت تجھ بھواں کے شعر حالی میں

236

چھپا ہوں میں صدا اے بانسلی میں
کہ تا جاؤں پری رو کی گلی میں
نہ تھی طاقت مجھے آنے کی لیکن
بزور آہ پہنچا تجھ گلی میں
عیاں ہے رنگ کی شوخی سوں اے شوخ
بدن تیرا قبائے صندلی میں
جو ہے تیرے دہن میں رنگ و خوبی
کہاں یہ رنگ، یہ خوبی کلی میں
کیا جیوں لفظ میں معنی، سری جن
مقام اپنا دل و جان ولؔی میں

237

دل نے تسخیر کیا شوخ کوں حیرانی میں
آرسی شہرۂ عالم ہے پری خوانی میں
خط کے آنے نے خبردار کیا گل روکوں
نشۂ ہوش ہے اِس بادۂ ریحانی میں
جوہر آئینہ تجھ خط کی سُنا جب سوں خبر
موجِ گوہر کی نمن غرق ہوا پانی میں

خط کا آخر کوں ہوا رخ پہ پری رو کے گزر مور کوں راہ ملی ملک سلیمانی میں

دل بے تاب کہ اک آن نہیں اس کوں قرار زلف دلدار سوں ہمسر ہے پریشانی میں

گل رخاں بات اُپس دل کی مجھے کہتے ہیں بسکہ ہوں شہرۂ آفاق سخن دانی میں

مجر ولی بات اپس دل کی کسی پاس نہ کہہ
راہ ہر دل کو نہیں مطلب پنہانی میں

238

سحر پرداز ہیں پیا کے نین ہوش دشمن ہیں خوش ادا کے نین

اے دل اس کے آگے سنبھل کے جا تیغ بر کف ہیں میرزا کے نین

دل ہوا آج مجھ سوں بے گانہ دیکھ اس رمز آشنا کے نین

جگ میں اپنا نظیر رکھتے نہیں دلبری میں وو دل ربا کے نین

نرگستاں کوں دیکھنے مت جا دیکھ اس نرگسی قبا کے نین

وو ہے گل زار آبرو کا گل حق نے جس کو دیئے حیا کے نین

اے ولی کس اُگے کروں فریاد
ظلم کرتے ہیں بے وفا کے نین

239

فرش گر عاشق کریں تجھ راہ میں اپنے نین
تو نزاکت سوں رکھے نا اُس اُپر اپنے چرن

تجھ لباں کے لعل کی خوبی کا کیا بولوں بیاں
چشم عاشق جس سوں ہیں کان بدخشاں و یمن

خط کے تئیں رحل زمرد مکھ کوں تیرے اہل فضل
مصحف گل بول کر کرسی پہ بٹھلایا سخن

شمع لے انگشت حیرت منہ میں سرتا پا جلی
جب اپس کے مکھ سوں تو روشن کیا ہے انجمن

پھول کی پکھری پہ جیوں مارا ہے چنگل رنگ نے
دل نے تیوں پکڑا ہے تیرا دامن[1] اے گل پیرہن

منھ پہ شیریں، دل میں سنگیں، حال معشوقاں کا دیکھ
کیوں نہ مارے غم سوں تیشہ سر پر اپنے کوہ کن

اے ولی اس کی گلی دل یاد کرتا ہے مدام
کیوں کرے نیں یاد، ہے ایمان الحب الوطن

240

باندھا ہے جب سوں شوخ نے خنجر کمر منیں
سب گل رخاں کے جیو پڑے ہیں خطر منیں

جو آب و رنگ تیرے سخن میں ہے اے سجن
ہرگز وو آب و رنگ نہیں ہے گہر منیں

ہر وقت طبع راغب شربت ہے اے صنم
شاید ترے لباں کا اثر ہے شکر منیں

جمعیت آسماں سوں، توقع بجا نہیں
ہیں آفتاب و ماہ ہمیشہ سفر منیں

---

1. بہ قدر یک حرکت

قوسِ قزح کا مصرعِ ثانی ہو اے ولؔی
تعریف اُس بھواں کی لکھوں جس سطر منیں

241

خوش قداں دل کوں بند کرتے ہیں ق نام اپنا بلند کرتے ہیں
اپنے شیریں سخن کوں دے کے رواج سرد بازار قند کرتے ہیں
جس کوں بے تاب دیکھتے ہیں اُسے اپنے اوپر سپند کرتے ہیں
بند کرنے کوں عاشقاں کے سدا زلف اپنی کمند کرتے ہیں
اے ولؔی جو کہ ہیں بلند خیال
شعر میرا پسند کرتے ہیں

242

خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
دیکھ خوباں کوں وقت ملنے کے کس ادا سوں سلام کرتے ہیں
کیا وفادار ہیں کہ ملنے میں دل سوں سب رام رام کرتے ہیں
کم نگاہی سوں دیکھتے ہیں و لے کام اپنا تمام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں صبح عاشق کوں شام کرتے ہیں
صاحب لفظ اس کوں کہہ سکیے جس سوں خوباں کلام کرتے ہیں
دل لجاتے ہیں اے ولؔی میرا
سرو قد جب خرام کرتے ہیں

243

گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں نقد ہستی جو ہار ڈالے ہیں
کیوں نہ ہو راہ عشق نشتر زار تیری پلکاں نے خار ڈالے ہیں
دیکھ اُس کے نین کے خنجر کوں چشم آہوں کوں وار ڈالے ہیں
کیوں کے نکلے برہ کے کوچے سوں زلف تیری نے مار ڈالے ہیں
اے ولی شہر حسن کے اطراف
خط سوں اس کے حصار ڈالے ہیں

244

جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نئیں وو اپس کی خودی بسر تا نئیں
کیوں کے ہو میری حُسن سوں تیرے دھوپ کھانے سوں پیٹ بھرتا نئیں
پی کے لب سوں پیا جو آب حیات دور آخر تلک وو مرتا نئیں
غیر تیرے خیال کے اے شوخ دل میں میرے دوجا اُترتا نئیں
اے ولی اس کے نقش عالی کوں
غیر مانی دوجا چتر تا نئیں

245

جو پی کے نام پاک پہ جی سوں فدا نئیں راضی کسی طرح ستی اس پر خدا نئیں
اے نور جان و دیدہ ترے انتظار میں مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نئیں
عشاق مستحق ترحم ہیں اے عزیز اُن کے غریب حال پہ سختی روا نئیں
ترشی اپس جبیں سوں نکال اے شکر بچن عشاق پر غضب ہے یہ ناز و ادا نئیں

اے نور بہار حسن و گل باغ جان و دل افسوس ہے کہ تجھ منیں رنگ وفا نئیں
ترک لباس بس کہ کیا ہوں جہاں منیں تیری گلی کی خاک دِرا مجھ قبا نئیں
ڈالے اُکھاڑ کوہ کوں جیوں کاہ اے ولؔی
عاشق کی آہ سرد کہ جس میں صدا نئیں

246

مجھے گلشن طرف جانا روا نئیں اگر گلشن میں وو رنگیں ادا نئیں
بغیر از نقد جانِ پاک بازاں متاع حسن کا دوجا بہا نئیں
کیا ہے عاشقاں کے خوں سوں رنگیں کفِ خوں ریز پر رنگِ حنا نئیں
سنا ہوں تجھ نگاہ باحیا سوں کہ ہرگز چشمِ نرگس میں حیا نئیں
تری زلفاں کے سنبل کا محرک ہوائے عشق بازاں ہے صبا نئیں
ترا قد دیکھ کر کہتی ہے قمری کہ ہرگز سرو میں ایسی ادا نئیں
ترا مکھ دیکھنا ہے واجب العین ادائے فرض میں خوف و ریا نئیں
عجب ہے اے دُرِ دریائے خوبی کہ دل تیرا مروت آشنا نئیں
ولؔی گل رو کی دانش پر نظر کر
بہارِ حسن کوں چنداں بقا نئیں

247

مرا غم دفع کرنے کا وو عالی جاہ قاصد نئیں
تو آوے کیوں مرے نزدیک کچھ گمراہ قاصد نئیں
ہوا ہے مجھ کوں یو معلوم اس بے دست گاہی میں
کہ مجھ احوال پہنچانے کوں غیر از آہ قاصد نئیں

دوجے کو مطلع کرنا نہیں غیرت روا رکھتی
ہمن سے بے سروماں نزک اس راہ قاصد نئیں

جو میرے جان و دل کا حال ہے تجھ ہجر میں ساجن
تجھے وو حال پہنچانے کروں کیا آہ قاصد نئیں

بجز وجدانِ دلبر کُئی نہ پاوے حال عاشق کا
تو میرے راز کے نامے ستی آگاہ قاصد نئیں

نہ پاوے شاہد معنی اپس کوں جو کیا خالی
خبر یوسف کی پہنچانے کوں غیر از چاہ قاصد نئیں

ولی کیوں کر لکھوں اس بے خبر کوں درد دل اپنا
لیجانے درد کے نامے کوں کُئی دل خواہ قاصد نئیں

248

سجن کے باج عالم میں دگر نئیں — ہمن میں ہے ولے ہم کو خبر نئیں

عجب ہمت ہے اس کی جس کوں جگ میں — بغیر از یار دوجے پر نظر نئیں

نہ پاوے صندلِ راز الٰہی — جسے گرمی سوں دل کی درد سر نئیں

ہوا نئیں جب تلک خالی اپس سوں — گرفتاراں میں ہرگز معتبر نئیں

نہ دیویں راہ تجکو ملک دل میں — وفا کا جب تلک تجھ میں اثر نئیں

اپس کے مدعا کے آشیاں کوں — نہ پہنچے جب تلک ہمت کے پر نئیں

نہ پوچھو درد کی بے درد سوں بات — کہے کیا بے خبر جس کوں خبر نئیں

ہوا ہوں جیوں کماں خم زورِ غم سوں — سینے میں تیر ہے آہ جگر نئیں

ولیؔ اس کی حقیقت کیوں کے بوجھوں
کہ جس کا بوجھنا حدِ بشر نئیں

249

دیکھا ہے جن نے باغ میں اس سرو قد کے تئیں
طوبیٰ کی خوش قدی پہ سٹا دست رو کے تئیں
دل جا پڑا ہے جاہ زنخداں میں یک بیک
اے زلف یار پہنچ تو میری مدد کے تئیں
اے سرو تیرے قد سوں ہے نت عید عاشقاں
قرباں کیا ہوں تجھ پہ میں عمرِ ابد کے تئیں
ہیں دنگ آسماں پہ ملک جب کیا شکار
آہو نے تجھ نین کے فلک کے اسد کے تئیں
یاجوج ہو رقیب جب آیا سجن کے پاس
پیدا کیا حجاب سکندر کی سد کے تئیں
درکار نئیں ہے صافیِ دل کوں لباس زر
جیوں آرسی پسند کیا ہوں نمد کے تئیں
پی کے مشابہت کا دِسا نئیں مجھے ولیؔ
دیکھا ہوں آفتاب نمط چار حد کے تئیں

250

اے سامری تو دیکھ مری ساحری کے تئیں
شیشے میں دل کے بند کیا ہوں پری کے تئیں

اس زلف کے طلسم کوں دیکھا ہوں جب ستی
پایا ہوں تب سوں رشتۂ جادوگری کے تئیں
اُس گُن بھری پنچل نے لیا مکھ پہ جب اَنچل
قرباں کیا اپس پہ شہ خاوری کے تئیں
خورشید لے کے مکھ پر شفق شرم سوں چھپا
نکلا ہے جب وو پہن لباس زری کے تئیں
پیدا ہوا ہے جگ میں ولؔی صاحب سخن
میری طرف سوں جا کے کہو انوریؔ کے تئیں

251

تجھ حسن نے دیا ہے بہار آرسی کے تئیں
بخشا ہے خال و خط نے نگار آرسی کے تئیں
روشن ہے بات یہ کہ اَول سادہ لوح تھی
بخشے ہیں اس کے منھ سوں سنگھار آرسی کے تئیں
خوبی منیں اَوَل سوں ہوئی ہے دو چند تر
جب سوں کیا صنم نے دو چار آرسی کے تئیں
حیرت کی انجمن میں وو حیرت فزا نے جا
ایک دید میں کیا ہے شکار آرسی کے تئیں
کس خط کے پیچ و تاب کوں دل میں رکھے کہ آج
جیوں آبجو نہیں ہے قرار آرسی کے تئیں

حیرت سوں آنکھ اپس کی نہ مونڈے حشر تلک
یک پل ہو اس نزک جو گزار آرسی کے تیئں
گر اس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھ
بیگی اپس کے دل کی سنوار آرسی کے تیئں[1]

ردیف 'وٗ'

252

ہر رات اپس کے لطف و کرم سوں ملا کرو ہر دن کوں عید بوجھ گلے سوں لگا کرو
وعدہ کیے تھے رات کہ آؤں گا صبح میں اے مہربان وعدے کوں اپنے وفا کرو
حق تجھ سوں ہم کلام رکھے مجکوں رات دن اس بات سوں مدام رقیباں جلا کرو
کب لگ رکھو گے طرزِ تغافل کوں دل منیں ٹک کان دھر کے حال کسی کا سنا کرو
جب لگ ہے آسمان و زمیں جگ میں برقرار جیوں پھول اس جہاں کے چمن میں ہنسا کرو
آیا ہوں احتیاج[2] لے تم پاس اے صنم اپنے لباں کے خضر سوں حاجت روا کرو
یک بات ہے ولی کی سنو کان دھر سجن
میری انکھاں کے باغ میں دائم رہا کرو

253

چاہو کہ ہوش سر سوں اپس کے بدر کرو یک بار اُس پری کی گلی میں گزر کرو
ہے قصۂ دراز کے سننے کی آرزو اُس زُلف تابدار کی تعریف سر کرو

---

1 'کے تیئں' کا املا بہت سے نسخوں میں 'کیتیں' ہے اور اُسی طرح بولتے تھے (ہاشمی)
2 بہ یک حرکت

بوجھو ہلال چرخ کوں ابروے پیر زال — اس کی بھواں کے خم پہ اگر ٹک نظر کرو

اس گل کے گرد وصال کی ہے دل میں آرزو — شبنم نمن تمام انکھیاں اپنی تر کرو

اے دوستاں بہ تنگ ہوا ہوں میں ہوش سوں — پیتم کا نانوں لے کے مجھے بے خبر کرو

پہنچا ہے جس کے ہجر کی سختی سوں حال نزع — اُس بے خبر کوں حال سوں میرے خبر کرو

ہر شعر سوں ولؔی کے عزیزاں بیاض میں
مسطر کے خط کوں رشتۂ سلک گہر کرو

254

وحشیِ ملک عدم کوں تمھیں تسخیر کرو — خون عنقا کے اگر رنگ سوں تصویر کرو

دل دیوانۂ عاشق کوں دوجے قید نہیں — زلف کی موج سوں اس پگ منیں زنجیر کرو

گرد خجلت کوں ندامت کے انجھو ساتھ ملاؤ — موردِ رحمت حق اس ستی تعمیر کرو

صفحۂ نین پہ پتلی کی سیاہی لے کر — نقطۂ خال کی تعریف کوں تحریر کرو

عشق کہتا ہے ولؔی آ کے بآواز بلند
اے جواناں تمھیں سب درد کوں مل پیر کرو

255

چاہو کہ پی کے پگ تلے اپنا وطن کرو — اوّل اپس کوں عجز میں نقشِ چرن کرو

ہے گل رخاں کو ذوقِ تماشاے عاشقاں — داغاں ستی دلاں کوں اپس کے چمن کرو

ثابت ہو عاشقی میں جلا جو پتنگ وار — تارِ نگاہ شمع سوں اس کا کفن کرو

گر آرزو ہے دل میں ہم آغوشیِ صنم — انجھواں سوں اپنے سیج پہ فرش سمن کرو

چاہو کہ ہو ولؔی کی نمن جگ میں دُور بیں
انکھیاں میں سرمہ پیو کی خاک چرن کرو

256

عالم کوں تیغ ناز سوں بے جاں نکو کرو　　غمزے سوں اپنے غارت ایماں نکو کرو
جمعیت آرزو ہے فلاطوں کوں خم منیں　　زلفاں دکھا کے اس کوں پریشاں نکو کرو
آئینۂ جمال منور کوں کر عیاں　　خوبانِ خود پرست کوں حیراں نکو کرو
زاہد چلا ہے صورت محراب دیکھ کر　　ابرو دکھا کے اس کوں پریشاں نکو کرو
ہے روز حشر، روز مکافات ہر عمل　　ہر اک کوں قتل خنجر مژگاں نکو کرو
درکار ہے نثار کوں گوہراے[1] عاشقاں　　انجھواں کو صرف گوشۂ داماں نکو کرو

مدّت سوں تجھ نگاہ کا مشتاق ہے ولؔی
کن نے کہا غریب پر احسان نکو کرو

257

مت تمنّ انتظار ماہ کرو　　ماہ رو کوں چراغ راہ کرو
سفر عشق کا اگر ہے خیال　　ہمّت دل کوں زاد راہ کرو
مکھ دکھا وے گا یوسفِ معنی　　دل سوں گر دیکھنے کی چاہ کرو
عاشقاں! عاشقی کے دعوے پر　　آہ و زاری کوں دو گواہ کرو
گل و بلبل کا گرم ہے بازار　　اس چمن میں جدھر نگاہ کرو
سرخ روئی ہے عاشقاں کی مدام　　گر رقیباں کا رو سیاہ کرو

حال دل پر ولؔی کے اے جاناں
نظرِ لطف گاہ گاہ کرو

---

1. بہ یک حرکت

258

صحبت غیر سوں جایا نہ کرو دردمنداں کوں کڑھایا نہ کرو
حق پرستی کا اگر دعویٰ ہے بے گناہاں کوں ستایا نہ کرو
اپنی خوبی کے اگر طالب ہو اپنے طالب کوں جلایا نہ کرو
ہے اگر خاطر عشاق عزیز غیر کوں درس دکھایا نہ کرو
مجکوں ترشی کا ہے پرہیز صنم چینِ ابرو کوں دکھایا نہ کرو
دل کوں ہوتی ہے بجن، بے تابی زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو
نگہِ تلخ سوں اپنی ظالم زہر کا جام پلایا نہ کرو
ہم کوں برداشت نہیں غصّے کی بے سبب غصّے میں آیا نہ کرو
پاک بازاں میں ہے مشہور ولؔی
اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

259

شوخی و ناز سوں عشاق کوں حیراں نہ کرو گردش چشم کوں غارت گرِ ایماں نہ کرو
فکر جمعیت اپس دل میں کیے ہیں زہاد زلف کوں کھول غریباں کوں پریشاں نہ کرو
عشق کا داغ ہے محتاج نمک کا دائم لب دلدار بنا اس کا نمک داں نہ کرو
تب تلک بوئے محبت کی نہ پاؤ ہرگز جب تلک گل کی نمن چاک گریباں نہ کرو
لب تمھارے ہیں شفا بخش ولؔی ہے بیمار
حیف صد حیف کہ اس وقت میں درماں نہ کرو

260

غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو

کب لگ رہے گا خواب میں بیدار ہو بیدار ہو

گر دیکھنا ہے مدعا اس شاہد معنی کا رُو

ظاہر پرستاں سوں سدا بیزار ہو بیزار ہو

جیوں چتر داغ عشق کوں رکھ سر پر اپنے اولاً

تب فوج اہل درد کا سردار ہو سردار ہو

دو نور چشم عاشقاں ہے جیوں سحر جگ میں عیاں

اے دیدہ وقتِ خواب نئیں بیدار ہو بیدار ہو

مطلع کا مصرع اے ولی وردِ زباں کر رات دن

غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو

261

اے دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو

اس نو بہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو

اے یار گر منظور ہے تجھ آشنائی عشق کی

ہر آشنائے عقل سوں بے گانہ ہو بے گانہ ہو

میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مستِ حیا

اے دل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو

اُس آشنائے گوش سوں ہونا ہے تجکو آشنا

دریائے دل میں اے سخن دُردانہ ہو دُردانہ ہو

میرے سخن کوں مہر سوں سنتا ہے وو رنگیں ادا

اے سرگزشت حال دل افسانہ ہو افسانہ ہو

چاہے کہ شاہ حُسن کوں لادے اپس کے حکم میں

تک عشق کے میدان میں مردانہ ہو مردانہ ہو

جاری رکھے گا کب تلک رسم جفا و جور کوں

اے معنیِ ہر جان و دل جانا نہ ہو جانا نہ ہو

مجکوں خمار ہجر سوں پیدا ہوا ہے دردِ سر

اے گردش چشم پری، پیانہ ہو پیانہ ہو

اس وقت چتیم کی نگہ کرتی ہے مشقِ دلبری

یہ آن غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو

اے عقل کب لگ وہم سوں یک جا کرے گی خار و خس

آتا ہے سیلِ عاشقی ویرانہ ہو ویرانہ ہو

عالم میں تجکوں اے ولی ہے فکرِ جمعیت اگر

ہر دم خیال یار سوں ہم خانہ ہو ہم خانہ ہو

262

نہ دیو[1] آزار میرے دل کوں اے آرام جاں سمجھو

یہ خوبی کچھ سدا رہتی نہیں اے مہرباں سمجھو

کیا ہے پیچ و تاب عشق نے بے تاب مجھ دل کوں

ہوا ہوں موے سوں باریک اے نازک میاں سمجھو

---

1. دے

تمھارے نین نے زخمی کیا تیر تغافل سوں
کرو گے کب تلک یہ ظلم اے ابرو کماں سمجھو

تمھاری خیر خواہی کا بیاں ہے مجھ زباں اوپر
یقیں ہے مہرباں ہو مجھ پہ گر میرا بیاں سمجھو

سخن کے آشنا سوں لطف رکھتا ہے سخن کہنا
ولی سوں بات کرتا ہے بجا اے دوستاں سمجھو

ردیف "ہ"

263

سجن ٹک ناز سوں مجھ پاس آ آہستہ آہستہ
چھپی باتیں اپس دل کی سنا آہستہ آہستہ

غرض گویاں کی باتاں کوں نہ لا خاطر منیں ہرگز
سجن اس بات کوں خاطر میں لا آہستہ آہستہ

ہر اک بات سننے پر توجہ مت کر اے ظالم
رقیباں اس سیں ہوئیں گے جدا آہستہ آہستہ

مبادا محتسب بدمست سن کر تان میں آوے
طنبورہ آہ کا اے دل بجا آہستہ آہستہ

ولی ہرگز اپس کے دل کوں سینے میں نہ رکھ غمگیں
کہ بر لاوے گا مطلب کوں خدا آہستہ آہستہ

264

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ

وفاداری نے دلبر کی بجھایا آتش غم کوں
کہ گرمی دفع کرتا ہے گلاب آہستہ آہستہ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل روسوں
خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

مرے دل کوں کیا بے خود تری انکھیاں نے آخر کوں
کہ جیوں بے ہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ

ہوا تجھ عشق سوں اے آتشیں رو دل مرا پانی
کہ جیوں گلتا ہے آتش سوں گلاب آہستہ آہستہ

ادا و ناز سوں آتا ہے وو روشن جبیں گھر سوں
کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ

ولی مجھ دل میں آتا ہے خیال یار بے پروا
کہ جیوں انکھیاں منیں آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

265

ہوا ظاہر خط روئے نگار آہستہ آہستہ
کہ جیوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

کیا ہوں رفتہ رفتہ رام اس کی چشم وحشی کوں
کہ جیوں آہو کوں کرتے ہیں شکار آہستہ آہستہ

جو اپنے تن کوں مثل جوئبار اول کیا پانی
ہوا اس سرو قد سوں ہم کنار آہستہ آہستہ
برنگ قطرۂ سیماب میرے دل کی جنبش سوں
ہوا ہے دل صنم کا بے قرار آہستہ آہستہ
اسے کہنا بجا ہے عشق کے گل زار کا بلبل
جو گل رویاں میں پایا اعتبار آہستہ آہستہ
مرا دل اشک ہو پہنچا ہے کوچے میں سریجن کے
گیا کعبے میں یہ کشتی سوار آہستہ آہستہ
ولی مت حاسداں کی بات سوں دل کوں مکدر کر
کہ آخر دل سوں جاوے گا غبار آہستہ آہستہ

266

ہوئے ہیں رام پیتم کے نین آہستہ آہستہ
کہ جیوں پھاندے میں آتے ہیں ہرن آہستہ آہستہ
مرا دل مثل پروانے کے تھا مشتاق جلنے کا
لگی اس شمع سوں آخر لگن آہستہ آہستہ
گریباں صبر کا مت چاک کر اے خاطر مسکیں
سنے گا بات وو شیریں بچن آہستہ آہستہ
گل و بلبل کا گلشن میں خلل ہووے تو بر جا ہے
چمن میں جب چلے وو گل بدن آہستہ آہستہ
ولی سینے میں میرے پنجۂ عشق ستم گر نے
کیا ہے چاک دل کا پیرہن آہستہ آہستہ

267

ترے غم میں مرے نیناں سوں گر جاری ہوں جیحوں اُٹھ

کریں تعظیم اس سیلِ انجھو کی کوہ و ہاموں اُٹھ

ترے قامت کی بالائی میں گر مصرع کروں موزوں

سرو قد سوں کرے تعظیم میری سرو موزوں اُٹھ

شکست فوج دل آساں ہے گر نیناں ترے ظالم

نگہ کی تیغ قاتل لے کریں شب کو سو شبخوں اُٹھ

اگر تجھ حسن کی شہرت سُنے اے غیرت لیلیٰ

عجب نئیں قبر میں سیں گر چلے رسوا ہو مجنوں اُٹھ

تری بیمار چشماں کی حقیقت کس پہ ظاہر نئیں

گیا ہے سدھ بسر عالم کی عرصے سوں فلاطوں اُٹھ

ولی تیری نگاہ مست کی تعریف گر بولے

تو استقبال کوں آویں ہزاراں چشم میگوں اُٹھ

268

آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ — کیوں نہ گزرے خیال کچھ کا کچھ

دل بے دل کوں آج کرتی ہے — شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

مجکوں لگتا ہے اے پری پیکر — آج تیرا جمال کچھ کا کچھ

اثر بادۂ جوانی ہے — کر گیا ہوں سوال کچھ کا کچھ

اے ولی دل کوں آج کرتی ہے

بوے باغ وصال کچھ کا کچھ

269

تجھ مکھ پہ جو اس خط کا اندازہ ہوا تازہ

اب حسن کے دیواں کا شیرازہ ہوا تازہ

پھولاں نے اپس کا رنگ ایثار کیا تجھ پر

تجھ مکھ پہ جب اے موہن یو غازہ ہوا تازہ

اس حسن کے عالم میں تو شہرۂ عالم ہے

ہر مکھ سوں ترا جگ میں آوازہ ہوا تازہ

سینے سوں لگانے کی ہوئی[1] دل کو امنگ تازی

آلس ستی جب تجھ میں خمیازہ ہوا تازہ

جو شعر لباسی تھے جیوں پھول ہوئے باسی

جب شعر ولی تیرا یو تازہ ہوا تازہ

270

گریاں ہے ابر چشم مری اشک بار دیکھ

ہے برق بے قرار مجھے بے قرار دیکھ

فردوس دیکھنے کی اگر آرزو ہے تجھ

اے جیو پی کے مکھ کے چمن کی بہار دیکھ

حیرت کا رنگ لے کے لکھے شکلِ بے خودی

تیرے ادا و ناز کوں مانی نگار دیکھ

وہ دل کہ تجھ دہن کے خیالاں سوں چاک تھا

لایا ہوں تیری نذر بجائے انار دیکھ

---

1. بروزن فع

اے شہسوار تو جو چلا ہے رقیب پاس
سینے میں عاشقاں کے اُٹھا ہے غبار دیکھ
تیری نگاہ خاطر نازک پہ بار ہے
اے بوالہوس نہ پی کی طرف بار بار دیکھ
تجھ عشق میں ہوا ہے جگر خون و داغ دار
دل میں ولی کے بیٹھ کے یو لالہ زار دیکھ

271

جی چل بچل ہوا ہے چنچل تیری چال دیکھ
دل جا پڑا خلل میں ترے مکھ کا خال دیکھ
ہر شب ہوں پیچ و تاب میں تجھ زلف کے سبب
گل کر ہوا ہوں بال نمط تیرے بال دیکھ
خوباں جو تجھ پہ رشک لجاویں تو کیا عجب
جلتا ہے آفتاب یو جاہ و جلال دیکھ
اے نو بہار حسن تو گلشن میں جب چلا
گل کر ہوئے گلاب گلاں تیرے گال دیکھ
مت کہہ اپس کے حال کوں رمال کے اَگے
مصحف میں اس جمال کے اَے جیو فال دیکھ
دونو جہاں کی عید کی ہے آرزو اگر
پیتم کے ابرواں میں دو شکلِ ہلال دیکھ
دل پیچ و تاب میں ہے ولی کا مثال موج
تجھ زلف تابدار کا پُر پیچ حال دیکھ

272

تیرے نین کا دیکھ کے ہے خانہ آئنہ ہے تجھ نگاہ مست کا دیوانہ آئنہ

اے شمع سر بلند ترا نور دیکھ کر سب جوہراں کیے ہیں سو پروانہ آئنہ

صافی اپس کی لے کے سنوارا ہے شوق سوں رکھنے کوں تجھ خیال کے کاشانہ آئنہ

جب سوں پڑا ہے عکس ترا آئنے بھتر تب سوں لیا ہے شکل پری خانہ آئنہ

تجھ صاف مکھ پہ دیکھ کے یو خطِ جوہراں زنجیر پگ میں ڈال ہے دیوانہ آئنہ

تیرے نین کی دیکھ کے پتلی کوں اے صنم سر تا قدم ہے صورت بت خانہ آئنہ

مانند اس ولی کے ہوا مست و بے خبر
تجھ نین سوں پیا ہے جو پیمانہ آئنہ

ردیف 'ی'

273

منگا کے پی کوں لکھوں میں اپس کی بے تابی
لیا نین کی سفیدی سوں کاغذ آبی

لکھا پلک کے قلم سوں میں اے کماں ابرو
جگر کے خون سوں تجھ تیغ کی سیہ تابی

ہوا ہے جب سوں وو نور نظر انکھاں سوں جدا
نہیں نظر میں مری تب سوں غیر بے خوابی

نگہ کے جھاڑ کا پھل تو[1] ہے اے بہار کرم
ترے جمال کے گلشن میں رنت ہے سیرابی

1. یو- یوں

ولی خیال میں اس مہ کوں جو کوئی کہ رکھے
تو خواب میں نہ دسے اس کوں غیر مہتابی

274

آیا وو شوخ باندھ کے خنجر کمر ستی — عالم کوں قتل عام کیا اک نظر ستی
طاقت رہے نہ بات کی پھر انفعال سوں — تشبیہ تجھ لباں کوں اگر دوں شکر ستی
غم نے لیا ہے تب سوں مجھے پیچ و تاب میں — باندھا ہے جب سوں جیو کوں اس مو کمر ستی
غم کے چمن کوں بادخزاں کا نہیں ہے خوف — پہنچا ہے اس کوں آب مری چشم تر ستی
یک بار جا کے دیکھ ولی اس دہن کے تئیں
لکھتا ہوں جس کے وصف کوں آب گہر ستی

275

اُس سوں رکھتا ہوں خیالِ دوستی — جس کے چہرے پر ہے خال دوستی
خشک لب وو کیوں رہے عالم منیں — جس کوں حاصل ہے زلال دوستی
شمع بزم اہل معنی کیوں نہ ہوئے — جس اُپر روشن ہے حال دوستی
اس سخن سوں آشنا ہے دردمند — دردِ دوری ہے وبال دوستی
اے سجن تجھ مکھ کے مصحف میں مجھے — دیکھنا بر جا ہے فال دوستی
فیض سوں تجھ قد کے اے رنگیں بہار — تازہ و تر ہے نہال دوستی
اے ولی ہر آن کر مشق وفا
ہے وفاداری کمال دوستی

276

جو کُئی ہر رنگ میں اپنے کو شامل کر نمیں گنتے
ہمن سب عاقلاں میں اس کوں عاقل کر نمیں گنتے

مدرس مدرسے میں گر نہ بولے درس درشن کا
تو اس کوں عاشقاں اُستاد کامل کر نمیں گنتے

خیالِ خام کوں جو کئی کہ دھووے صفحۂ دل سوں
تصوف کے مطالب کوں وو مشکل کر نمیں گنتے

جو بسمل نمیں ہوا تیری نین کی تیغ سوں بسمل
شہیداں جگ کے اُس بسمل کوں بسمل کر نمیں گنتے

پرت کے پنتھ میں جو کُئی سفر کرتے ہیں رات ہور دن
وو دنیا کوں بغیر از چاہ بابل کر نمیں گنتے

نہیں جس دل میں پی کی یاد کی گرمی کی بے تابی
تو ویسے دل کوں سارے دلبراں دل کر نمیں گنتے

رہے محروم تیری زلف کے مہرے سوں وو دائم
جو کُئی تیری نین کوں زہر قاتل کر نمیں گنتے

نہ پاوے وو دنیا میں لذت دیوانگی ہرگز
جو تجھ زلفاں کے حلقے کوں سلاسل کر نمیں گنتے

بغیر از معرفت سب بات میں گر کُئی اچھے کامل
ولؔی سب اہل عرفاں اس کوں کامل کر نمیں گنتے

277

بزرگاں کن جو کُئی آپس کوں ناداں کر نئیں گنتے

سخن کے آشنا اُن کوں سخن داں کر نئیں گنتے

طریقہ عشق بازاں کا عجب نادر طریقہ ہے

جو کُئی عاشق نئیں اُس کوں مسلماں کر نئیں گنتے

گریباں جو ہوا نئیں چاک بے تابی کے ہاتھوں سوں

گلے کا دام ہے اس کوں گریباں کر نئیں گنتے

عجب کچھ بوجھ رکھتے ہیں سر آمد بزم معنی کے

تواضع نئیں ہے جس میں اس کوں انساں کر نئیں گنتے

ولی راہِ محبت میں وفاداری مقدم ہے وفا نئیں جس

میں اس کوں اہل ایماں کر نئیں گنتے

278

سجن! تجھ بن ہمن گلشن کوں گلشن کر نئیں گنتے

بجز تیرے مہ روشن کوں روشن کر نئیں گنتے

سکندر کیوں نہ جاوے بحر حیرت میں کہ مشتاقاں

تمھارے مکھ اُگے درپن کوں درپن کر نئیں گنتے

نئیں تیرے رقیباں سوں عداوت دل میں ہمنا کے

مروت دوستاں دشمن کوں دشمن کر نئیں گنتے

اگر انجھواں کے گوہر سوں مکلّل نئیں ہوا دامن

محبت مشرب اس دامن کوں دامن کر نئیں گنتے

ولیؔ دل میں ہمارے حاسداں کا خوف نئیں ہرگز
مجرد رَو کسی رہ زن کوں رہ زن کر نئیں گنتے

279

تجھ گوش میں کیا ہے جب سوں مکان موتی اُس روز سوں ہوا ہے صافی کی کان موتی
بالی نئیں عزیزاں! عاشق کے مارنے کوں تا گوش کھینچتا ہے زریں کمان موتی
بے جا نئیں ہے لرزاں تجھ گوش میں سریجن منگتا ہے تجھ نگہ سوں دائم امان موتی
اے شوخ جب کیا ہوں تعریف تجھ دَہَن کی میرے سخن کوں سُن کر پکڑا ہے کان موتی

بالی میں نازنیں کی رہتا ہے رات ہور دن
مدّت ستی ولیؔ کا ہوکر پران موتی

280

کاں لگ بیاں کروں میں بالاں کے کھب کی شوخی
جس کن ہے موے سوں کم دار الحرب کی شوخی
حیرت سوں گئی پری سوں پر مارنے کی طاقت
دیکھی جو یک نظر بھر تجھ ناز و چھب کی شوخی
گستاخ ہو کے مہندی تیرے قدم لگی ہے
کس رنگ سوں کہوں میں اس بےادب کی شوخی
ہیرے کا تجھ دہن سوں روشن ہوا ہے ہردا
یاقوت سوں ادھک ہے تجھ رنگ لب کی شوخی
تجھ لب اَگے ستی ہے پتے کوں پست کر کر
اور شرم سوں لہو میں ڈوبی عنب کی شوخی

دل کر کے جیوں کھلونا تیرے نذر کیا ہے
منظور ہے جسے تجھ لہو و لعب کی شوخی
طفل طلب نے ہٹ سوں تجھ لب پہ دل بندھا ہے
معذور رکھ ولی کے طفل طلب کی شوخی

281

ترے قد کی نزاکت سوں دسے مجھ سرو جیوں لکڑی
ترے گل برگ لب آگے خجل ہے پھول کی پکھڑی
کلاہ آبرو اس کی اُتاری باغباں بھوئیں پر
چمن میں پھول کی ڈالی تجھے جو دیکھ کر اکڑی
ستم پرور سوں دکھ کہنا کٹے پر لون لانا ہے
نہ کہیو سر اُسے جو کئی نہ بوجھے سر ہے یا ککڑی
غریبی سوں نہ سمجھو سادہ دل بقال پُرفن کوں
کہ جو کھا اُن ہر عاشق کوں بھواں کی ہاتھ لے تکڑی
نہ ہووے اے ولی حل ہرگز اس کا عقدۂ مشکل
تماشے سوں کہ جن نے دل منیں اپنے گرہ پکڑی

282

مجھ دل میں بے دل کے سدا وو دلبر جاناں بسے
جیوں روح قالب کے بھتر یوں مجھ منیں پنہاں بسے
پتلی میں میرے نین کے بستا ہے دلبر عین یوں
پردے منیں ظلمات کے جیوں چشمۂ حیواں بسے

اس دل ربا دل دار کا ہے ٹھار میرے دل منیں

یوں دل بھتر رہتا ہے وو جیوں دل منیں ایماں بسے

ہے دل مراد دریائے غم اور نقش اس لب سرخ کا

رہتا ہے میرے دل میں یوں دریا میں جیوں مرجاں بسے

یوں دل میں میرے اے ولی بستا ہے وو اہل شفا

سینے منیں جیوں بید کے ہر درد کا درماں بسے

283

یہ مرا رونا کہ تیری ہے ہنسی آپ بَس نئیں پَر بسی ہے پَر بسی

کُلِ عالم میں کرم، میرے اُپر مجز رسی ہے جز رسی ہے جز رسی

رات دن جگ میں رفیق بے کساں بے کسی ہے بے کسی ہے بے کسی

مست ہونا عشق میں تیرے صنم ناکسی ہے ناکسی ہے ناکسی

باعثِ رسوائیِ عالم ولی
مفلسی ہے مفلسی ہے مفلسی

284

زبان یار ہے از بسکہ یار خاموشی بہار خط میں ہے برجا بہار خاموشی

سیاہیِ خط شب رنگ سوں مصور ناز لکھا نگار کے لب پر نگار خاموشی

اُٹھا ہے لشکر اہل سخن میں حیرت سوں غبار خط سوں صنم کے غبار خاموشی

ظہور خط میں کیا ہے حیا نے بس کہ ظہور یو دل شکار ہوا ہے شکار خاموشی

ہمیشہ لشکر آفات سوں رہے محفوظ نصیب جس کوں ہوا ہے حصار خاموشی

غرور زر سوں بجا ہے سکوت بے معنی　　　　کہ بے صدا ہے سدا کوہسار خاموشی

ولی نگاہ کر اس خط سبز رنگ کوں آج

کہ طور نور میں ہے سبزہ زار خاموشی

285

کیوں نہ آوے نشۂ غم سوں دماغ عاشقی

بادۂ حیرت سوں ہے لب ریز ایاغ عاشقی

اشک خوں آلود ہے سامان طغرائے نیاز

مُہر فرمان وفاداری ہے داغ عاشقی

آب سوں دریا کے ہرگز کام نئیں عشاق کوں

گریۂ حسرت سوں ہے سرسبز باغ عاشقی

گر طلب ہے تجکوں راز خانۂ دل ہو عیاں

آہ کی آتش سوں روشن کر چراغ عاشقی

دردمنداں باغ میں ہرگز نہ جاویں اے ولی

گر نہ دیوے نالۂ بلبل سراغ عاشقی

286

مشتاق ہیں عشاق تری بانکی ادا کے　　　　زخمی ہیں محباں تری شمشیر جفا کے

ہر پیچ میں چیرے کے ترے لپٹے ہیں عاشق　　　　عالم کے دلاں بند ہیں تجھ بند قبا کے

لرزاں ہے ترے دست اَگے پنجۂ خورشید　　　　تجھ حسن اَگے مات ملائک ہیں سما کے

تجھ زلف کے حلقے میں ہے دل بے سر و بے پا　　　　ٹک مہر کرو حال اُپر بے سر و پا کے

تنہا نہ ولی جگ منیں لکھتا ہے ترے وصف
دفتر لکھے عالم نے تری مدح و ثنا کے

287

تجھ مکھ کی آب دیکھ گئی آب آب کی — یہ تاب دیکھ عقل گئی آفتاب کی
تجھ حسن کے دریا کا سُنا جوش جب ستی — پُرنم ہیں اشتیاق سوں انکھیاں حباب کی
جگ، تجھ لباں کے دیکھ تبسم کوں سُدھ سٹا — زنجیر پائے عقل ہے موج اس شراب کی
دیکھا ہوں جب سوں خواب میں وو چشم نیم خواب — صورت خیال و خواب ہوئی مجکو خواب کی

میرے سخن میں فکر سوں کر اے ولی نگاہ
ہر بیت مجھ غزل منیں ہے انتخاب کی

288

جس کوں لذت ہے سجن کے دید کی — اس کوں خوشی وقتی ہے روز عید کی
دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا — کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی
زلف نئیں تجھ مکھ پر اے دریائے حسن — موج ہے یہ چشمۂ خورشید کی
اُس کے خط و خال سوں پوچھو خبر — بوجھتا ہندو ہے باتاں بید کی

تجھ دہن کو دیکھ کر بولا ولی
یہ کلی ہے گلشن اُمید کی

289

پریشاں عاشقاں کے دل فدا ہیں تجھ ستم گر کے
بلا گرداں ہیں جیو جوہر نمن تجھ تیغ و خنجر کے

دیا ہے حق نے اس دنیا میں جنت کے قصور اُن کو
بجان و دل جو کئی مشتاق ہیں تجھ حور پیکر کے
ترے اس حسن عالم گیر کوں کھینچے اپس بر میں
مگر رکھتی ہے کیا یہ آرسی طالع سکندر کے
اگر چاہوں لکھوں تجھ لعل کے اوصاف رنگیں کوں
رگ یاقوت سے اول بناؤں تار مسطر کے
ولی تیرے سخن یاقوت سوں رنگیں ہوئے لیکن
خریداراں جہاں بھیتر کہاں ہیں آج گوہر کے

290

نرگس قلم ہوئی ہے سجن تجھ نین اَگے ——— شکر ڈبی ہے آب میں تیرے بچن اَگے
غنچے کوں گل کے حال میں آنا محال ہے ——— تیرے دہن کی بات کہوں گر چمن اَگے
ڈالا ہے تیرے چیرے نے غنچے کوں پیچ میں ——— ہر گل ہے سینہ چاک ترے پیرہن اَگے
ہے تجھ نین کے پاس مرا عجز بے اثر ——— زاری نہ جاوے پیش کدھی راہزن اَگے

کر حال پر ولی کے پیا لطف سوں نظر
لایا ہے سر نیاز سوں تیرے چرن اَگے

291

تجھ لب کی شیرنی سوں ہوئی دل کوں بستگی
تجھ زلف کی شکن نے دیا مجھ شکستگی
تیرے نین کے دام میں بادام بند ہے
چھوڑیا ترے لباں ستی پستے نے بستگی

تجھ قد کی راستی نے کیا بند سرو کوں
آزادگی سوں آج ہوئی اس کوں رُستگی
تجھ زلف سحر ساز کے جلوے کے فیض سوں
بے طاقتی میں ہوش نے پایا ہے جستگی
مجلس سوں جو ولی کی وو شیریں ادا اُٹھا
عشرت کے تار ساز نے پائی گسستگی

292

اس کوں حاصل کیوں کے ہوئے جگ میں فراغ زندگی
گردش افلاک ہے جس کوں ایاغ زندگی
اے عزیزاں سیر گلشن ہے گل داغ الم
صحبت احباب ہے معنی میں باغ زندگی
لب ہیں تیرے فی الحقیقت چشمۂ آب حیات
خضر خط نے اس سوں پایا ہے سراغ زندگی
جب سوں دیکھا نئیں نظر بھر کاکل مشکیں یار
تب سوں جیوں سنبل پریشاں ہے دماغ زندگی
آسماں میری نظر میں کلبۂ تاریک ہے
گر نہ دیکھوں تجکوں اے چشم و چراغ زندگی
لالۂ خونیں کفن کے حال سوں ظاہر ہوا
بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی
کیوں نہ ہووے اے ولی روشن شب قدر حیات
ہے نگاہ گرم گل رویاں چراغ زندگی

293

جسے عشق کا تیر کاری لگے　　اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

نہ چھوڑے محبت دم مرگ لگ　　جسے یار جانی سوں یاری لگے

نہ ہووے اُسے جگ میں ہرگز قرار　　جسے عشق کی بے قراری لگے

ہر اک وقت مجھ عاشق پاک کوں　　پیاری تری بات پیاری لگے

ولی کوں کہے تو اگر یک بچن

رقیباں کے دل میں کٹاری لگے

294

تعریف اس پری کی جسے تم سناؤ گے　　تا حشر اس کے ہوش کوں اس میں نہ پاؤ گے

جس وقت سر کرو گے بیاں اس کی زلف کا　　سودا زدوں پہ غم کے سیہ روز لاؤ گے

جس وقت اُس کے حسن کو دیکھو گے بے حجاب　　حیراں ہوں کیونکے جامے میں اپنے سماؤ گے

طوبیٰ طرف نہ دیکھو گے ہرگز نگاہ کر　　گر اس کے قد سوں جیو کو اپنے لگاؤ گے

دو گے اگر ولی کوں خبر اُس کے لطف سوں

آتش نمن رقیب کا سینہ جلاؤ گے

295

ترا قد دیکھ اے سیّد معالی　　سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی

ترے پانواں کی خوبی پر نظر کر　　ہوئے ہیں گل رخاں جیوں نقش قالی

شفق لوہو میں ڈوبا سر سوں یک لگ　　تو باندھا سر پہ جب چیرا گلالی

ہوا تیرے خیالاں سوں سرا پا　　مرا دل مثل فانوس خیالی

تری انکھیاں دسیں مجھ یوں سیہ مست پیا گویا شراب پرتگالی
گیا ہے خوف سوں اُڑ لعل کا رنگ ترے یاقوت لب کی دیکھ لالی
خیال اس خال کا از بس ہے دلچسپ نہیں دنیا میں یک دل اس سوں خالی
ترے لب ہور ترے ابرو کے دیکھے پڑھوں شعر زلالیؔ اور ہلالیؔ
تری انکھیاں میں ڈورے دیکھ کر سرخ بنائی خلق نے ریشم کی جالی
کرے تا استراحت مجھ انکھیاں میں کیا ہوں وو پلک تو شک نہالی
اگر پوچھے وو بے پروا مرا نانوں کہوں مشتاق رند لا اُبالی
ہوئے معزول خوباں جگ کے جب سوں ہوا تو حسن کے کشور کا والی
ولیؔ تب سوں ہوا ہم کار فرہاد
سنا جب سوں تری شیریں مقالی

296

کرتی ہے دل کوں بے خود اس دل ربا کی گالی
گویا ہے جام حیرت اس خوش ادا کی گالی
کس ناز و کس ادا سوں آتا ہے اے عزیزاں
ہے میرزا ادا میں اُس میرزا کی گالی
مدت کے بعد گرمی دل کی فرو ہوئی ہے
شربت ہے حق میں میرے اس بے وفا کی گالی
گل زار سوں وفا کے کیوں جا سکوں میں باہر
کرتی ہے بندواں کوں گلگوں قبا کی گالی
جیوں گل شگفتگی سوں جامے میں نئیں سماتا
جب سوں سنا ولیؔ نے رنگین ادا کی گالی

297

اقلیم دلبری کا وو دل ربا ہے والی
آتا ہے جس پہ صادق مفہوم بے مثالی

وحشی نگہ کوں ہرگز مسند نشیں نہ پاوے
محروم صید سوں ہے ہر آن شیر قالی

جز رمزداں نہ پہنچے معنی کوں اس کے ہرگز
مدِ نگاہ عاشق ہے مصرع خیالی

ابیات صاف و رنگیں رکھتا ہے مثنوی میں
تیرے لباں کا گویا شاگرد ہے زلالی

جب لگ مری حقیقت تفصیل سوں نہ بوجھے
ہرگز نہ ہو مسخر وو رند لا اُبالی

غیرت کوں کام فرما، نامحرموں سوں مت مل
اے نوجواں نئیں ہے ہنگام خُرد سالی

آزردگی سوں اس کی مت خوف کر ولی توں
ہے عین مہربانی اس مہرباں کی گالی

298

اگر گلشن طرف وو نوخط رنگیں ادا نکلے
گل و ریحاں سوں رنگ و بوشتابی پیشوا نکلے

کھلے ہر غنچۂ دل جیوں گل شاداب شادی سوں
اگر ٹک گھر سوں باہر وو بہار دل کشا نکلے

غنیم غم کیا ہے فوج بندی عشق بازاں پر
بجا ہے آج وو راجہ اگر نوبت بجا نکلے

نثار اس کے قدم اوپر کروں انجھواں کے گوہر سب
اگر کرنے کوں دل جوئی وو سروِ خوش ادا نکلے

صنم آے کروں گا نالۂ جاں سوز کوں ظاہر
مگر اس سنگ دل سوں مہربانی کی صدا نکلے

رہے مانند لعل بے بہا شاہاں کے تاج اوپر
محبت میں جو گئی اسباب ظاہر کوں بہا نکلے

بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجیو اے پری پیکر
ولی تیری گلی میں جب کہ مانندِ گدا نکلے

299

اگر باہر اپس کے گھر سوں موہن یک قدم نکلے
تماشا دیکھنے اس کا ہر اک سینے سوں غم نکلے

ترے مکھ کے گلستاں کی اگر حوراں میں شہرت ہو
تو ہر اک مست ہوکر چھوڑ گل زار ارم نکلے

اگر اے رشک چیں جاوے تو کرنے سیر ملک چیں
تو ہر دیول سوں استقبال کوں تیرے صنم نکلے

ترے اس حسن پر مائل ہیں جگ کے عابد و زاہد
یو شہرت سن عجب نئیں بھوئیں سوں ابراہیم ادہم نکلے

اگر ملک عرب میں تو دکھاوے آنکھ کا جلوہ
تو اس کی دید کوں بے خود ہو آہوے حرم نکلے

فجر کے وقت گر دلبر چلے حمام کی جانب
تو جیوں سورج ہر اک کے دل سوں یک چشمہ گرم نکلے

ولی سودا زدہ دل کی حقیقت گر سکوں لکھنا
تو دیوانہ نہ ہوسا نکل جگ میں باہر یک رقم نکلے

300

اگر ٹک گھر سوں وو گل گوں قبا شیریں بچن نکلے
مرے سینے سوں بے تابانہ آہِ کوہ کن نکلے
ہر اک نقش قدم سوں دستۂ گل جلوہ پیرا ہوئے
اگر سیر گلستاں کوں وو رشک صد چمن نکلے
ختن میں ہور خطا میں بوئے آہو کی نہ پاوے گئی
نگہ کی تیغ قاتل لے اگر وو من ہرن نکلے
بندھا ہے اے صنم جو دل ترے ماتھے کے صندل پر
عجب نئیں ہے اگر سائے سوں اس کے برہمن نکلے
چراغاں کی نہ ہووے گرمیِ بازار کیوں آخر
ولؔی جب جانب مجلس وو زیبِ انجمن نکلے

301

چھوڑ اے شوخ طرز خود کامی — مت ہو ہر دیدہ باز کا دامی
تجھ لب و زلف کے تماشے کوں — چل کے آئے ہیں مصری و شامی
زلف تیری ہوئی ہے چرب زباں — حفظ کر کر قصیدۂ لامی
باغ میں تجھ انکھاں سوں پایا ہے — گل نرگس تخلصِ جامؔی
نامۂ حسن پر نگہ کر دیکھ — پی کی انکھیاں ہیں مُہر بادامی
اے نگیں لب کیا ہے حق نے تجھے — نونہالانِ حسن میں نامی
چشم رکھتا ہوں اے سجن کہ پڑھوں — تجھ نگہ سوں قصیدۂ جامی

پستہ لب تجھ انکھاں کوں کر کر یاد   پہنتا ہوں [1] قبائے بادامی

اے ولی غیر عشق حرف دگر
پختہ مغزاں کے نزد ہے خامی

302

تری انکھیاں کوں دیکھے دل ہے آہوے بیابانی
تری زلفاں سوں جی ہے بستۂ دامِ پریشانی

ہوا ہے دل ہر اک عاشق کا نالاں مثل بلبل کے
ترے مکھ نے کیا ہے جب سوں جگ بھیتر گلستانی

ہوا یاقوت رنگیں دیکھ تیرے لعل رنگیں کوں
ہوا سر سبز جو تجھ خط میں دیکھا رنگ ریحانی

سجن تیری غلامی میں کیا ہوں سلطنت حاصل
مجھے تیری گلی کی خاک ہے تخت سلیمانی

ولی کوں گر ترے نزدیک کئی دیکھے تو یوں بوجھے
لگی ہے صفحۂ ہستی اُپر تصویر حیرانی

303

چیتے کوں نہیں دی ہے یہ باریک میانی   پائی ہے کہاں غنچے نے یہ تنگ دہانی
آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے اس کوں   کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرانی
دریا سوں مری طبع کے جوشاں ہے ہر اک شب   تجھ زلف کی تعریف میں امواج معانی
کیا تاب مرے دل کوں، کہ آئینہ فولاد   تجھ حسن کی ہیبت سوں ہوا صورت پانی

---

1. بہ سکون ہا۔

ہو شمۂ مجھ حال سوں واقف، کہ دیا ہے　　تجھ زبدۂ آفاق کوں حق نے ہمہ دانی
دریا ستی نسبت ہے بجا طبع کوں میری　　اس مرتبہ امواج سخن کی ہے روانی
معشوق کی مت گرمیِ ظاہر پہ نظر کر　　پروانے کوں جیوں شمع سوں اخلاص زبانی
مت دور ہو یک آن ولی پاس سوں ہرگز
اے باعث جمعیتِ ایّام جوانی

304

ترا لب دیکھ حیواں یاد آوے　　ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے
ترے دو نین جب دیکھوں نظر بھر　　مجھے تب نرگستاں یاد آوے
تری زلفاں کی طولانی کوں دیکھے　　مجھے لیل زمستاں یاد آوے
ترے خط کا زمرد رنگ دیکھے　　بہار سنبلستاں یاد آوے
ترے مکھ کے چمن کے دیکھنے سوں　　مجھے فردوس رضواں یاد آوے
تری زلفاں میں یو مکھ جو کہ دیکھے　　اُسے شمع شبستاں یاد آوے
جو کُئی دیکھے مری انکھیاں کو روتے　　اُسے ابر بہاراں یاد آوے
جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے　　اُسے گرداب گرداں یاد آوے
ولی میرا جنوں جو کُئی کہ دیکھے
اُسے کوہ و بیاباں یاد آوے

305

اُس وقت مرے جیو کا مقصود بر آوے
جس وقت مرے بر منیں وو سیم برآوے

انکھیاں[1] کی کروں مسند و پُتلیاں کروں بالش[2]
وو نور نظر آج اگر میرے گھر آوے

اس وقت مرے بخت کی ظاہر ہو بلندی
جس وقت وو خوش قامت عالی نظر آوے

جامے منیں غنچے کی نمن رہ نہ سکوں میں
گر پی کی خبر لے کے نسیمِ سحر آوے

گر اس مہ دل جوٗ کا گزر میری طرف ہو
دل کے شجر خشک کوں پھر برگ و بر آوے

اس وقت مجھے دعویِ تسخیر بجا ہے
جس وقت مرے حکم میں وو عشوہ گر آوے

تجھ چشم سیہ مست کے دیکھے ستی زاہد
تجھ زلف کے کوچے منیں ایماں بسر آوے

تجھ لب کی اگر یاد میں تصنیف کروں شعر
ہر شعر منیں لذت شہد و شکر آوے

جس آن ولؔی وصف کروں پی کے دتن کا
ہر شعر مرا غیرت سِلکِ گہر آوے

306

سرودِ عیش کا دیں ہم، اگر وو عشوہ ساز آوے
بجاویں طبل شادی کے اگر وو دل نواز آوے

---

1 (ن) پلکاں کا کروں فرش 2 تکیہ

خمار ہجر نے جس کے دیا ہے درد سر مجکوں
رکھوں نشۂ نمن انکھیاں میں گر وو مست ناز آوے

جنونِ عشق میں مجکوں نہیں زنجیر کی حاجت
اگر میری خبر لینے کوں وو زلف دراز آوے

ادب کے اہتمام آگے نہ پاوے بار واں ہرگز
ترے سائے کی پابوسی کوں گر رنگ ایاز آوے

عجب نئیں گر گلاں دوڑیں پکڑ کر صورت قمری
ادا سوں جب چمن بھیتر وو سرو سرفراز آوے

پرستش اُس کی میرے سر پہ ہوئے سرتی لازم
صنم میرا رقیباں کے اگر ملنے سوں باز آوے

ولی اس گوہر کانِ حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جیوں سینے میں راز آوے

307

جس وقت تبسم میں وو رنگیں دہن آوے
گل زار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے

تا حشر اُٹھے بوئے گلاب اس کے عرق سوں
جس بزم منیں یک بار وو گل پیرہن آوے

سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی
گر خواب میں وو نو خطِ شیریں بچن آوے

مجھ حال اُپر ہالۂ مہ رشک لجا وے
جس وقت مجھ آغوش میں وو سیم تن آوے

گر حال میں رقت کے ترے لب کوں کروں یاد
ہر اشک مرا رشک عقیق یمن آوے

کھینچیں اپس انکھیاں منیں جیوں کحل جواہر
عشاق کے گر ہاتھ وو خاکِ چرن آوے

یک گل کوں اپس حال میں اس وقت نہ پاوے
جس وقت چمن بیچ وو رشک چمن آوے

عالم میں ترے ہوش کی تعریف کیا ہوں
ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے

گر ہند میں تجھ زلف کی، کافر کوں خبر ہو
لینے کوں سبق کفر کا ہر برہمن آوے

ہرگز سخن سخت کوں لاوے نہ زباں پر
جس ذہن میں یک بار وو نازک بدن آوے

تجھ بر کی اگر وصف کوں تحریر کروں میں
ہر لفظ کے غنچے ستی بوئے سمن آوے

تا حشر کرے سیر خیاباں کے چمن میں
گر گور پہ عاشق کے وہ امرت بچن آوے

برجا ہے اگر جگ میں ولی پھر کے دُجے بار
رکھ شوق مرے شعر کا شوق حسن آوے

308

کسی کی گر خطا اوپر ترے ابرو پہ چیں آوے
نہ سمجھا کر سکے تجھ کوں اگر فغفور چیں آوے

بجز تیرے دہن ہرگز نہ چاہوں دولت عنقا
اگر خورشید کے مانند فلک زیرِ نگیں آوے

نہ جاوے کچھ چراغاں سوں شب فرقت کی تاریکی
اُجالا تب ہو مجھ گھر میں کہ جب وو مہ جبیں آوے

کہیں مجھ دل کوں سب مل خاتم مہر سلیمانی
خیال لعل دلبر اس میں کر ہو کر نگیں آوے

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب، جبکہ وو ظالم
کمر سوں کھینچتا خنجر، چڑھاتا آستیں آوے

309

اگر بازار میں خوبی کے وو رشک پری آوے
عجب نئیں گر فلک سیتی اُترج ہو مشتری آوے

قلم نرگس کی جب لے کر لکھوں تجھ چشم کی خوبی
ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے

کبھی خاطر منیں خطرہ نہ آوے حور جنت کا
اگر یک بار مجھ خلوت میں وو رشک پری آوے

سجن! میں خواب میں دیکھا ہوں تیرے مکھ کا آئینہ
عجب نہیں گر مرے گھر دولت اسکندری آوے
ولی رکھتا ہوں سینے میں ہزاراں گوہر معنی
دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر کئی جوہری آوے

310

فلاطوں ہوں زمانے کا سجن جب مجھ گلی آوے
نہ پوجھوں طفل مکتب کر اگر وہاں بوعلی آوے
سرود عشق مجھ دل میں لبالب ہے، عجب مت کر
اگر مجھ آہ کی نے سوں صدائے بانسلی آوے
تماشا دیکھنے تیرے دہن کا اے گلستاں رو
برنگ گل نکل کر ہر چمن سوں ہر کلی آوے
کروں کیا اے سجن تجھ پر مرا افسوں نہیں چلتا
وگرنہ اک اشارت میں پری مجھ گھر چلی آوے
غرور حسن نے تجکوں کیا ہے اس قدر سرکش
کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ گھر ولی آوے

311

یک بار گر چمن میں وو نو بہار جاوے
بلبل کے دل سوں گل کا سب اعتبار جاوے
آوے اگر کرم سوں مانند ابر رحمت
دیکھے سوں آب اس کی دل کا غبار جاوے

چنچل کی بات لاوے طوطی اگر زباں پر
البتہ آرسی کے دل سوں غبار جاوے
جاتی ہے حاسداں کے یوں دل میں بیت میری
سینے میں دشمناں کے جیوں ذوالفقار جاوے
مستی نے تجھ نین کی بے خود کیا ولی کوں
آوے جو بزم مے میں کیوں ہوشیار جاوے

312

اگر وو رشک گل زار ارم گلشن طرف جاوے
عجب نئیں باغ میں مالی کیے پر اپنے پچھتاوے
کہاں ہے تاب مانی کوں کہاں بہزاد کوں طاقت
کہ تیری ناز کی تصویر تجکوں لکھ کے دکھلاوے
رکھے جیوں دانۂ تسبیح عنبر طبلۂ دل میں
خیال خال دلبر عاشق بے دل اگر پاوے
کہاں ہے آج یا رب جلوۂ مستانۂ ساقی
کہ دل سوں تاب، جی سوں صبر، سر سوں ہوش لے جاوے
کیا ہے جس کی زلفاں نے ہمارے دل کوں سرگرداں
نئیں کئی اس ہٹیلے کوں وہ نازنیں تک کام فرماوے
ولی ارباب معنی میں اسے ہے عرش کا رتبہ
پری زاد معانی کوں جو کئی کرسی پہ بٹھلاوے

313

تو اس زلفاں کے حلقے سوں اگر دریا پہ چل جاوے
عجب نئیں اے پری پیکر اگر گرداب بل جاوے

کہاں طاقت ہے ہر اک کوں کہ دیکھے تجھ طرف ظالم
ترے ابرو کی یہ شمشیر رستم دیکھ ٹل جاوے

لگے برسات انجھواں کی ہر اک کے دیدۂ تر سوں
جہاں مانند بجلی کے مرا چنچل چپل جاوے

تو جب نہانے کوں جاوے روز روشن جانب دریا
تری زلفاں کے ہندو کی سیاہی تار جل جاوے

ترے فدوی ترے دربار آسکتے نہیں ہرگز
رقیب رو سیہ جاوے تو اس گھر سوں خلل جاوے

چمن میں گر خبر جاوے ہمارے دل کی سوزش کی
دل بلبل کے مانند[1] ہر گل خوش رنگ جل جاوے

کروں جب آہ و نالہ کا علم برپا ترے غم میں
مرے انجھواں کی فوجاں سوں ندی کا پل کھسل جاوے

تری انکھیاں کی ہے تعریف ہر ہر بیت میں میری
غزالاں صید ہو آویں جہاں میری غزل جاوے

ولی ہے اس قدر صافی صنم کے صاف چہرے پر
کہ اس کے وصف لکھنے میں قلم کا پگ پھسل جاوے

---

1. بہ یک نون پڑھا جائے یا دال کے حذف کے ساتھ

314

دل چھوڑ کے، یار کیوں کے جاوے　　زخمی ہے شکار کیوں کے جاوے

جب لگ نہ ملے نہ شراب دیدار　　انکھیاں کا خمار کیوں کے جاوے

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں　　جنت سوں بہار کیوں کے جاوے

انجھواں کی اگر مدد نہ ہووے　　مجھ دل کا غبار کیوں کے جاوے

ممکن نہیں اب ولؔی کا جانا
ہے عاشق زار کیوں کے جاوے

315

چمن میں جلوہ گر جب وو گلِ رنگیں ادا ہووے
خزانِ خاطرِ عاشق بہارِ مدعا ہووے

ہوا ہوں زرد و لاغر کاہ کے مانند تجھ غم میں
بجا ہے گر کشش تیری بھواں کی کہربا ہووے

برنگِ گرد باد اس کوں کرے عالم میں سرگرداں
جسے عشقِ بلا انگیزِ خوباں رہنما ہووے

نہ چھوڑیں راستی روشن دلاں صبحِ قیامت لگ
اگر جیوں شمع ہر ہر آن تن سوں سر جدا ہووے

اَپس کے کعبۂ مقصد کوں بے سعی سفر پہنچوں
خیال اُس کا اگر کشتی میں دل کی ناخدا ہووے

چمن میں دل کے جب گزرے خیال اس سرو قامت کا
سراپا آہ سردِ سینہ سردِ خوش ادا ہووے
پڑھے گر فاتحہ ظالم لب جاں بخش سوں اپنے
شہادت گاہ عاشق چشمۂ آب بقا ہووے
نہ ہووے یک صبح نانِ گرم سورج سوں اسے سیری
تمھارے درس کی نعمت کی جس کوں اشتہا ہووے
جدا اُس گوہرِ یکتا سوں ہونا سخت مشکل ہے
اگر یک آن ہم دریا دلاں سوں آشنا ہووے
ولی مشکل نہیں ہرگز پہنچنا آب حیواں کوں
اگر خضرِ خط خوباں ہمارا رہنما ہووے

316

اگر موہن کرم سوں مجھ طرف آوے تو کیا ہووے
ادا سوں اس قد نازک کوں دکھلاوے تو کیا ہووے
مجھے اس شوخ کے ملنے کا دائم شوق ہے دل میں
اگر یک بار مجھ سوں آ کے مل جاوے تو کیا ہووے
رقیباں کے نہ ملنے میں نہایت اس کی خوبی ہے
اگر دانش کوں اپنی کام فرماوے تو کیا ہووے
پیا کے قند لب اوپر کیا ہے ہٹ مرے دل نے
محبت سوں اگر ٹک اس کوں سمجھاوے تو کیا ہووے

ولی کہتا ہوں اس موہن سوں ہر اک بات پردے میں
اگر میرے سخن کے مغز کوں پاوے تو کیا ہووے

317

اگر مجھ کن، تو اے رشک چمن ہووے تو کیا ہووے
نگہ میری کا تیرا مکھ وطن ہووے تو کیا ہووے
سیہ روزاں کے ماتم کی سیاہی دفع کرنے کوں
اگر یک نس تو شمع انجمن ہووے تو کیا ہووے
تری باتاں کے سننے کا ہمیشہ شوق ہے دل میں
اگر یک دم تو مجھ سوں ہم سخن ہووے تو کیا ہووے
مُوا جو شوق میں تجھ دیکھنے کے اے ہلال ابرو
اسے انکھیاں کے پردے کا کفن ہووے تو کیا ہووے
اگر غنچہ دہن یک رات اِس ہستی کے گلشن میں
ولی مجھ بر میں وو گل پیرہن ہووے تو کیا ہووے

318

گرمی سوں وو پری رو جب شعلہ تاب ہووے
برجا ہے دل جلوں کا سینہ کباب ہووے
جو تجھ سوں ہو مقابل وو شرم سوں عجب نئیں
جیوں عکس آرسی میں گر غرق آب ہووے

تصویر تجھ پری کی دیکھا ہے جن نے اُس کا
برجا ہے گر تخلص حیرت مآب ہووے

آلودہ کیوں نہ ہووے دامان پاک زاہد
جب دست نازنیں میں جام شراب ہووے

شبنم میں غرق ہووے شرمندگی سوں ہر گل
وو گل بدن چمن میں جب بے حجاب ہووے

تیرے لباں کے آگے برجا ہے اے پری رو
گر آب زندگانی موج سراب ہووے

کیوں بے خودی نہ آوے اس وقت پر ولی کوں
وو سرو ناز پیکر جب نیم خواب ہووے

319

تجھ رخ سوں جب کنارے صبح نقاب ہووے
عالم تمام روشن جیوں آفتاب ہووے

آوے تو کیا عجب ہے شیشے پہ دل کے آفت
جس وقت وو ستم گر مست شراب ہووے

برجا ہے انجمن میں اس دل رُبا کی اَے دل
گر تار سوں نگہ کے تار رباب ہووے

کیوں کر رہے عزیزاں تاریکیِ شب غم
وو رشک ماہ انور جب بے حجاب ہووے

گرمی سوں دیکھتا ہوں تیری طرف اے گل رو
تا وو رقیب بد خو جل بل کباب ہووے

ہے ماہ نو کے دل میں یہ آرزو ہمیشہ
اے شہسوار آکر تیری رکاب ہووے

ہر ہر نگہ سوں اپنی بے خود کرے ولی کوں
وو چشم مست سرخوش جب نیم خواب ہووے

320

وو محبت میں تری فانی ہوئے | روز و شب جو محو حیرانی ہوئے
دیکھ تجھ ابرو کی جوہر دار تیغ | جوہراں تلوار کے پانی ہوئے
تجھ نین کے خنجراں پر کر نظر | دیدہ بازاں چشم قربانی ہوئے
اے سجن تیری پرت کے دوست کے | دوستاں کئی دشمن جانی ہوئے
جب سوں تو کھایا ہے پان اے آفتاب | تیرے لعلِ لب بدخشانی ہوئے
تجھ دہان کالعدم کی یاد سوں | بات میں عشاق کئی فانی ہوئے
تجھ دتن کی دیکھ خوبی گوہراں | غرق دریائے پشیمانی ہوئے
تجھ کو جو دیکھے یہاں اے صبح رو | جیوں سُرج دل اُن کے نورانی ہوئے

عشق میں اُس رشک لیلیٰ کے ولی
مثل مجنوں کئی بیابانی ہوئے

321

جب کیا رات کوں تجھ زلف نے بے تاب مجھے
تب پریشانی میں جیوں کال دِسے خواب مجھے

تیرے غبغب کے خیالاں میں پھنسا جب تی دل
عشق نے بحر میں غم کے کیا گرداب مجھے

مضطرب عشق سوں ہوں مجکوں ملامت نہ کرو
تپشِ دل نے دیا رعشۂ سیماب مجھے

جب کیا چاہ ترے چاہ زنخداں کی یو دل
چرخِ گرداں نے دیا گردشِ دولاب مجھے

خم ہوئی قوسِ قزح اس کا خمِ ابرو دیکھ
جس نے دیوار میں غم کے کیا محراب مجھے

چمنِ اُمید کا گرمی سوں گنہ کی جو سُکھا
ابرِ رحمت نے کیا فیض سوں سیراب مجھے

جم کے رتبے سوں ولی مرتبہ اوپر ہے اگر
جام میں دل کے میسّر ہو مئے ناب مجھے

322

سرخوشی حاصل ہوئی ہے آج گوناگوں مجھے
سبزۂ خط نے دیا ہے نشۂ افیوں مجھے

کشتۂ منت، نہیں مینائے نرگس کا کبھی
ہے خیالِ چشمِ خوباں بادۂ گل گوں مجھے

لالہ و گل مجھ سوں لے جاتے ہیں رنگ و بوے درد
گل رخاں کے عشق نے جب سوں کیا خوں مجھے

ہوش کھونا عاشق بے دل کا کچھ مشکل نہیں
نام لے اُس رشک لیلیٰ کا کرو مجنوں مجھے

کیوں نہ ہووے آہ میری ہمسر سرو بلند
یاد آتا ہے عزیزاں وو قد موزوں مجھے

کثرت اسباب دل لینے کوں کچھ درکار نئیں
یک نگاہ لطف سوں کر اے صنم مفتوں مجھے

آبرو کی کس سوں راکھوں جگ منیں چشم امید
ہر گھڑی کرتے ہیں رسوا دیدۂ پُرخوں مجھے

کیا ہوا گر عقل دور اندیش کی سنتا ہوں بات
ہوش سوں کھووے گا آخر وو لب میگوں مجھے

اے ولی رکھ دل میں آوے وو صنم آہنگ شوق
نغمۂ عشاق کا آوے اگر قانوں مجھے

323

کیوں نہ حاصل ہو رم آہو مجھے
اُس کی انکھیاں نے کیا جادو مجھے

رات آنے کہہ کے پھر آیا نئیں
پیچ دیتا ہے وو مشکیں مو مجھے

اے عزیزاں کیا کروں اخلاص کی
پہنچتی نئیں گل بدن سوں بو مجھے

کیوں کے بیٹھوں گوشۂ آرام میں
کھینچتا ہے وو کماں ابرو مجھے

بلبل نالاں ہوا ہوں درد سوں
جب نظر آیا ہے وو گل رو مجھے

شوخیِ چشم پری کا دنگ ہوں
حیرت افزا ہے رم آہو مجھے

ذہن میں بستا ہے وو خورشید رو
گرمیِ غم سوں ہوئی ہے خو مجھے

بسکہ ہوں تیری جدائی سوں ضعیف　　آرسی دیتی نہیں ہے رو مجھے

اے ولی ہے جگ میں محراب دعا
قبلہ رو کا ہر خم ابرو مجھے

324

تجھ نگاہ مست سوں حاصل ہے مدہوشی مجھے
تجھ لبِ خاموش نے بخشی ہے خاموشی مجھے

غیر سوں خالی کیا ہوں دل کوں اپنے جیوں حباب
تجھ نگہ نے جب سوں بخشی خانہ بردوشی مجھے

جام میں روشن ہے جم کی سلطنت کا سب حساب
عیش سلطانی کا ہے فیضِ قدح نوشی مجھے

تجھ کمر کی تاب پر طاقت ربائی ختم ہے
اس نزاکت نے دیا میل ہم آغوشی مجھے

اے ولی از بسکہ اس کی یاد میں ہے محو دل
غیر کے خطرے سوں نس دن ہے فراموشی مجھے

325

حافظے کا حسن دکھلایا ہے نسیانی مجھے
ہے کلید قفل دانش طرز نادانی مجھے

موجزن ہے دل میں میرے ہر رین میں پیچ وتاب
جب سوں تیری زلف نے دی ہے پریشانی مجھے

کیوں پری رویاں نہ آویں حکم میں میرے تمام
تجھ دہن کی یاد ہے مُہر سلیمانی مجھے

یک پلک دوجے پلک سوں نئیں ہوئی ہے آشنا
جب سوں تیرے حسن نے بخشی ہے حیرانی مجھے

اے ولی حق رفاقت کے ادا کرتے کیا
مستحق مغفرت آلودہ دامانی مجھے

326

مدت ہوئی سجن نے کتابت نئیں لکھی
آنے کی اپنے رمز و کنایت نئیں لکھی

میں اپنے دل کی تجکوں حکایت نئیں لکھی
تیری مفارقت کی شکایت نئیں لکھی

کرتا ہوں اپنے دل کی نمن چاک چاک اسے
جو آہ کے قلم سوں کتابت نئیں لکھی

تصویر تیرے قد کی مصور نہ لکھ سکے
ہرگز کسی نے ناز کی صورت نئیں لکھی

مارا ہے انتظار نے مجکوں ولے ہنوز
اُس بےوفا کوں دل کی حقیقت نئیں لکھی

وو دل ہے نورِ حق ستی فارغ کہ جس منیں
مصحف سوں تجھ جمال کے آیت نئیں لکھی

کیوں سنگ دل تمام مسخر ہوے، اگر
طالع میں میرے کشف و کرامت نئیں لکھی

ڈرتا ہوں سادگی ستی موہن کی اے ولی
اس خوف سوں رقیب کی غیبت نئیں لکھی

327

پڑا حیرت میں دل اُس حسن عالم گیر کے دیکھے
مصور دنگ ہے جس جلوۂ تصویر کے دیکھے

ہوا جی محو یوں اُس زلف خم در خم کے دیکھے سوں
کہ جیوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے

تری زلفاں کے پیچاں سوں مرے دل کوں اندیشہ نئیں
کہ دیوانے کو جیوں پروا نئیں زنجیر کے دیکھے

مرا دل دیکھ کر غمزے کوں تیرے ہوئی[1] ہے خوش وقتی
کہ جیوں ہوتی ہے شادی شیر کوں نخچیر کے دیکھے

کھلا یوں دل مرا تیری نگہ کے تیر کی خاطر
کماں آغوش جیوں کر کھولتی ہے تیر کے دیکھے

ترے مکھ کے صفحے پر خط لکھا قدرت کے کاتب نے
تعجب میں ہیں سب خطّاط اس تحریر کے دیکھے

ولؔی کے دل کوں یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی بھیتر
کہ جیوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے

328

مست تیرے جام لب کا باغ میں لالا اَہے
بے خودی کا ہاتھ میں اُس کے سدا پیالا اَہے

شوقؔ سوں تجھ سرو قد کے سرکشی پایا ہے سرو
سب نہالاں میں سخن اس کا سدا بالا اَہے

تجھ لٹک چلنے کی کیفیت صنوبر نے سُنا
تو گلاں کی انجمن میں مست و متوالا اَہے

---

1. بروزن فع

بے نشاں ہے جس کے دل میں نئیں محبت کی شراب
شیشۂ خالی نمن مجلس سوں نر والا اَہے
اس انکھاں ہور زلف کا از بسکہ دیکھا ہے طلسم
شعر تیرا اے ولؔی یو سحر بنگالا اَہے

329

کمر اس دل رُبا کی دل رُبا ہے نگہ اُس خوش ادا کی خوش ادا ہے
سجن کے حسن کوں ٹک فکر سوں دیکھ کہ یہ آئینۂ معنی نما ہے
یہ خط ہے جوہر آئینہ راز اسے مشک ختن کہنا بجا ہے
ہوا معلوم تجھ زلفاں سوں اے شوخ کہ شاہ حسن پر ظلِ ہُما ہے
نہ ہووے کو کن کیوں آکے عاشق جو وو شیریں ادا گل گوں قبا ہے
نہ پوچھو آہ و زاری کی حقیقت عزیزاں عاشقی کا مقتضا ہے
ولؔی کوں مت ملامت کر اے[1] واعظ
ملامت عاشقوں پر کب روا ہے

330

نگہ کی تیغ لے وو ظالم خوں خوار آتا ہے
جگت کے خوب رویاں کا سپہ سالار آتا ہے
ہر اک دیدے کوں حکم آرسی ہے اس کے جلوے سوں
جدھاں وو حیرت افزا جانب بازار آتا ہے
سُرج کو بوجھتا ہوں صبح کے تاراں سوں بھی کمتر
نظر میں میری جب وو یار مہ رخسار آتا ہے

1. بہ قدر یک حرکت

صنوبر کے دل اوپر کیوں نہ ہو قائم قیامت تب
ادا سوں جب چمن بھیتر وو خوش رفتار آتا ہے
مثال شمع کرتا ہے سینے کی انجمن روشن
ولی جس شب کوں مجھ دل میں خیال یار آتا ہے

331

ترے خورشید مکھ اوپر عجب جھلکار دستا ہے
ترے رخسار پر تل نقطۂ پرکار دستا ہے
اگرچہ جام جم میں راز عالم تھا عیاں لیکن
ترے مکھ کے تجلی میں دوجا اسرار دستا ہے
انکھیاں نرگس، زُلف دہن غنچہ عذاراں گل
ترے مکھ کے گلستاں میں یو سب گلزار دستا ہے
حقیقت زلف تیری کی جگت پر کچھ نہیں ظاہر
یو بے شک مجھ گناہاں کا سیہ طومار دستا ہے
نگہبانی کوں تجھ مکھ کی بندھے ہے زلف نے حلقہ
خزینے حسن کے اوپر یو بے شک مار دستا ہے
تری چنچل انکھیاں کی جگ منیں تمثیل ظاہر نئیں
مگر پُتلی نین کی یو کشن اوتار دستا ہے
تری انکھیاں کے پردے میں خدا کے راز ہیں مخفی
سیاہی نین کی یو نقطۂ اسرار دستا ہے

ترے گل زار مکھ اوپر پسینے کا یو شبنم نئیں
کہ ہر یک بوند رخ اوپر دُرِ شہوار دستا ہے
ولی مشتاق درسن کا اگر نئیں تو سبب کیا یو
جو تجھ دربار پر دایم ہزاراں بار دستا ہے

332

مغز اس کا سو باس[1] ہوتا ہے گل بدن کے جو پاس ہوتا ہے
آشنابی، نئیں تو جاتا ہوں کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیوں کے کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں عاشقی میں لباس ہوتا ہے؟
تجھ جدائی میں نئیں اکیلا میں درد و غم آس پاس ہوتا ہے
اے ولی دل ربا کے ملنے کوں
جی میں میرے ہلاس ہوتا ہے

333

آج سرسبز کوہ و صحرا ہے ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
چہرۂ یار و قامت زیبا گل رنگین و سرو رعنا ہے
معنیِ حسن و معنیِ خوبی صورتِ یار سوں ہویدا ہے
دم جاں بخش نو خطاں مجکوں چشمۂ خضر ہے مسیحا ہے
کمر نازک و دہان صنم فکر باریک ہے معما ہے
مو بہ مو اس کوں ہے پریشانی زلف مشکیں کا جس کوں سودا ہے

---

1. بمعنی معطر

کیا حقیقت ہے تجھ تواضع کی یو تلطف ہے یا مدارا ہے
سببِ دل ربائیِ عاشق مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے
جوں ولی رات دن ہے محو خیال
جس کوں تجھ وصل کی تمنا ہے

334

عشاق کی تسخیر کوں بالا یہ بلا ہے یا ناز مجسّم ہے یا تصویر ادا ہے
از بسکہ دل اس رشک پری پر جو بندھا ہوں ہر موسوں مرے رنگ جنوں جلوہ نما ہے
یا لفظ ہے رنگین ہم آغوش معانی یا بر میں گل اندام کے گل رنگ قبا ہے
جاتا نہیں گلشن کی طرف صبح وو گل رو بوجھا ہے کہ واں آہ مری باد صبا ہے
بیماریِ عاشق ہے تجھ انکھیاں ستی لیکن صد شکر کہ تجھ لب منیں ہر دکھ کی دوا ہے
مجھ حال پر اے بوعلی وقت نظر کر تجھ چشم میں بوجھا ہوں کہ قانون شفا ہے
گر حکم میں میرے ہو سعادت تو عجب نئیں سایہ ترا مجھ سر کے اُپر ظل ہما ہے
یک دید کا وعدہ دیا توں اپنی رضا سوں راضی ہوں میں اس پر کہ تری جس میں رضا ہے
پایا ہوں ولی سلطنت ملک قناعت
اب تخت و چتر حق میں مرے ارض و سما ہے

335

نہ وہ بالا نہ وہ بالی بلا ہے بلائے عاشقاں ناز و ادا ہے
تغافل شوخ کا عاشق کے حق میں ستم ہے ظلم ہے جور و جفا ہے
کہا مژگاں نے اس کی سوزباں سوں کہ عاشق پر ستم کرنا روا ہے

نہ جاوے تجھ کوں چھوڑ اے گلشن ناز   مرا دل بلبل باغ وفا ہے
زہے دولت کہ دائم سایۂ یار   ہمارے سر پہ جیوں ظل ہما ہے
مرا دل کیوں نہ جاوے اس گلی میں   گلی اس دل ربا کی دل کشا ہے
ہمیشہ عندلیب عاشقی کوں   گل مقصود تیرا نقش پا ہے
ولی آتے ہیں راہ عشق میں وو
کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

336

دیکھا ہوں جسے وو مبتلا ہے   خوباں کی نگاہ نئیں بلا ہے
گر تجھ کوں ہے عزم سیر گلشن   دروازۂ آرسی کھلا ہے
صیقل سوں تیری بھواں کی اے شوخ   آئینۂ عشق کوں جلا ہے
تجھ باج نظر میں بلبلاں کی   گلشن نئیں دشت کربلا ہے
خوباں کا ہوا جو سرد بازار   تجھ حسن کا جب سوں غلغلا ہے
جیوں شمع ہوا جو تجھ پہ عاشق   وہ سر سوں قدم تلک جلا ہے
اے اہل ہوس نگاہ مت کر   بالائے سہی قداں بلا ہے
یک دل نئیں آرزو سوں خالی   برجا ہے محال اگر خلا ہے
تسخیر کیا ہے گوش گل کوں
بلبل کا ولی عجب گلا ہے

337

صنم میرا سخن سوں آشنا ہے   مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے
چمن منیں وصل کے ہر جلوۂ یار   گل رنگیں بہار مدعا ہے

نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی   کہ موج چشمۂ آب بقا ہے

تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ   تری یہ کم نگاہی نیمچا ہے

نہیں واں آب، غیر از آب خنجر   شہادت گاہ عاشق کر بلا ہے

غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے
نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

338

گلستانِ لطافت میں ترا قد سرو رعنا ہے
ہمیشہ نازکی کے آبجو میں جلوہ پیرا ہے

عدم ہے تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر
اگر بالفرض و التقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے

ہوا ہے دل نشیں وو سرو قامت بسکہ مجھ دل میں
صنوبر گر مرے سائے سوں پیدا ہوتو بُرجا ہے

پریشانی کے مکتب کا معلم اس کوں کہہ سکیے
تری زلف پریشاں کا صنم جس سر میں سودا ہے

ولی میری تواضع سوں رقیب سنگ دل دائم
پشیماں ہے خجل ہے منفعل ہے سخت رسوا ہے

339

قد ترا رشک سرو رعنا ہے   معنیِ نازکی سراپا ہے

تجھ بھواں کی میں کیا کروں تعریف   مطلعِ شوخ و رمز و ایما ہے

ساقی و مطرب آج ہیں ہم رنگ   نشۂ بے خودی دو بالا ہے

کیوں نہ ہر ذرہ رقص میں آوے　　جلوہ گر آفتاب سیما ہے
نہ رہے اس کے قد کوں دیکھ بجا　　سرو ہر چند پائے برجا ہے
چمن حسن میں نگہ کر دیکھ　　زلف معشوق عشق پیچا ہے
نہ کرے کیوں نثار نقد نیاز　　جس کوں تجھ ناز کی تمنا ہے
کیوں نہ مجھ دل کوں زندگی بخشے　　بات تیری دم مسیحا ہے
سنبل اس کی نظر میں جا نہ کرے　　جس کوں تجھ گیسواں کا سودا ہے
اس کے پیچاں کا کچھ شمار نہیں　　زلف ہے یا یہ موج دریا ہے
ترک کر اے رقیب فرعونی　　آہ میری عصائے موسا ہے
آج تجھ غم سوں ہے ولی گریاں　　دیکھ جل پور کا تماشا ہے

340

کماں ابرو پہ جیو قرباں ہوا ہے　　دل اس کے تیر کا پیکاں ہوا ہے
بھواں تیغ و پلک، خنجر، نگہ، تیر　　یو کس کے قتل کا ساماں ہوا ہے
مرا دل مجھ سوں کر کر بے وفائی　　پسندِ خاطر خوباں ہوا ہے
پیا ہے جام دل سوں بادۂ خوں　　جو بزم عشق میں مہماں ہوا ہے
عزیزاں کیا ہے پروانے کے دل میں　　کہ جی دینا اُسے آساں ہوا ہے
طبیباں کا نئیں محتاج ہرگز　　جسے درد بتاں درماں ہوا ہے
برنگ گل فراق گل رخاں میں　　گریباں چاک تا داماں ہوا ہے
سواد خطِ خوباں دل کشی میں　　بہار گلشن ریحاں ہوا ہے
ولی تصویر اس کی جن نے دیکھا
مثال آرسی حیراں ہوا ہے

341

عشق نمیں یہ ہنر بر آیا ہے　　دشمن ہوش و صبر آیا ہے

دیکھ اُس کی کلاہ بارانی　　چاند پر آج ابر آیا ہے

مجھ سوں وحشی ہیں خوش نین، گویا　　فوج آہو میں ببر[1] آیا ہے

یا صنم کا ہے غمزۂ بے دیں　　یا ولایت سوں گبر آیا ہے

اے ولی کیا سبب کہ آج صنم
بر سر جور و جبر آیا ہے

342

سُرج ہے شعلہ تری اگن کا جو جا فلک پر جھلک لیا ہے
نمک نے اپنے نمک کوں کھوکر ترے نمک سوں نمک لیا ہے

یہ درسوں تیرے جو نور چمکا سو اس سوں تارے ہوئے منور
یو چاند تجھ حسن کا جو نکلا فلک نے تجھ سوں اُچک لیا ہے

ترے درس کا یہ نور انور جدھاں سوں روشن ہوا ہے جگ میں
تدھاں سوں بجلی نے اس چمک سوں اپس چمک میں چمک لیا ہے

ترے شکر لب کی کیا ثنا کہوں[2] کہ لعل جگ میں جو ہے معزز
ترے لباں کی یہ دیکھ سرخی سو اُس نے رنگ و دمک لیا ہے

جو کھول لٹ کوں چلا لٹک کر جھلک جھلک کر جو مکھ دکھایا
سوں لٹ کو دیکھے ولی اٹک کر سجن نین میں اٹک لیا ہے

---

1. بہ سکون دوم　　2. بروزن فع

343

مکتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے
خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے

ظاہر ہوا ہے مجھ پہ ترے ناز سوں صنم
رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے

مانند مو ضعیف کیا اس کے شوق نے
جس مو کمر کا ناؤں نزاکت مآب ہے

کیفیت بہار ادا تب سوں ہے عیاں
وو مست ناز جب ستی مست شراب ہے

تیرے نین کے دور میں بے وقر ہے شراب
مے خانہ تجھ نگاہ سوں دائم خراب ہے

دیوان میں ازل کے ملے جب سوں حسن و عشق
تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے

پوشیدہ حال عشق رہے کیوں کے اے ولی
غماز یادِ زلفِ صنم پیچ و تاب ہے

344

عشق میں جس کوں مہارت خوب ہے
مشرب مجنوں طرف منسوب ہے

عاشق بے تاب سوں طرز وفا
جیوں ادا محبوب کی محبوب ہے

عشق کے مفتی نے یوں فتویٰ دیا
دیکھنا، خوباں کا درس خوب ہے

لخت دل پر خط لکھا ہوں یار کوں
داغ دل مہر سر مکتوب ہے

غمزہ و ناز و ادائے نازنیں
ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے

لکھ دیا یوسف غلامی خط تجھے
گرچہ نورِ دیدۂ یعقوب ہے

ہر گھڑی پڑھتا ہے اشعار ولی
جس کوں حرف عاشقی مرغوب ہے

345

جسے اقلیم تنہائی میں انداز اقامت ہے
جبین حال پر اُس کی سدا رنگ سلامت ہے

گزر اس سرو قامت کا ہوا ہے جب سوں مسجد میں
موذن کی زباں اوپر ہمیشہ لفظ قامت ہے

مجھے روز قیامت کا رہا نئیں خوف اے واعظ
خیال قامتِ رعنا مرے حق میں قیامت ہے

ہوا ہے صورت دیوار زاہد کنج عزلت میں
یہی اس حسن حیرت بخش کی ظاہر کرامت ہے

ہوا ہے جو جبیں فرسا تری محراب ابرو میں
صف عشاق میں اس کوں بحکم عشق امامت ہے

سیہ بختی ہوئی جگ میں نصیب عاشق بے دل
یہ تجھ زلف پریشاں کی پریشانی کا شامت ہے

نہ ہو ناصح کی سختی سوں مکدر اے دل شیدا
سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے

شرف ذاتی ہے تجھ کوں اے گل گلزار معشوقی
تجلی مکھ اُپر تیرے سیادت کی علامت ہے

ولی جو عشق بازی کی حقیقت سوں نمیں واقف
سخن اس کا قیامت میں گل باغ ندامت ہے

346

جس دل رُبا سوں دل کوں مرے اتحاد ہے
دیدار اُس کا میری انکھاں کی مراد ہے
رکھتا ہے بر میں دلبر رنگیں خیال کوں
مانند آرسی کے جو صاف اعتقاد ہے
شاید کہ دام عشق میں تازہ ہوا ہے بند
وعدے پہ گل رخاں کے جسے اعتماد ہے
باقی رہے گا جور و ستم روز حشر لگ
تجھ زلف کی جفا میں نپٹ امتداد ہے
مقصود دل ہے اُس کا خیال اے ولی مجھے
جیوں مجھ زباں پہ نام محمدؐ مراد ہے

347

سرو میرا مہر سوں آزاد ہے — شوخ ہے بے درد ہے صیاد ہے
ہاتھ سوں اُس غمزۂ خوں ریز کے — داد ہے بے داد ہے فریاد ہے
آب ہووے کیوں کے دل اس سرو کا — سخت ہے بے رحم ہے فولاد ہے
عشق میں شیریں بچن کے رات دن — آہ دل پر تیشۂ فرہاد ہے
غم نہیں مجنوں کوں ہرگز اے ولی
خانۂ زنجیر اگر آباد ہے

348

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے
غمزۂ خوں خوار ظالم بر سر بے داد ہے

کیوں نہ ہو فوارۂ خوں جوش زن رگ رگ ستی
ہر نگاہ تیز خوباں نشتر فصاد ہے

یک گھڑی تجھ ہجر میں اے دل رُبا تنہا نہیں
مونس دم ساز میرا آہ ہے، فریاد ہے

تل بناتے دیکھ اس کوں مجھ پہ یوں ظاہر ہوا
صید کرنے کوں ہمارے رغبت صیاد ہے

آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید
جا نمازِ زاہد عزلت نشیں برباد ہے

حرف شیریں اُس ستی ہوتے ہیں ہر دم جلوہ گر
اہل معنی کی زباں کیا تیشۂ فرہاد ہے

سرو کی وارستگی اوپر نظر کر اے ولؔی
باوجود خود نمائی کس قدر آزاد ہے

349

گل رخاں میں جس کے سر پر طرۂ زرتار ہے
زیب گلزار ادا وو سرو خوش رفتار ہے

چہرۂ گل رنگ و زلف موج زن خوبی منیں
آیت جنات تجری تحتہا الانہار ہے

بسکہ بے درداں ہوئے ہیں مجتمع چاروں طرف
بستۂ زلف پری رویاں پہ مارا مار ہے

زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن اس سوں غم نئیں
سبزۂ خطِ دل آرا مرہم زنگار ہے

کیوں کے جاوے بوالہوس اس کی گلی میں ہو دلیر
ہر نگاہ تیز اس کی تیر ہے تردار ہے
کیوں نہ لیویں زاہد تجھ دیکھ طرز برہمن
رشتۂ اخلاص تیرا رشتۂ زنار ہے
مت نصیحت کر ولی کوں اے سخن نا آشنا
ترک کرنا عشق کوں دشوار ہے دشوار ہے

350

عشق میں صبر و رضا درکار ہے　　فکر اسباب وفا درکار ہے
چاک کرنے جامۂ صبر و قرار　　دل بِرِ رنگیں قبا درکار ہے
ہر صنم تسخیر دل کیوں کر سکے　　دل رُبائی کوں ادا درکار ہے
زلف کوں وا کر کہ شاہ عشق کوں　　سایۂ بال ہما درکار ہے
رکھ قدم مجھ دیدۂ خوں بار پر　　گر تجھے رنگ حنا درکار ہے
دیکھ اس کی چشم شہلا کوں اگر　　نرگس باغ حیا درکار ہے
عزم اس کے وصل کا ہے اے ولی
لیکن امداد خدا درکار ہے

351

بیاباں عاشقاں کوں ملک اسکندر برابر ہے
ہر اک گوہر انجھو کا تخت کے اختر برابر ہے
جنوں کے ملک کے سلطاں کوں کیا کیا حاجت ہے، افسر کی
بگولا سر اُپر مجنوں کے سو افسر برابر ہے

جو کُئی حاصل کیا ہے دولت عالی کوں سوزش کی
پھپھولا اس دل دریا بھتر گوہر برابر ہے
فنا کر کر جو کُئی دنیا کی سمجھا زندگانی کوں
اسے گزران کرنے کوں جنگل ہور گھر برابر ہے
ولی دیواں میں میرے تودۂ دفتر کی حاجت نئیں
کہ مجھ دیواں میں ہر اک شعر سو دفتر برابر ہے

352

نہ سمجھو خود بخود دل بے خبر ہے — نگہ میں اُس پری رُو کی اثر ہے
اجھوں لگ مکھ دکھایا نئیں اپس کا — سجن مجھ حال سوں کیا بے خبر ہے
مروت ترک مت کر اے پری رو — محبت میں مروت معتبر ہے
ترے قد کے تماشے کا ہوں طالب — کہ راہ راست بازی بے خطر ہے
تری تعریف کرتے ہیں ملائک — ثنا تیری کہاں حد بشر ہے
بیانِ اہل معنی ہے مطوّل — اگرچہ حسب ظاہر مختصر ہے
ولی مجھ رنگ کوں دیکھے نظر بھر
اگر وو دل ربا مشتاق زر ہے

353

نہ جانوں خط میں تیرے کیا اثر ہے — کہ اُس دیکھے سوں دل زیروزبر ہے
اُسے باریک بیں کہتے ہیں عاشق — نظر میں جس کو وو نازک کمر ہے
نہ ہووے کیوں ہجوم راست بازاں — جہاں اس سرو قامت کا گزر ہے

ہر اک سوں آشنا ہونا ہنر نئیں — پری رخسار سوں ملنا ہنر ہے
نہ پاؤں تجھ سوں گر سیب زنخداں — نہال عشق بازی بے ثمر ہے
رہیں گے خاک ہو تیری گلی میں — وفاداری ہماری اس قدر ہے

ولی مجھ دل کی آتش پر نظر کر
جہنم کی زباں پر الحذر ہے

354

مکھ ترا آفتاب محشر ہے — شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
رگ جاں سوں ہوا ہے خون جاری — یاد تیری پلک کی نشتر ہے
پہنچتا[1] ہے دلوں کوں ہر جاگہ — غم ترا روزیِ مقدر ہے
مکھ ترا بحر حسن ہے جاناں — زلف پُر پیچ موج عنبر ہے
بات میٹھی ترے لباں کی صنم — حسد انگیز شیر و شکّر ہے
قد سوں تیرے کدھیں نہ پایا پھل — حق میں میرے درخت بے بر ہے
تجھ بن اے نور بخش محفل دل — حالِ مجلس تمام ابتر ہے
آگ ہُئی ہے بقدر نیزہ بلند — شمع نئیں آفتاب محشر ہے
دود آتش کیا ہے سرمۂ چشم — داغ دل دیدۂ سمندر ہے
صفحۂ دل پہ درد کوں لکھنے — رشتۂ آہ تار مسطر ہے
آج جیوں آرسی ہوے ہیں عزیز — خود نمائی جنوں کا جوہر ہے
سادہ رو ہیں ہمیشہ باعزت — آب رَس دن محیط گوہر ہے
مجکوں پہنچی ہے آرسی سوں یہ بات — صاف دل وقت کا سکندر ہے

---

1. بروزن سوچتا۔

سیر دریاے معرفت کوں سنوار کشتیِ دل اگر قلندر ہے

اے ولی کیا ہے حاجت قاصد
نامہ میرا پر کبوتر ہے

355

قبلۂ اہل صفا شمشیر ہے ہادیِ مشکل کشا شمشیر ہے
غازیاں اہل سعادت کیوں نہ ہو سایۂ بال ہُما شمشیر ہے
بوالہوس اس کے اُگے کیوں آسکے صورت دست قضا شمشیر ہے
کیوں نہ دشمن کے کرے سینے میں جا ناخنِ شیر خدا شمشیر ہے
اولاً ریحان و آخر لالہ رنگ ظاہرا برگ حنا شمشیر ہے
زندۂ جاوید شہدا کیوں نہ ہوں موجۂ آب بقا شمشیر ہے
سالک راہ فنا کوں دم بدم آخرت کی رہنما شمشیر ہے
صاحب ہمت کوں نت ہے دست گیر مرشد حاجت روا شمشیر ہے
راہ غربت میں کہ مشکل ہے تمام ناتوانوں کا عصا شمشیر ہے
دشمناں کیوں کر سکیں مکر و فریب صیقل زنگ دغا شمشیر ہے
کیوں نہ ہووے آب سرسوں تا قدم جوہر کانِ حیا شمشیر ہے
کیوں نہ ہووے قتل عاشق دم بدم شوخ کی بانکی ادا شمشیر ہے
جن نے پکڑا گوشۂ آزادگی اُس کوں موج بوریا شمشیر ہے

کعبۂ فتح و ظفر میں اے ولی
شکل محراب دعا شمشیر ہے

356

عاشقاں کی قید تیرا حسن عالم گیر ہے بلبلاں کے واسطے ہر موج گل زنجیر ہے
تجھ نین کی ہے نگاہ راست تیر بے خطا کج ادائی تجھ بھواں کی جوہر شمشیر ہے
حسن تیرا عالم علوی سوں دیتا ہے خبر یہ دم عیسیٰ کی تیرے دم منیں تاثیر ہے
کیا کہ حیراں تری تعریف اے آئینہ رو مو بہ مو تیرا سراپا ناز کی تصویر ہے
اے ولی کہتی ہے بلبل اس کا سن رنگیں سخن
غنچہ لب کے لب اُپر جیوں بوے گل تقریر ہے

357

تشنہ لب کوں تشنگی ئے کی نئیں ناسور ہے
پنبۂ مینا اسے جیوں مرہم کافور ہے
یاد سوں ساقی کے نس دن ہر پلک ہے شاخ تاک
اشک حسرت اس اُپر جیوں خوشئہ انگور ہے
اُس کا دل ہرگز نہ ہو ویراں ازل سوں تا ابد
یاد سوں دلدار کی جس کا سِنہ معمور ہے
نفس سرکش پر جو کُئی پایا ہے یاں فتح و ظفر
دارِ عقبیٰ کے بھتر الحق وہی منصور ہے
تجھ تجلی کے صحیفے کا سُرج ہے یک ورق
عکس تیری زلف کا جگ میں شبِ دیجور ہے

جو سیاہی ہور سفیدی سوں ہوا ہے آشنا
اہل بینش کی نظر میں وو سدا منظور ہے

جلد[1] رو ہو عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے نزیک
کاہلی کوں سٹ دے اے سالک کہ منزل دور ہے

خاکساری جس کوں سلطانی ہے اس عالم منیں
کاسۂ خالی اُسے جیوں چینیِ فغفور ہے

یار کے دیدار کا طالب ہے موسیٰ ہر زماں
اے ولی دربار اُس کا اس کوں کوہ طور ہے

358

نہ بوجھو خود بخود موہن میں اَڑ ہے — رقیب رو سیہ فتنہ کی جڑ ہے
ہر اک زلفاں کے دیکھے نئیں اٹکتا — اٹکتا ہوں جہاں دِل کی پکڑ ہے
کروں کیوں سنگ دل کے دل کوں تسخیر — زبردستی میں بیجاپُر[2] کا گڑ ہے
نئیں بل دار چیرا سر پر اس کے — عزیزاں! یو جوانی کی اکڑ ہے
برستا ہے سجن کے مکھ اُپر نور — نگاہوں کی ہر ایک جانب سوں جھڑ ہے
عجب تیزی ہے تجھ پلکاں میں اے شوخ — دو عالم اس دُودھاری سوں دو دھڑ ہے

ولی تو بحر معنی کا ہے غوّاص
ہر اک مصرع ترا موتیاں کی لڑ ہے

---

1. میر تقی میر نے اپنے تذکرے میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے:
جلد چل ٹک عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے کہیں — کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

2. بیجاپور

359

اُس کے نین میں غمزۂ آہو پچھاڑ ہے
اے دل سنبھال چل کہ اُگے مار دھاڑ ہے

تجھ نین کے چمن منیں کیوں آسکوں کہ یاں
خاراں کی ٹھار خنجر مژگاں کی باڑ ہے

جس کوں نہیں ہے بوجھ ترے حسن پاک کی
تنکا نزیک اُس کے مثال پہاڑ ہے

نرگس کے پھولنے کی کرے سیر دم بہ دم
جو تجھ نگاہ مست کا کیفی کراڑ ہے

دل میں رکھا جدھاں سوں ولی پنجتن کی یاد
داڑِم نمن تدھاں سوں سینے میں دڑاڑ ہے

360

حُسن کا مسند نشیں وو دلبر ممتاز ہے
دلبراں کا حسن جس مسند کا پا انداز ہے

غیرت حیرت ہے خبر اُس آئنہ رو کی کسے
راز کے پردے میں جس کی خامشی آواز ہے

اُس نزاکت آفریں پر ناز ہے کیا ناز کا
سرتی پاؤں تلک سب ناز ہے سب ناز ہے

دل منیں آکر ہوا خلوت نشیں تیرا خیال
غم ترا سینے میں میرے راز کا ہمراز ہے

وو اپس کے وقت کا منصور ہے عالم منیں
صدق سوں تجھ باٹ میں جو عاشق سرباز ہے

سوکھ کر تجھ غم منیں یہ تن ہوا ہے جیوں رباب
دل مرا سینے میں میرے جیوں کہ تار ساز ہے

یاد سوں اُس رشک گلزار ارم کی اے ولی
رنگ کوں میرے سدا جیوں بوئے گل پرواز ہے

361

لہریا چیرا صنم کا بسکہ خوش انداز ہے / دل ربائی میں برنگ موج گل ممتاز ہے

موسم خط میں نہ کر فکر اے گل رنگیں ادا / سبزۂ گلزار خوبی کا ابھی آغاز ہے

روبرو آنے میں اس کے حال دل ظاہر ہوا / جلوۂ آئینہ رویاں کاشف ہر راز ہے

غیر سوں الفت پکڑنا ہجر میں درکار نئیں / دم بدم آہ دل بے تاب گر دم ساز ہے

زندگی میں طائروں کوں خلاصی کیوں کے ہو / پنجۂ ظلم ستم گر چنگل شہباز ہے

دردمنداں کی نظر سوں اس کا گرنا ہے بجا / جو برنگ طفل اشک عاشقاں غماز ہے

زندہ کرنا استخواں کوں گرچہ تھا کارِ مسیح / زندہ کرنا شوق کوں تجھ ناز کا اعجاز ہے

دردمنداں کو سدا ہے قول مطرب دل نواز / گرمیِ افسردہ طبعاں شعلۂ آواز ہے

بزم کوں رونق دیا ہے جب سوں وو عالی مقام / رشتۂ آہ دل بے تاب تار ساز ہے

دیکھنا آئینہ رو کا امر مشکل نئیں ولے / سدِ راہ سینہ صافاں طالع ناساز ہے

اے ولؔی یہ مصرع موزوں ہے ہر دل کا عزیز / قامت رعنا صنم کا سرو باغ ناز ہے

362

مجھ حکم میں وو راست قد دل نواز ہے / جس کے ہر ایک بول میں عشرت کا ساز ہے

دم ساز زہرہ رو ہے جو خالی ہے آپ سوں / نے کی صدائے خاص سوں واضح یہ راز ہے

کہتے ہیں کھول پردہ شناسانِ مدعا / جو اوج میں ہوا کے اُڑے شاہ باز ہے

جب سوں رکھا ہوں عشق کی آتش اُپر قدم / تب سوں مثال عود مرا جیو گداز ہے

اے بوالہوس نہ دل میں رکھ آہنگ عاشقی / جاں باز عاشقاں پہ یہ دروازہ باز ہے

کرنے کوں سیر راہ حجاز و عراق عشق — عشاق پاس ساز و نوا سب نیاز ہے

تو اصل کے دائرے میں ہے جگ ذرے ہیں فرع — اوج حضیض[1] ہیچ تو ہی یک ناز ہے

تیرے خیال میں جو ہوا خشک جیوں رباب — مضراب غم کا ہاتھ اُس اوپر دراز ہے

محراب تجھ بھواں کی عجب ہے مقام خاص — ہر پنج گاہ جس میں دلوں کی نماز ہے

سن حرف راست باز کا مت مل رقیب سوں — ہرچند تیری طبع مخال نواز ہے

خاراں ولاں کے چشم کی نسبت کے فیض سوں — سرمے کوں اصفہاں کے عجب امتیاز ہے

بولی تجھے صبا نے سرِ زلف یہ سخن — نوروز عاشقاں کا ترا حسن و ناز ہے

بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے ولیؔ
اس شعر پر بجا ہے اگر مجکوں ناز ہے

363

زلف موہن کی کہ عنبر بیز ہے — حسن کے دعوے کی دست آویز ہے

ہے گل رعنا بہار حسن کا — ناز تیرا، جو نیاز آمیز ہے

شوق کے مرکب کوں راہ عشق میں — اے سجن تیری نگہ مہمیز ہے

ہر پلک تیری کہ ہے تیغ فرنگ — عاشقاں کے مارنے کوں تیز ہے

ہاتھ میں میرے نہ سمجھو تم بیاض — شوخ کے ملنے کی دست آویز ہے

چاہتا ہوں دل ستی اے نازنیں — جنگ تیری وو کہ صلح آمیز ہے

تجھ سخن کے وصف لکھنے میں قلم — ابرنیساں کے نمن دُر ریز ہے

تجھ تغافل سوں ہوا ہے رونما — گریۂ عاشق کہ خوں آمیز ہے

---

1. پستی

دل مرا اے دلبر شیریں بچن تجھ لباں کے شوق سوں لبریز ہے
اے ولؔی لگتا ہے ہر دل کوں عزیز
شعر تیرا بسکہ شوق انگیز ہے

364

ہر نگاہ شوخ و سرکش دشنۂ خوں ریز ہے
تیغ اس ابرو کی ہر دم مارنے کوں تیز ہے
عشق کے دعوے میں اُس کی بات رکھتی ہے اساس
سنبل زلف پری سوں جس کوں دست آویز ہے
آج گل گشتِ چمن کا وقت ہے اے نوبہار
بادۂ گل رنگ سوں ہر جام گل لبریز ہے
جب سوں تیری زلف کا سایہ پڑا گلشن منیں
تب ستی صحن چمن ہر ٹھار سنبل خیز ہے
سادہ رویاں کوں کیا مشتاق اپنے حسن کا
شعر تیرا اے ولؔی از بسکہ شوق انگیز ہے

365

تحصیل دل کے ہونے یہ مکھ کتاب بس ہے
دانائے منتخب کوں یہ انتخاب بس ہے
مجھ حال کا کرے گر آکر سوال دلبر
تو لاجواب ہونا مجکوں جواب بس ہے

تاب کمر سوں تیری بے تاب بسکہ ہوں میں
مانند زلف خوباں مجھ پیچ و تاب بس ہے
جو عشق کے نگر کا ہے صوبہ دار جگ ہے
مجنونِ لیلائے حسن اس کا خطاب بس ہے
جو کئی ولی کے مانند پیتا ہے عشق کی مے
اس برہا کے جلے کوں دل کا کباب بس ہے

366

عاشق کوں تجھ درس کا دائم خیال بس ہے
خاموش ہو کے رہنا اتنا چہ قال بس ہے
گر خلق عید خاطر منگتی ہے ماہ نو کوں
مجھ دل کی عید ہونے ابرو ہلال بس ہے
گر کانورو[1] میں لوگاں عالم کوں موہتے ہیں
مجھ دل کوں موہ لینے یہ خط و خال بس ہے
ہر دل رُبا کوں ہرگز دیتا نہیں ہوں دل میں
دل بستگی کوں میری وو بے مثال بس ہے
ہرچند اے ولی ہوں میں غرقِ بحر عصیاں
مجکوں شفیع محشر حضرت کی آل بس ہے

1 کامرو = شہر بنگالہ۔ کامروپ آسام میں ہے۔ (نثار احمد فاروقی)

367

ہم کو شفیع محشر وو دیں پناہ بس ہے
شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

خاطر سوں گئی ہے خواہش اسباب دُنیوی کی
ہمت برہ کی رہ میں مجھ زاد راہ بس ہے

جو صاف دل ہیں اُن کوں درکار نئیں ہے زینت
جیوں آرسی، نمد کی سر پر کلاہ بس ہے

اسباب جنگ رکھنا درکار نئیں ہمن کوں
دشمن کو مارنے کوں اک تیر آہ بس ہے

نئیں آرزو کہ بیٹھوں مسند پہ سلطنت کی
تیری گلی میں آنا یہ دست گاہ بس ہے

درکار نئیں ہے مسجد سجدے کوں عاشقاں کے
محراب تجھ بھواں کی اے قبلہ گاہ بس ہے

مت تیر ہور کماں کی کر فکر اے خوش ابرو
عاشق کے مارنے کوں سیدھی نگاہ بس ہے

تجھ عشق کے جلے کوں کیا کام چاندنی سوں
تجھ حسن کا تماشا اے رشک ماہ بس ہے

بے جا ہے بادشاہی ہر خوب رو کوں دینا
خوبی کے تخت اوپر اک بادشاہ بس ہے

دل لے گیا ہمارا جادو سوں وو پری رُو
دیوانگی ہماری اس پر گواہ بس ہے
درکار نئیں کہ دیکھوں ہر اک ادا کوں تیری
تجھ چال کا تماشا اے کج کلاہ بس ہے
غم نئیں اگر رقیباں آئے ہیں چڑھ ولی پر
اے دوست تجھ کرم کی اس کوں پناہ بس ہے

368

آج ہر گل نور کی فانوس ہے کوہ و صحرا صورتِ طاؤس ہے
گر نہ نکلے سیر کوں وو نوبہار ظلم ہے، فریاد ہے، افسوس ہے
اے صنم تیرے دہن کے شوق سوں ہر کلی میں نغمۂ ناقوس ہے
نور سوں تجھ یاد کی اے شمع رو پردۂ دل پردۂ فانوس ہے
دیکھ کر اُس کی ادا و ناز کوں ہر پری کوں خواہش پا بوس ہے
دل نہ دے دوجے کوں غافل بوجھ اسے کم نگاہی شوخ کی جاسوس ہے
دیکھنے سوں سیر نئیں ہوتا ولی
مدعا اُس کا کنار و بوس ہے

369

سرو میرا جب ستی گل پوش ہے ہر طرف سوں بلبلاں کا جوش ہے
اے سجن یک بات ہے لیکن اُسے بوجھتا ہے وو کہ جس کوں ہوش ہے
گول پگڑی کے نہ پھر ہرگز تو گرد گول پگڑی حسن کا سرپوش ہے

دیکھنا تجھ قد کا اے نازک بدن　　باعثِ خمیازۂ آغوش ہے
اب خلاصی عشق سوں ممکن نہیں　　دام دل، زلف دو دامی پوش ہے
کیوں نہ ہو امید کا روشن چراغ　　شمع مجلس ساقیِ مے نوش ہے
ہر سخن تیرا الطافت سوں ولی
مثل گوہر زینت ہرگوش ہے

370

دل طلب گار ناز مہوش ہے　　لطف اس کا اگرچہ دل کش ہے
مجھ سوں کیوں کر ملے گا حیراں ہوں　　شوخ ہے، بے وفا ہے سرکش ہے
کیا تری زلف کیا ترے ابرو　　ہر طرف سوں مجھے کشاکش ہے
تجھ بن اے داغ بخش سینہ و دل　　چمنِ لالہ دشت آتش ہے
اے ولی تجربے سوں پایا ہوں
شعلۂ آہ شوق بے غش ہے

371

ہر طرف ہنگامۂ اجلاف ہے　　مت کسو سوں مل اگر اشراف ہے
ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی　　آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
نئیں شفق ہر شام تیرے خواب کوں　　پنجۂ خورشید مخمل باف ہے
نقد دل دوجے کوں دینا تجھ بغیر　　حق شناسوں کے نزک اسراف ہے
کیا کروں تفسیر غم، ہر اشک چشم　　راز کے قرآن کا کشاف ہے
مست جام عشق کوں کچھ غم نہیں　　خاطر ناصح اگر نا صاف ہے

وسوسے سوں دل کو مت کر زر قلب   سینہ صافوں کی نظر صراف ہے

جب سوں وو آتا ہے ہمراہ رقیب   دردمنداں کا مکاں اعراف ہے

رحم کرتا نئیں ہمارے حال پر   شوخ ہے سرکش ہے بے انصاف ہے

اے ولی تعریف اس کی کیا کروں
ہر طرح مستغنی الاوصاف ہے

372

ہرچند کہ اس آہوے وحشی میں بھڑک ہے
بے تاب کے دل لینے کوں لیکن ندھڑک ہے

عشاق پہ تجھ چشم ستم گار کا پھرنا
تروار کی اوجھڑ ہے گتے کی سُڑک ہے

گرمی سوں تری طبع کی ڈرتے ہیں سیہ بخت
غصے سوں کڑکنا ترا بجلی کی کڑک ہے

تیری طرف انکھیاں کوں کہاں تاب کہ دیکھیں
سورج سوں زیادہ ترے جامے کی بھڑک ہے

کرنے کوں ولی عاشق بے تاب کوں زخمی
وو ظالم بے رحم نپٹ ہی ندھڑک ہے

373

اے دوست تیری یاد میں دل کوں کمال ہے
نقش مراد آئینہ تیرا خیال ہے

ہے راستی سوں قد کوں ترے مرتبہ بلند
جنت میں اس کے عشق سوں طوبیٰ نہال ہے

حاجت نہیں شمع کی اس انجمن منیں
جس انجمن میں شمع بجن کا جمال ہے

آ اے مہِ دو ہفتہ مرے پاس ایک روز
ہرآن تجھ فراق کی سینہ پہ سال ہے

ہم سایۂ بتاں نے کیا قد مرا دوتا
اس مدعا پہ طرۂ خمدار دال ہے

زاہد کوں مثل دانۂ تسبیح ایک آن
کوچے ستی ریا کے نکلنا محال ہے

لازم ہے درس یار کی تحصیل رات دن
ہر مدرسے کے بیچ یہی قیل و قال ہے

جب سوں ترے خیال نے دل میں کیا گزر
بے تاب جیو مرے پر غضب وجد و حال ہے

اے عاشقاں کی عید تامل سوں کر نظر
تیری بھواں کی یاد میں تن جیوں ہلال ہے

صد برگ سو زبان ستی کہتا ہے یو بچن
غنچے کوں تجھ دہن سوں سدا انفعال ہے

روئے زمیں کا خال ہے زینت میں اے صنم
تیرا جو مثل نقش قدم پائمال ہے

تیری نین کی یاد میں جن نے سفر کیا
اس کے سفر کی راہ نگاہ غزال ہے
بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے سجن
کعبے میں تجھ جمال کے تل جیوں بلال ہے
خاموش گر رہا ہے ولی تو عجب نہیں
غواص کا ہمیشہ خموشی کمال ہے

374

حسن تیرا سُرج پہ فاضل ہے مکھ ترا رشک بدر کامل ہے
حسن کے درس میں لیا جو سبق مجھ نزک فاضل و مکمل ہے
رات دن تجھ جمال روشن سوں فضل پروردگار شامل ہے
جس کوں تجھ حسن کی نئیں ہے خبر بے گماں دو جہاں میں غافل ہے
زاد رہ دل سوں جو بغل میں لیا عشق کے پنتھ میں وو عاقل ہے
عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے
اے ولی طرز عشق آسان نئیں
آزمایا ہوں میں کہ مشکل ہے

375

نشہ بخش عاشقاں وو ساقیِ گل فام ہے
جس کی انکھیاں کا تصوّر بے خودی کا جام ہے
کھولنا زلفاں کا کچھ درکار نئیں اے خوش نین
یک نگاہ ناز تیری دوجہاں کا دام ہے

آفتاب آتا ہے محرم ہو کے تجھ کوچے طرف
صبح صادق اس کے بَر میں جامۂ احرام ہے

دل کوں جمعیت ہے جب جاتا ہوں دنبال صنم
آرسی کے ساتھ میں سیماب کوں آرام ہے

مت قدم رکھ اس طرف اے زاہد خلوت نشیں
غمزۂ خوں خوار ظالم دشمنِ اسلام ہے

جس صنم کی سرکشی کا جگ میں ہے صیت بلند
شکر حق وو کافر بدکیش میرا رام ہے

اے ولی کیوں خشک مغزی کا نہیں کرتا علاج
یاد اُن انکھیاں کی تجھ کوں روغنِ بادام ہے

376

اس سرو خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے — اُس یار بے وفا کوں ہمارا سلام ہے
لیتا نئیں سلام ہمارا حجاب سوں — اُس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے
اُس باج دل میں میرے دوجا نئیں ہے مدعا — اُس دل کے مدعا کوں ہمارا سلام ہے
ناز و ادا سوں دل کوں مرے مبتلا کیا — اُس نازنین پیا کوں ہمارا سلام ہے

آرام جان و دل ہے ولی جس کا دیکھنا
اُس جان دل رُبا کو ہمارا سلام ہے

377

اس شاہ نو خطاں کو ہمارا سلام ہے — جس کے نگینِ لب کا دوعالم میں نام ہے
سرشار انبساط ہے اُس انجمن منیں — جس کوں خیال تیری انکھیاں کا مدام ہے

جس سرزمیں میں تیری بھواں کا بیاں کروں خوبی ہلال چرخ کی وہاں ناتمام ہے
جب لگ ہے تجھ گلی میں رقیب سیاہ رو تب لگ ہمارے حق میں ہراک صبح شام ہے
تنہا نہ سد عشق میں تھیر ہوا ولی
یہ زلف حلقہ دار دوعالم کا دام ہے

378

ترا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے
سراپا ناز ہے تو اے پری رو مجھے تیرے سراپا کی قسم ہے
دیا حق حسن بالا دست تجکوں مجھے تجھ سرو بالا کی قسم ہے
کیا تجھ زلف نے جگ کوں دِوانا تری زلفاں کے سودا کی قسم ہے
دورنگی ترک کر ہراک سے مت مل تجھے تجھ قدِ رعنا کی قسم ہے
کیا تجھ عشق نے عالم کوں مجنوں مجھے تجھ رشک لیلیٰ کی قسم ہے
ولی مشتاق ہے تیری نگہ کا
مجھے تجھ چشم شہلا کی قسم ہے

379

صنم میرا نپٹ روشن بیاں ہے برنگ شعلہ سر تا پا زباں ہے
نظر کرنے میں دل اس کا لیا ہوں کمندِ گل، نگاہ بلبلاں ہے
بجا ہے گر وو سرو گلشنِ ناز ہماری راستی پر مہرباں ہے
وفا کر حسن پر مغرور مت ہو وفاداری بہار بے خزاں ہے
صنم مجھ دیدہ و دل میں گزر کر ہوا ہے، باغ ہے، آب رواں ہے

ہوا تیر ملامت کا نشانہ — نظر میں جس کی وو ابرو کماں ہے

ولی اس کی جفا سوں خوف مت کر
جفا کرنا وفا کا امتحاں ہے

380

یو تل زنگی و خط مشک ختن ہے — سخن مصری و لب کان یمن ہے

مجھ اوپر کھینچتے ہیں تیغ ہندی — ترے ابرو کہ چیں جن کا وطن ہے

ہوئی ہے دنگ تصویر فرنگ دیکھ — تری صورت کہ یہ رشک دمن ہے

دسے تیرے نین میں کا نور ودیس — تری باتاں میں بنگالے کا فن ہے

ترے لب میں دِسے لعلِ بدخشاں — سخن تیرا ہر اک دُرِ عدن ہے

تری یہ زلف ہے شام غریباں — جبیں تیری مجھے صبح وطن ہے

ولی ایران و توراں میں ہے مشہور
اگرچہ شاعر ملک دکن ہے

381

عارفاں پر ہمیشہ روشن ہے — کہ فن عاشقی عجب فن ہے

کیوں نہ ہو مظہر تجلی یار — کہ دل صاف مثل درپن ہے

عشق بازاں ہیں تجھ گلی میں مقیم — بلبلاں کا مقام گلشن ہے

سفر عشق کیوں نہ ہو مشکل — غمزۂ چشم یار رہ زن ہے

بار مت دے رقیب کوں اے یار — دوستاں کا رقیب چشم سوزن ہے

مجکوں روشن دلاں نے دی ہے خبر — کہ سخن کا چراغ روشن ہے

گھیر رکھتا ہے دل کوں جامۂ تنگ　　جگ منیں دور دور دامن ہے
عشق میں شمع رو کے جلتا ہوں　　حال میرا سبھوں پہ روشن ہے
اے ولی تیغ غم سوں خوف نہیں
خاکساری بدن پہ جوشن ہے

382

دشمن[1] دیں کا دین دشمن ہے　　راہزن کا چراغ رہزن ہے
ترش روئی ہے حسن اہلِ لباس　　چین دامن کا زیب دامن ہے
پاک بازی میں دل کوں ہے عزت　　صافی درپن آب درپن ہے
باغ گل راستی کا ہے سرسبز　　سرو گلشن میں حسن گلشن ہے
اے ولی صاحب سخن کی زباں
بزم معنی میں شمع روشن ہے

383

شکار انداز دل وو من ہرن ہے　　لقب جس شوخ کا جادو ئین ہے
ہوا ہے جو شہید لالہ رُویاں　　برنگ داغ دل خونیں کفن ہے
نہیں درکار گل گشت چمن زار　　بہار عاشقاں وو گل بدن ہے
کرے گی سنگ دل کے دل میں جا نقش　　صدائے بے دلاں فرہاد فن ہے

---

1. یہ مطلع تذکرہ میر میں ہے اور معاصر کے نسخہ میں بھی ملا ہے اور ذیل کے دو شعر بھی نسخہ معاصر میں ملتے ہیں:

ترش روئی ہے حسن اہل لباس　　زیب دامن کا زیب دامن ہے
پاکبازی میں دل کی ہے لذت　　صافی درپن میں آب درپن ہے

بجا ہے اس کوں کہنا خسروِ وقت نظر میں جس کو وو شیریں بچن ہے

ترا قد اے بہار گلشن ناز مثال سرو زیب انجمن ہے

خودی سوں اولاً خالی ہو اے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے

غلام و فدویٔ درگاہ احمد صدا اس کی زباں پر یو بچن ہے ق

ہوا جو خادم شاہ ولایت
ولؔی ہے والی ملک سخن ہے

384

ترے لب پر جو خط عنبریں ہے خط یاقوت سوں نقش نگیں ہے

چمن آرائے باغ خوش ادائی نہال قد سرو گل جبیں ہے

کہو زاہد کوں جاوے اس گلی میں اگر مشتاق فردوس بریں ہے

نہ آوے گی کدھی لکھنے میں ہرگز مصور یو ادائے نازنیں ہے

ہمیشہ دیکھتی ہے تجھ کمر کوں نگہ میری سدا باریک بیں ہے

مرے حق میں عنایت نامۂ یار مثال شہپر روح الامیں ہے

کرے اک آن میں جگ کوں دِوانہ نگہ تیری کہ جادو آفریں ہے

نہیں گل برگ گلشن میں اے لالن ترے گل گوں کا یو داماں زیں ہے

سویدا کی نمط جاوے نہ ہرگز خیال اس خال کا جو دل نشیں ہے

ولؔی جن نے سنا میرے سخن کوں
زباں پر اس کی ذکر آفریں ہے

385

ہر اک سوں مل متواضع ہو سروری یہ ہے
سنبھال کشتیِ دل کوں قلندری یہ ہے
نکال خاطر فاتر سوں جام کا غم
صفا کر آئینۂ دل سکندری یہ ہے
تو جان بوجھ، آجانا ہوا سو میں بوجھا
کہ زندگی منیں مقصود زرگری یہ ہے
خیال یار کوں رکھ اپنے دل میں محکم کر
کہ عاشقاں کے نزک شیشہ و پری یہ ہے
بسا عزیز ہیں تجھ مکھ کے آفتاب پرست
تو جلوہ گر ہو کہ اب ذرہ پروری یہ ہے
ٹک اک نقاب اُچا کر اپس کا مکھ دکھلا
کہ دلبراں کے نزک حق دل بری یہ ہے
بسار دل سوں اپس کے تو یاد خاقانی
ولی کوں دیکھ کہ اب رشک انوری یہ ہے

386

نکل اے دل رُبا گھر سوں کہ وقت بے حجابی ہے
چمن میں چل بہار نسترن ہے ماہتابی ہے
کسی کی بات سنتا نئیں کسی پر رحم کرتا نئیں
ہٹیلا ہے، ستمگر ہے، جفا جو ہے، شرابی ہے

گیا ہے جب سوں وو گل رو چمن میں مے کشی کرنے
ہر اک گل صورت ساغر ہر اک غنچہ گلابی ہے

گلی میں اُس ستم گر کی نہ جا اے دل، نہ جا اے دل
کہ جاں بازی میں آفت ہے، قیامت ہے، خرابی ہے

کسے طاقت ہے انکھیاں کھول کر دیکھے تری جانب
جھلک تجھ حسن روشن کی شعاع آفتابی ہے

تمھارے اُس سجن مدت سوں فدوی ہیں دعا گو ہیں
ہمن سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے

وفاداری بہار گلشن خوبی ہے اے گل رو
نہ بوجھو سرسری ہرگز سخن میرا کتابی ہے

بہار عاشق کوں تازہ کرنا اے گل رعنا
تلطف ہے، مدارا ہے کرم ہے، بے عتابی ہے

ولی پایا رباعی چار ابرو کے تصوّر میں
تخلّص چشم گریاں کا بجا ہے گر سحابی ہے

387

مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد[1] کا اعتبار کھوتی ہے
کیوں کے حاصل ہو مجکو جمعیت زلف تیری قرار کھوتی ہے
ہر سحر شوخ کی نگہ کی شراب مجھ انکھاں کا خمار کھوتی ہے
کیوں کے ملنا صنم کا ترک کروں دلبری اختیار کھوتی ہے

---

1. (ن) حسن، عشق، عقل۔

اے ولی آب اُس پری رو کی
مجھ سینے کا غبار کھوتی ہے

388

دل کوں تجھ باج بے قراری ہے　　چشم کا کام اشک باری ہے
شب فرقت میں مونس و ہمدم　　بے قراروں کوں آہ و زاری ہے
اے عزیزاں مجھے نہیں برداشت　　سنگ دل کا فراق بھاری ہے
فیض سوں تجھ فراق کے ساجن　　چشم گریاں کا کام جاری ہے
فوقیت لے گیا ہوں بلبل سوں　　گرچہ منصب میں وو ہزاری ہے
عشق بازوں کے حق میں قاتل کی　　ہر نگہ خنجر و کٹاری ہے
آتش ہجر لالہ رو سوں ولی
داغ سینے میں یادگاری ہے

389

عشق بے تاب جاں گدازی ہے　　حسن مشتاق دل نوازی ہے
اشک خونیں سوں جو کیا ہے وضو　　مذہب عشق میں نمازی ہے
جو ہوا راز عشق سوں آگاہ　　وو زمانے کا فخر رازی ہے
پاک بازاں سوں یوں ہوا مفہوم　　عشق مضمون پاک بازی ہے
جا کے پہنچی ہے حد ظلمت کوں　　بسکہ تجھ زلف میں درازی ہے
تجربے سوں ہوا مجھے ظاہر　　ناز مفہوم بے نیازی ہے
اے ولی عیش ظاہری کا سبب
جلوۂ شاہد مجازی ہے

390

کوچۂ یار عین کاسی ہے جوگیِ دل وہاں کا باسی ہے

پی کے بیراگ کی اداسی سوں دل پہ میرے سدا اُداسی ہے

اے صنم تجھ جبیں اُپر یہ خال ہندوے ہردوار باسی ہے

زلف تیری ہے موج جمنا کی تل نزک اس کے جیوں سناسی ہے

گھر ترا ہے یہ رشک دیولِ چیں اس میں مدت سوں دل اُپاسی ہے

یہ سیہ زلف تجھ زنخداں پر ناگنی جیوں کنوے[1] پہ پیاسی ہے

طاس خورشید غرق ہے جب سوں بر میں تیرے لباس طاسی ہے

جس کی گفتار میں نئیں ہے مزا سخن اس کا طعام باسی ہے

اے ولی جو لباس تن پہ رکھا
عاشقاں کے نزک لباسی ہے

391

ترا مکھ مشرقی، حسن انوری، جلوہ جمالی ہے
نَین جامی، جبیں فردوسی، و ابرو ہلالی ہے

ریاضی فہم و گلشن طبع و دانا دل، علی فطرت
زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زُلالی ہے

نگہ میں فیضی و قدسی سرشتِ طالب و شیدا
کمالِ بدر دل اہلی و انکھیاں سوں غزالی ہے

---

1. کنویں کا قدیم املا۔

تو ہی ہے خسرو روشن ضمیر و صائب و شوکت
ترے ابرو یہ مجھ بیدل کوں طغرائے وصالی ہے
ولی تجھ قد و ابرو کا ہوا ہے شوقی و مائل
تو ہر اک بیت عالی ہور ہر اک مصرع خیالی ہے

392

نہ پوچھو خود بخود اس شوخ میں صاحب کمالی ہے
نگاہ پاک بازاں حسن کے گلشن کا مالی ہے
نہ جانوں کیا بلا لاوے گی اُس کے کان سوں لگ کر
بلائے جان مشتاقاں کہ جس کا تانون بالی ہے
سدا اس مو کمر کا وصف آتا ہے زباں اوپر
عزیزاں طبع میں میری عجب نازک خیالی ہے
زباں پر قمریاں کی یہ سخن جاری ہے گلشن میں
کہ عشقِ سرو قد رکھتا ہے جس کی فکر عالی ہے
ہمیشہ جیوں صنوبر، راست بازاں وجد کرتے ہیں
مگر قدِ پری رو مصرع برجستہ حالی ہے
عیاں ہے شاہ[1] بیت عبہری تجھ چشم جادو سوں
کرشمہ تجھ بھواں میں معنیِ بیت ہلالی ہے
کہا اس شکریں گفتار نے میرے سخن سن کر
کہ طوطی کی زباں اوپر عجب شیریں مقالی ہے

---

1. شاہ بیت: غزل کا بہترین شعر، بیت الغزل (نور اللغات)

نہ جانوں کس پری رو کا گزر ہے آج مجلس میں
کہ حیرت سوں ہر اک گل رو مثال نقش قالی ہے
ولی وو سرو قامت ہے بہار گلشن خوبی
نہ رہنا اس کی صحبت میں نپٹ بے اعتدالی ہے

393

باغ ارم سوں بہتر موہن تری گلی ہے
ساکن تری گلی کا ہر آن میں ولی ہے
تجھ عشق کی صدا سوں لبریز ہوں سراپا
ہر استخواں میں میری آواز بانسلی ہے
بولے ہیں اہل دل نے یہ بات تہہ دلی سوں
عارف کا دل بغل میں قرآن ہیکلی ہے
تجھ مکھ کے گرد یو خط باریک ہے ولیکن
انکھیاں کوں نور دینے جیوں قطعۂ جلی ہے
امید ہے کہ ہووے مجھ درد سر کا درماں
جامے کا رنگ تیرے اے شوخ صندلی ہے
یک بار دل جلے کوں ٹھہرا کدھی نہ دیکھا
تیری نگاہ ظالم مانند بجلی ہے
آتا نہیں ہے تجھ بن اک آن خواب راحت
تکیہ مرے سرہانے ہر چند مخملی ہے

ہرگز ترے دہن میں نئیں رنگ و بوسخن کا
گویا دہن یہ تیرا تصویر کی کلی ہے
مجکوں کہا سجن نے لاؤں گا بندگی میں
زمرے میں شاعراں کے ہر چند تو ولی ہے

394

قد میں تیرے وو خوش خرامی ہے — جس سوں تجھ ناز کی تمامی ہے
گرچہ سب خوب رو ہیں خوب دلے — سرو میرا سبھوں میں نامی ہے
ہر پلک تیری اے نگۂ بدمست — نشہ بخشی میں شعر جامی ہے
آتش شوق زلف سوں تیری — دل عاشق کباب شامی ہے
سرو کوں باوجود آزادی — تجھ ستی دعویٔ غلامی ہے
جو بندھا تجھ نگین لب سوں جانا — عشق بازاں کے حق میں خامی ہے
تب کا مشتاق جی ہے لکھمن سوں — کشن سوں جب کہ رام رامی ہے
اے ولی اس کے بیت ابرو ہیں
معنیِ نسخۂ حسامی ہے

395

گرچہ طناز یار جانی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
یاد کرتی ہے خط کوں زلف صنم — کام ہندو کا بید خوانی ہے
تجھ سوں ہرگز جدا نہ ہوں اے جاں — جب تلک مجھ میں زندگانی ہے
آشنا نونہال سوں ہونا — ثمرۂ گلشنِ جوانی ہے

دل میں آیا ہے جب سوں سرو رواں　　تب سوں مجھ شعر میں روانی ہے
اے سکندر نہ ڈھونڈ آب حیات　　چشمۂ خضر خوش بیانی ہے
وقت مرنے کے بولتا ہے پتنگ　　کہ محبت رفیق جانی ہے
گرچہ پابند لفظ ہوں لیکن　　دل مرا عاشقِ معانی ہے

اے ولی تیغ غم سوں خوف نئیں
خاکساری بدن پہ جوشن ہے

396

سدا ہم کوں خیال رنگ روے یار جانی ہے
ہمارے شیشۂ دل میں شرابِ ارغوانی ہے
زبانِ حال سوں کہتا ہے خضرِ سبزۂ نو خط
بیاں کرنا صنم کے لب کا آب زندگانی ہے
گیا ہے حسن کی شادی میں از بس بے تکلف ہو
سراپا عشق کے بر میں لباس زعفرانی ہے
تواضع کی توقع نونہالاں سوں نہ رکھ اے دل
کہ بے باکی و شوخی لازم وقت جوانی ہے
ہوا ہے شوق زلف مو کمر سوں جو سخن سرزد
ولی وو شعر نازک موج دریائے معانی ہے

397

مو بہ مو میں تجھ غم سوں ضعف و ناتوانی ہے
ٹک کرم کرو ساجن، وقت مہربانی ہے

دیکھنے سوں خوباں کے منع مت کر اے زاہد
موسم بزرگی نئیں عالم جوانی ہے
جیو یاد کرتا ہے نو بہار کے خط کوں
رات دن برہمن کا کام بید خوانی ہے
کنج غم میں تنہا نئیں عاشق بلا انگیز
گر شب جدائی میں آہ یار جانی ہے
یک سخن ترے لب سوں اے مسیح روح افزا
حق میں جاں نثاروں کے آب زندگانی ہے
تجھ سوں ہم نشیں ہونا، اے گل بہار دل
وجہ شادمانی ہے، عیش جاودانی ہے
نام اس دو رنگے کا، کیوں نہ ہو گل رعنا
چہرہ ارغوانی ہے، جامہ زعفرانی ہے
جب سوں نو خط گل رو، جلوہ گر ہے گلشن میں
سبزہ کہربائی ہے، رنگ گل خزانی ہے
سادہ رو جہاں کے سب گوش رکھ کے سنتے ہیں
اے ولی سخن تیرا، گوہر معانی ہے

398

تجھ کوں خوباں میں بادشاہی ہے   سر اُپر سایۂ الٰہی ہے
باعثِ دل رُبائیِ عاشق   خوش نگاہوں میں خوش نگاہی ہے
کم نکلنے میں اس پری رو کے   عشق بازاں کی خیرخواہی ہے

جگ میں تیری بھواں کی شہرت سوں کشتیِ عاشقاں تباہی ہے
قتل عشاق پر بندھیا ہے کمر غمزۂ تیغ زن سپاہی ہے
شاہ خوباں کے رخ پہ سبزۂ خط حسن کی فوج کی سیاہی ہے
کیوں نہ ہو عشق باز خسرو وقت عشق کا داغ چتر شاہی ہے
نو خطاں کی طرف نہ جا زاہد زہد و تقویٰ کا واں مناہی ہے
عشق بازاں میں ہے ولی ثابت
طلبِ گل رخاں کماہی ہے

399

مت تصور کرو مجھ دل کوں کہ ہرجائی ہے چمن حسن پری رو کا تماشائی ہے
گل رخا کیوں نہ کہیں تجکوں سکندر طالع جلوہ گر بر میں ترے جامۂ دارائی ہے
یاد کرتا ہے سدا مصرع زنجیر جنوں دل بے تاب کہ تجھ زلف کا سودائی ہے
چشم خونبار کوں رونے سوں نہیں ہرگز غم خط شب رنگ ترا سرمۂ بینائی ہے
دیکھ کر اس کوں ہوئے سرو و صنوبر پابند اس قد رقد میں ترے جلوۂ رعنائی ہے
شیخ مت گھر سوں نکل آج توں خوباں کے حضور گول دستار تری باعث رسوائی ہے
اے ولی رہنے کوں دنیا میں مقام عیش
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

400

شکر وو جان گئی، پھر آئی عیش کی آن گئی پھر آئی
تیرے آنے ستی اے راحت جاں شہر کی جان گئی پھر آئی
پھر کے آنا ترا ہے باعث شوق جس طرح تان گئی پھر آئی

تیرے آنے سی اے مایۂ حسن　　عشق کی شان گئی پھر آئی

اے ولیؔ قند مکرر ہے یو بات
شکر، وو جاں گئی پھر آئی

401

ترا مکھ ہے چراغ دل رُبائی　　عیاں ہے اس میں نور آشنائی
لکھا ہے تجھ قد اوپر کاتب صنع　　سراپا معنیِ نازک ادائی
تو ہے سر پاؤں لگ از بسکہ نازک　　نگہ کرتی ہے تجھ پگ کوں حنائی
ہوا تیری نگہ کی بسکہ ہے مجھ　　ہوا ہے دل مرا تیر ہوائی
ثنا تیری کیا ہوں ورد از بس　　بجا ہے گر کہیں مجھ کوں ثنائی
محبت میں تری اے گوہر پاک　　ہوا ہے رنگ میرا کہربائی
تری انکھیاں کی مستی دیکھنے میں　　گئی ہے پارسا کی پارسائی

ولیؔ ہنستی ہے ہر شب بزم میں شمع
پتنگ میں دیکھ کر عشقِ ریائی

402

سجن میں ہے شعار آشنائی　　نہ ہو کیوں دل شکار آشنائی
صنم تیری مروت پر نظر کر　　ہوا ہوں بے قرار آشنائی
نپٹ دشوار تھا مجھ دل میں اے جاں　　زمانِ انتظار آشنائی
ہوا معلوم تجھ ملنے سوں لالن　　کہ رنگیں ہے بہار آشنائی
حیا کے آب سوں باغ وفا میں　　رواں ہے جوئبار آشنائی

وفا دشمن نہ ہو اے آشناور وفا پر ہے مدار آشنائی

مروت کے ہمیشہ ہاتھ میں ہے عنان اختیار آشنائی

مدارا ترک مت کر اے حیا دوست مدارا ہے حصار آشنائی

ولؔی اس واسطے گریاں ہوں ہر آن

کہ تر ہو سبزۂ زار آشنائی

403

تجھ مکھ کا رنگ دیکھ کنول جل میں جل گئے

تیری نگاہِ گرم سوں گل گل پگھل گئے

ہر اک کوں کاں ہے تاب جو دیکھے تری طرف

شیراں تری نگاہ کی دہشت سوں ٹل گئے

صافی ترے جمال کی کاں لگ بیاں کروں

جس پر قدم نگاہ کے اکثر پھسل گئے

مرنے ستی جو آ گئے مُوئے اس جگت منیں

تصویر کی نمط وو خودی سوں نکل گئے

پائے ہیں جو کہ لذت دیں جگ میں اے ولؔی

وو ہات اس دنیا منیں حسرت سوں مل گئے

404

اندوہ و غم کی بات ترے باج بن گئی

آواز میری آہ کی پھر تا گگن گئی

تا حشر اس کا ہوش میں آنا محال ہے
جس کی طرف صنم کی نگاہِ نین گئی

سُرمے کا منھ سیاہ کیا اُن نے جگ منیں
جس کی نَین میں پیو کی خاک چرن گئی

تنہا سواد ہند میں شہرت نئیں صنم
تجھ زلف مشک بو کی خبر تا ختن گئی

اب لگ وَلی پیا نے دکھایا نئیں درس
جیوں شمع انتظار میں ساری رَین گئی

☆☆☆☆
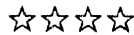
فردیات

1

مفلسی بے کسی کی فوجاں نے　　شہر دل کوں کیا ہے ویراں آ

2

اُجالے کوں اس مکھ کے دیکھے ستی　　خجالت سوں گئی رات چندر چھپا

3

اس صنم نے جب اُٹھایا مکھ ستی اپنا نقاب

صبح صادق کا گریباں پھاڑ جیوں سورج دِسا

4

تجھ گال پر نہ کا نشاں دستا مجھ اس دھات کا (کذا)

روشن شفق پر جگمگے جیوں چاند پچھلی رات کا

5

خجلت ستی ہر غنچہ گریباں میں رکھے سر　　گر باغ میں مذکور ہو اُس تنگ دہن کا

6

مجھے اچرج یہی آتا پیا کے پان کھانے کا

نجانوں کیا سبب یاقوت اصلی کے رنگانے کا

7

مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کوں فرض عین ہوا

8

باج حق کے نئیں کوئی واقف ہماری آہ کا
مد ہے یہ دیوان بے تابی کی بسم اللہ کا

9

مہ جبیں پر لگائے کیوں ٹیکا ماہ میں کام کیا ہے دیوی کا

10

دونوں بھواں کے میانے ٹیکا نئیں زری کا
ہے قوس کے بُرج میں جھلکار مشتری کا

11

انجھو کی فوج کا اے شاہ خوباں دیا ہوں تجھ محلّے میں محلّا

12

تیری انکھیاں کے سامنے سرمہ ہوا ہوں میں
اے سنگ دل ہنسی کوں توں ذرّہ نظر میں لا

13

غرور حسن سٹ اے چار ابرو اب کرم کرنا پڑا ہے موترے یاقوت پر قیمت کوں کم کرنا

14

ہجر کے کیف میں گزگ مجکوں اس جگر کے بنا کباب نہ تھا

15

تری انکھیاں نے مجھ اے شوخ بدمست چھکایا ہے، چھکایا ہے، چھکایا

16

نقاش جیوں ناز و ادا مجھ یار کی نہ لکھ سکا

میں اس کی صورت اور ادا دل کے صفحے پر سب لکھا

17

دیکھا نئیں کسی نے دن رات میں اجھوں لگ

مہتاب کے اُجالے میں آفتاب دیکھا

18

صبا[1] (گر) جوں توں ہے مہرباں تو (جاکے) بول دلبر سوں

کہ تجھ اُدھر کے طلب میں جیوں اِدھر آ رہا

19

آج دلبر نے مجھ پیام کیا شکر اللہ فلک نے کام کیا

20

گھنالے بال بالے کے بلا کی بیل ہیں گویا

جنم عاشق کشی کرنا سکھی کے کھیل ہیں گویا

21

جن نے تیرے حسن کے دریا کوں دیکھا آنکھ بھر

وو ہوا خالی اپس سوں جگ میں مانند حباب

---

1. قوسین میں جو الفاظ ہیں یہ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

22

دیکھ تجھ ابرو کوں شکل کژدم جادو نگاہ

مار کے مانند کھایا تجھ زُلف نے پیچ و تاب

23

اے کعبہ رو کھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ

بولے مکبّران کہ "قد قامت الصّلاہ"

24

حسن اس کا ہوا ہے خوش خط آج　　ہے سزاوار گر دیوے[1] اصلاح

25

خال بھی مکھ پر ترے یوں ہے دسے　　جوں کہ بیٹھا زاغ آ گلشن بھیتر

26

تجھ جام لب سوں بوند پڑے خاک جم میں گر

لے جام مثل لالہ نکالے وو بھوئیں[2] سوں سر

27

کرتا ہوں جاں سپاری، کتھی ہیں ہاتھ جس کے

کرنے کوں دل کوں چونا آتا ہے پان کھا کر

28

میں نہ جانا تھا کہ تو نادان ہے　　دل دیا تھا تجکوں دانا بوجھ کر

---

1 بروزن ملے　2 زمین

29

گر تو منگتا ہے کہ دیکھوں رنگ وسعت مشربی

صدق نیت سوں شتابی دامن صحرا پکڑ

30

نگاہ تیز، پلک تیز، غمزہ تس پر تیز ہوے ہیں دل کے لیے یہ تمام نشتر تیز

رقیب پر جو چلے بس، تو اس کوں چاک تو کر پکارے حشر تلک غم سوں وو "بریز بریز"

31

مارے پلک کے تیراں محبوب آپ دھس دھس

روزن ہوا ہے سب تن جیتا اتال بس بس

32

پُچھا[1] چنچل سے مستی میں تری کا ہے کی انگیا ہے

چھپا چھاتی چھبیلی ہاتھ سوں ہنس کر کہی ململ

33

اس کے نہانے کی سن خبر آیا چشمۂ آفتاب گرم نکل

34

توں ہے حق ستی ہم زباں ہم کلام ترا قاب قوسین ادنیٰ مقام

35

کیا غم ہے اس کوں گرمیِ خورشید حشر سوں

بخت سیاہ جس کے سر اوپر ہے سائباں

---

1 پوچھا

36

نہ جانوں وو ہلال ابرو کس اوپر چلا ہے باندھ تیغ مغربی کوں

37

ہر نقش پا سوں دیدۂ قمری دسے اگر وو سرو خوش خرام چلے سیر باغ کوں

38

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کوں دیکھ کر تجکوں روئے دیتا ہوں

39

اس سرو قد کے غم سوں گردن میں طوق بھا کر
قمری نمن الم سوں کوکو پکارتا ہوں

40

نبض عاشق میں تان کا ہے جیو تانت بجنے میں راگ بوجھا ہوں

41

نکر بات اے جان ہر ایک سوں مگر بول میرے ستی نیک توں

42

ترشی چین و شکرِ لبِ یار حق میں میرے ہے شربت لیموں

43

تجھ زلف سوں اے غیرت لیلیٰ بید خواناں ہوے ہیں سب مجنوں

44

دستا ہے تو نچھ مجھ کوں جدھر دیکھتا ہوں میں
تیرے خیال بیچ ہوا دل ہزار بیں

45

دور ہے لیکن نزک دستا ہے مجھ　　　دل ہوا تجھ دیکھنے کوں دور بیں

46

گناہوں کے سیہ نامے سوں کیا غم اس پریشاں کوں
جسے یہ زلف دست آویز ہے روز قیامت میں

47

کشتی پہ مجھ نین کی انجھواں کے قافلے چڑھ
مقصود کے حرم کوں احرام بندھ چلے ہیں

48

کیوں مارتے ہو تیغ سجن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمھاری یہ گپتی سوں کم نہیں

49

اے پتنگ جل کے تجھ موے پیچھے　　　شمع ثابت قدم ہے جلنے میں

50

موہن اُدھر رنگیں بدل کھا پان مستی لائے ہیں
لب پر شفق اور شام کوں ایک ٹھار کر دکھائے ہیں

51

گر تمنا ہے کہ ہوں روشن دلاں میں سر بلند
مجھ سوں پروانے اُپر ہو موم دل اے شمع رو

52

یاد میں تجھ قد کی اے گلزارِ حسن   آہ میری سبز ہے مانند سرو

53

کیا کام اس کوں پھر کے شراباً طہور سوں
پی جس نے تجھ لباں سوں شراب دو آتشہ

54

از بسکہ شکستہ دل ہوں غم سوں   لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

55

قمر نے لاف جب مارا مرے معشوق کے مکھ سیں
ہوا حیران و سرگرداں خجالت سے حشر لگ دو

56

عاشقی کی شاخ آخر گل کرے   آرسی طوطی کو جیوں بلبل کرے

57

ناجوت ہے الماس کوں ظالم ترے دنداں کی
نارنگ دستا لعل میں تیرے لب خنداں کی

58

اس کے نین میں مورت پیا کی نت بھری ہوگی
جگر کے کاٹ عینک کوں چتی جگ پر دھری ہوگی

59

گردش چشم دکھا مجکوں دیے ہیں بالے
گوشۂ چشم ستی دیکھ بہت گھر گھالے

60

تا چند کہوں بات تری خوش شکلی کی   اے شوخ ترے غمزے نے جوکی سو بھلی کی

61

رخسارۂ معشوق نہاں شد بہ تہِ زلف
سورج نئیں دِستا جو ہوا ہو بدلی کی

62

شعلہ خو جب سوں نظر آتا نئیں   تب سوں انگاروں پہ لوٹے ہے ولؔی

63

جب کہ تو نین میں سماتا ہے   جیو میرا انکھاں میں آتا ہے

64

درزن کوں کہا، کیا ہے ترے بر میں دکھا ٹک
بولی کہ نکو چھیڑ مجھے سینا ہے

65

ترے موے میاں آنگے (یہ) چیونٹا کیا بچارا ہے
ترے انکھیاں انگے جاناں چکارا کیا چکارا ہے

66

مکھ ترا جیوں روز روشن زلف تیری رات ہے

کیا عجب یہ بات ہے یک ٹھار دن ہور رات ہے

67

پیو کی انکھیاں میں نشۂ معجون گویا نرگس کے لالہ در بر ہے

68

دود آہ شوق مشتاقاں نمیں خط نہیں یہ حسن کا آغاز ہے

69

شاخ گل ہے یا نہال راز ہے سرو قد ہے یا سراپا ناز ہے

70

تجھ طرف اکثر ہیں آہن دل رجوع دل ترا کیا سنگ مقناطیس ہے

71

خوباں کی مجلس منیں پرتو اسی کا شمع ہے بوجھے وہی اس بات کوں خاطر کہ جس کی جمع ہے

72

یک شمع گر درپیش و پس راکھے ہزاراں آرسی

دستا ہے نور ہر اک منیں لیکن وہی یک شمع ہے

73

تحصیل حاصل نئیں اُسے جس میں جو قال و قیل ہے

اُس کو تدھاں فاضل کہو جو فارغ التحصیل ہے

74

مکھ[1] ترا بحرِ حُسن و زلفاں موج　　گردش چشم عین طوفاں ہے

75

پیو کوں دیکھا نئیں ہوں اس نوبت　　دل مرا اس سبب سوں جھانجھ میں ہے

76

پُچھا مالن کوں دو گیندا سو کیا مخفی کیے بر میں
کہا تجھ کیا غرض اس سوں چلا جا تو ہر یک کچھ ہے

77

آپ سیتی وو ہووے بے گانہ　　عشق میں جس کوں اوس سیں یاری ہے
اوس بنا نئیں وَلی کیتیں کچھ کام　　رات دن اوس کوں آہ و زاری ہے

78

چھبیلی چھپ سوں درزن کا ہلانا ہات ٹک دیکھو
یو کچھ سیتی نہیں (لیکن) مرے دل کوں کڑھاتی ہے

79

کچھ بھلا نئیں رقیب کوں لگتا　　ایک پا پوش خوب لگتی ہے

80

عشق کرناں تو ایک سیں کرنا　　عشق دو ٹھور بے حیائی ہے

---

1. یہ شعر اس طرح بھی ملتا ہے۔
نین کشتی تری میں پتلی نوح　　تس میں گردش سو عین طوفاں ہے

81

میں نے چوچی اہیرنی کی مسلی　　مجکوں اُس نے نہ کچھ ملائی دی

82

تجھ شمع رو سے روشن ہوتی ہے شب کی مجلس
معشوق چاہتے ہیں پروانگی وہاں کی

نوٹ: فردیات، کے سلسلے میں مندرجہ بالا اشعار نہ معتبر ہیں نہ مستند۔ بہت سے نسخوں میں تو یہ ملتے ہی نہیں اور جن میں ملتے ہیں اُن سب میں مختلف ہیں۔ ایسے کئی اشعار تو صرف رعایت لفظی یا ایہام پر مبنی ہیں اور بعض کے تو معنی ہی واضح نہیں۔ مجبوراً اصل کے مطابق نقل کر دیے گئے۔ (ہاشمی)

رُباعیات

1

یک بارگی تجھ دیکھنے مجھ دل مل جا گل تل ہو رہا گال منیں تل مل جا
سنسار کی انکھیاں جلے، سب جیو جلے جینے کا بھروسا کسے، یک تل مل جا

2

تجھ عشق سوں عشاق کا من آگ ہوا خورشید نمن، تمام تن آگ ہوا
ہر تختۂ لالہ پہ لکھی لالی سوں تجھ رنگ کی غیرت سوں چمن آگ ہوا

3

دل جام حقیقت ستی جو مست ہوا ہر مست مجازی سوں زبردست ہوا
یہ باغ دِسا نظر میں تنکے سوں بھی کم اور عرش عظیم پگ تلے پست ہوا

4

تجھ نین میں جی دام محبت دیکھا تجھ لب منیں، دل جام مروت دیکھا
تجھ مکھ کے بھتر روز دسا روشن مجھ تجھ زلف میں دل شام مشقت دیکھا

5

اے جیو دوعالم کا ترے مکھ پہ فدا محتاج تری ذات سوں سب شاہ وگدا
مجھ عاجز بے کس پہ نظر رحم سوں کر اے منظر ہر ناظر و منظور خدا!

6

مے خانہ جگ کا جس نے سرجوش کیا اس ہاتھ سوں عالم نے قدح نوش کیا
اس سیّد عالم کوں جو دیکھا یک بار یک بارگی عالم کوں فراموش کیا

7

کسوت کوں اپس رنگ سوں گل فام کیا جب بر میں دو دامی کوں گل اندام کیا
دو دام دو بادام عین دو جے یو زلف شش دام نے مجھ ششدر و ناکام کیا

8

یہ ہستی موہوم دسے مجکوں سراب پانی کے اُپر نقش ہے یہ مثل حباب
ایسے کے اُپر دل کوں نہ کر ہرگز بند آپس کوں نہ کر خراب اے خانہ خراب

9

سورج کے اُپر جوش کرے شرم و حجاب گر دور کرم سوں کرے اس مکھ سوں نقاب
تجھ مکھ کی تجلی سوں پڑیں چونک تمام بولیں کہ ''ہوا ہے آج یو یوم حساب''

10

تجھ لب منیں دستا ہے مجھے آبِ حیات تجھ زلف کی ظلمات میں ہے لیل برات
اے سبزۂ خضر! تجھ قدم سوں شاید اُس آب حیات کوں ملوں رات برات

11

منگتا ہے مرا دل کہ اپس لب کے ہات اس حسن کی دولت سوں دے یک بوسہ زکات
تجھ حکم پہ یو داد و دہش ہے موقوف تاخیر نہ کر اس منیں، ہے بات کی بات

12

تجھ مکھ کا ہے یو پھول چمن کی زینت　　تجھ شمع کا شعلہ ہے لگن کی زینت
فردوس میں نرگس نے اشارے سوں کہا　　''یہ نور ہے عالم کے نین کی زینت

13

ہے حسن کی اقلیم میں توں شاہ ہنوز　　خوبی کا تری مشتری ہے ماہ ہنوز
اس وقت میں توں ہے مالک مصر بہار　　یوسف کوں ہے تجھ عزیز کی چاہ ہنوز

14

رکھتا ہوں میں دل میں درد جاں کا ہنوز　　اے شوخ نئیں ہوا توں آگاہ ہنوز
تجھ غم سوں ہیں گرچہ چشم پُر آب ولے　　سینے میں بجا ہے آتش آہ ہنوز

15

نئیں نقد خزینے میں مرے غیر از داغ　　جس داغ کی حسرت سوں ہوا لالہ داغ
سینے منیں اک غم کا محل باندھا ہوں　　ہیں آہ کے جس بیچ کئی لاکھ چراغ

16

رکھ دھیان کوں ہر آن تو معبود طرف　　رکھ سیس کوں ہر حال میں مسجود طرف
معدوم کوں موجود سوں کیا نسبت ہے　　اولیٰ ہے کہ مائل ہو توں موجود طرف

17

دیوان ازل بیچ خدائے بے چوں　　یہ حکم کیا عام کہ ہاں ''کن'' فیکوں
افراد دوعالم کا بندھا شیرازہ　　اس دفتر کونین پہ فہرست ہے توں

18

تجھ عشق سوں نت بے سرو ساماں ہوں میں تجھ زلف سوں بے تاب و پریشاں ہوں میں
تجھ مکھ کی صفائی کوں نظر میں رکھ کر مدت ستی جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

19

یو مکھ کوں ترے دیکھ گلا شرم سوں ماہ یہ چاہ زنخ کی لے گیا یوسف چاہ
تجھ نین کے جلوے کوں جو نرگس دیکھی اس کثرت جلوہ سوں ہوئی خیرہ نگاہ

20

اے خلق کے زیب و زین! مجھ حال کوں دیکھ!
اے جدِّ حسن حسین! مجھ حال کوں دیکھ!
تجھ باج مجھے نئیں ہے دوجا جگ میں
شاہنشہ مشرقین! مجھ حال کوں دیکھ!

21

تجھ یاد کے تئیں[1] روح سوں ہمدم کہتے تجھ نام کے تئیں دافع ہر غم کہتے
تجھ باج دُجے کوں جو نہ دیکھے بہتر تو خلق تجھے ''سیّد عالم'' کہتے

22

تجھ فیض سوں انکھیاں کوں مری نت ہے تری
تجھ یاد سوں ہر اشک مرا رشک پری
از بسکہ ترا جمال سینے میں رکھا
پایا ہے مرے خیال نے دیدہ وری

---

1. بروزن فع

23

یہ نین ترے مجکوں دِسیں جنجالی ہور کان میں بالاں کے نزک یہ بالی
کہو زلف کوں سمجھا کہ نکو مارکسی[1] مشہور مثل ''سانپ لڑا منھ خالی''

24

منصور تری دار اُپر حیراں ہے فقات[2] تری راہ میں سرگرداں ہے
دربار میں تیرے نئیں موسیٰ کوں بار یہ نور ترا بوُجھ، ترا درباں ہے

25

کونین حسن حسین کا ممنوں ہے اس یاد سوں عشرت کا ہِسنہ مخزوں ہے
ایسوں کے اُپر روا رکھا داغ، فلک جس داغ سوں لالے کا جگر پُر خوں ہے

26

وو زلف سیہ دل کمند انداز ہوئی
اُس مرغ اُپر دل کے سو جیوں باز ہوئی
ہیکس کوں اپس کس سوں بندھے کس کوں دکھو
نا کس کے عمل کر کے سر افراز ہوئی

☆☆☆☆

---

1 کسی کو 2 (کذا)

مخمسات

1

تجھ قد نے مجھ نگاہ کوں عالی نظر کیا
تجھ مکھ نے شوق بدر کوں دل سوں بدر کیا
لب نے ترے عقیق کوں خونیں جگر کیا
مستی نے تجھ نین کی مجھے بے خبر کیا
دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا

تجھ چشم نیزہ باز کی جرأت کوں دل میں رکھ
تیری بھواں کی تیغ کی دہشت کوں دل میں رکھ
پلکاں کے خنجراں کی صلابت کوں دل میں رکھ
تیری نگہ کے تیر کی ہیبت کوں دل میں رکھ
سورج نے تن اپس کا سراسر سپر کیا

ہے تجھ کوں مرتبے منیں کیواں سوں برتری
تجھ مکھ کوں دیکھ دنگ ہیں کیا حور کیا پری
ناہید میں کسی نے نہ دیکھی یہ دلبری
تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا

تیرا فراق تھا دل و سینہ پہ مثل سل
مدت سوں دل رہا تھا ترے غم میں پا بگل
دیکھا نہ تھا خواب میں آرام ایک تل
تب سوں ہوا ہے محملِ لیلیٰ کی شکلِ دل
جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا

تیرے درس میں علم معانی پڑھا ہے جی
تجھ مکھ کوں دیکھ شرح بھی شمشیر کی لکھی
لیلاوتی تو خیال میں پائے ہے منتہی
ہر شب تری زُلف سوں مطول کی بحث تھی
تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا

شہرت کا تیری جگ میں بجا ہر طرف دہل
تجھ سرو قد کوں دیکھ ہوئے بند جزو کل
سرشار تجھ نین کے نشے سوں ہے جام مل
حق تجھ عذار دیکھے سوں اُسر جا ہے رنگِ گل
پیدا ترے لباں ستی شہد و شکر کیا

تیر معاونت میں ہیں نت مرتضیٰ علی
تو اس سبب سوں ملک سخن میں ہوا بلی
خورشید کی نمن ہے تری طبع منجلی
تیرا یہ شعر جگ میں موثر ہے اے ولی
تو دل منیں ہر ایک کے جاکر اثر کیا

2

نکو کر آشنائی غیر سوں اے سیم تن ہر گز
نہو اے شمع رو ہر انجمن میں شعلہ زن ہرگز
نہ مل مائل ہو ہر طوطی سوں اے شکر شکن ہرگز
نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
ہر اک گلشن میں جیوں نرگس نہ کھول اپنے نین ہرگز

فصیحاں خلق کے سارے تجھے شیریں بچن کہتے
پشانی روز روشن ہور زلف کالی رین کہتے
مُبصر ہو جواہر کے تجھے دُر عدن کہتے
جہاں کے گل رخاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چرن ہرگز

سدا مشتاق ہے طوبیٰ ترے قد جیوں صنوبر کا
تجلّی میں ترا یہ مکھ اَہے خورشید محشر کا
دہن تیرا سو خیر انجام ہے یہ جام کوثر کا
تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز

دو رخسارے ترے روشن یہ دو انور ستارے ہیں
ترے چنچل نین آگے چکارے کیا چکارے ہیں
عزیزاں مصر کے سارے تری خاطر سنوارے ہیں
زلیخا سے کِتے عاشق ترے پر جیو دارے ہیں
نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہ ذقن ہرگز

توں ہے محبوب عالم کا ولے عالم سوں ہو یک سو
توں محبوباں میں عنقا ہے نکو دکھلا کسی کو رو
جو آتش واں کیا دل کوں، لجا وھاں زلف عنبر بو
بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
نہ مل مہتاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز

جو تیرے عاشق صادق ہیں ان کوں ایں وآں سوں کیا
جو تجھ برہا کے آوارہ ہیں اُن کوں خانماں سوں کیا
جو دھویا ہاتھ اپس جی سوں اسے مطلب جہاں سوں کیا
جو شائق شمع رو کا ہے اسے وسواس جاں سوں کیا
نہ دھرنا مثل پروانے کے پروائے کفن ہرگز

نشانی حق کے پانے کی جہاں کی بے نیازی ہے
کشائش کام اپنے کی جگت کی کارسازی ہے
تواضع خاکساری ہے ہماری سرفرازی ہے
حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
وو پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

سمجھ اے عاشق صادق تجھے غم عین راحت ہے
رقیب نا ملائم کی ملامت پُر ملاحت ہے
خلق کی سخت گوئی یہ کلام پُر فصاحت ہے
دم تسلیم سوں باہر نکلنا سو قباحت ہے
نہ دھر اس دائرے سوں ایک دم باہر چرن ہرگز

ولی اس منزل مشکل میں ثابت رکھ قدم اپنا
نظر میں رکھ ہر اک لمحے میں احوال عدم اپنا
اپس مرشد کوں دائم بوجھ رہبر دم بدم اپنا
غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ دم اپنا
نہ پہنچے گا بغیر از شوق توں حب الوطن ہرگز

3

عاشق ترے جمال پہ شیدا ہوئے اتال
دو دل میں آئینے سوں مصفا ہوئے اتال
جو زنگ سوں خودی کے تجلی ہوے اتال
طالب ترے سو طالب مولیٰ ہوے اتال
تب عاشقاں کی صف میں تماشا ہوے اتال

رخسار یہ دو مطلع انوار ہیں ترے
مشہور حسن خلق سوں اطوار ہیں ترے
عشاق کئی برہ منیں بیمار ہیں ترے
کئی دل زُلف کے بند گرفتار ہیں ترے
ہوکر اسیر جگ منیں رسوا ہوے اتال

مشہور جگ میں نام سوں تو ماہ رو اَہے
اپنے دکھوں کے درد کا درمان تو اَہے
صورت[1] تری انکھاں کے آگے روبرو اَہے
تجھ کو جگت میں حسن سوں نت آبرو اَہے
خوبی ستی بہار کے دریا ہوے اتال

---

1. بروزن ترت

تجھ روپ کے دریا میں دو رخسار ہیں کنول
عالم کے دلبراں میں اتا تو ہے خوش شکل
تیرے اَگے سوں ناٹھ گئے دلبراں سکل
تیری انکھاں کوں دیکھ جتے مرگ تھے چنچل
وحشی ہو اُٹھ کے جانب صحرا ہوے اتال

ہے چاند کی نمن توں خوبی کے گگن منیں
ہے شمع کی نمن تو ہر اک انجمن منیں
گلزار ہے بہار سوں بے شک دکن منیں
جو تھے تماشا بیں دکن کے چمن منیں
تجھ گل اُپر وو بلبل شیدا ہوئے اتال

تجھ برہ کے غنیم نے گھیرا ہے ملک دل
آرام نئیں ہے جیو کے کشور کوں ایک تل
نیناں تری یہ ملک کوں لوٹیں پلک سوں مل
ہمت کوں مار صبر کوں کیتے نپٹ خجل
ہمنا کے دل ستانے کوں سنبا[1] ہوے اتال

کہتا ہوں تجکوں دل ستی سن بات اے صنم
عاشق اُپر اِتا تو نہ کر جور اور ستم
تیغ تغافلی کوں نہ سٹ اس پہ دم بدم
تیری صفت کے بیچ جو کیتا ولی ختم
تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوے اتال

---

1. سنبا: نام سردار غنیم (ن تق)

4

گلشن میں مجھ سینے کے اے[1] صاحب جمال چل
مجھ دل کے چار باغ میں اے نونہال چل
مجھ طبع کے چمن میں اے رنگیں خیال چل
میری نگہ کی رہ پہ اے فرخندہ فال چل
ہے روز عید آج اے ابرو ہلال چل

تجھ زلف مشک بو کی چلی باس گھر بہ گھر
اس بوسوں آج مست ہیں کیا جن و کیا بشر
دل تجھ نگھ کے دام میں ہے بند سر بسر
تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر
شک نئیں اگر ختن ستی آویں غزال چل

عالم کے خشک و تر نے کیا دل کوں بحر و دشت
کس اہل دل کوں جا کے کہوں دل کی سرگزشت
مجھ راز دل کا آج پڑا بام پرسوں طشت
ممکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت
جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل

ہے سبزہ زار حسن سراپا سواد ہند
خوبان با نمک سوں بھرا ہے بلاد ہند
عشاق با صفا کے ہے سینے میں یاد ہند
پیتم کی زلف پیچ وِسا مجھ سواد ہند
اس راہ مار پیچ میں اے دل سنبھال چل

---

1. بہ قدر یک حرکت

یہ حرف راست جا کے کہو خرقہ پوش کوں
اے کج خرام چھوڑ دے ظاہر کے جوش کوں
دیتے نہیں ہیں ساغر دل خود فروش کوں
وحدت کے مے کدے میں نہیں بار ہوش کوں
اُس بے خودی کے گھر کی طرف سُدھ کو ڈال چل

دین محمدی سوں ہے دو جگ کی آبرو
مطلوب ہے یہ، اس کوں جو ہے کفر کا عدو
کر مختصر جہاں منیں دنیا کی گفتگو
اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
دنیا کی رہ گزر میں بزرگوں کی چال چل

بوجھا ہوں دل کے فیض سوں سارے جگت کی گت
آوے نہ کوئی کام بجز حق کے عاقبت
بدخصلتی کے گل میں نہیں بوے عافیت
گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت
خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل

دل کی بہشت اہل حقیقت کی بزم ہے
واں کی شراب صاحب معنی کو ہضم ہے
عالی ہیں بخت ان کے جنھیں واں کا عزم ہے
اُس انجمن کی سیر کا گر عزم جزم ہے
سایہ نمن تو پیر کے دائم دنبال چل

تجھ باج جان و دل کوں نشاط و طرب نئیں
دل بستگی زُلف سوں تری بے سبب نئیں
کہتا ہوں حرف راست اگرچہ ادب نئیں
آیا تری طرف جو ولی تو عجب نئیں
آتے ہیں تجھ گلی منیں صاحب کمال چل

5

ناز سوں آ تجھے ادا کی قسم   مہرباں ہو تجھے دیا کی قسم
میں وفادار ہوں وفا کی قسم   خیرخواہوں میں ہوں خدا کی قسم
مان اس صادق آشنا کی قسم
بوالہوس تجھ اُپر رکھے ہیں نظر   جب سوں تجھ حسن کی سنے ہیں خبر
حرف میرا سن اے پری پیکر   کم نمائی کوں مدعا کر کر
مت کہیں جا تجھے حیا کی قسم
دل کوں تجھ عشق سوں ہے غم ناکی   لیکن اس سوں نئیں ہوں میں شاکی
کم ہے عالم میں عصمت و پاکی   دیکھ اے شوخ تیری بے باکی
خوف میں ہوں سدا رجا کی قسم
گر سخن فہم تجکوں پاؤں گا   حال دل کا تجھے سناؤں گا
بندۂ بے درم کہاؤں گا   یہ قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا
مجکوں ہے تیری خاک پا کی قسم
سٹ رقیباں اے نور دیدوں کے   مت ہو فرماں میں ان یزیدوں کے

سہو کر حرف ان پلیدوں کے لطف سوں آ طرف شہیدوں کے
تجکوں ہے شاہ کربلا کی قسم

عشق کے درس کا ہوں میں استاد طفل مکتب ہے مجھ اَگے فرہاد
بندہ تیرا ہوں گرچہ ہوں آزاد بسکہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد
دل مرا خوں ہوا حنا کی قسم

شوق تیرا ہوا ہے جس کوں امام ان نے پایا ہے مدعاے تمام
عشق تیرے میں ہے حیات دوام عاشقوں نئیں ہے موت سوں کام
مرقد پاک اولیاء کی قسم

سرکشوں سوں ہے راہ عرفاں دور اُن کوں یک آن نئیں ہے بارحضور
خود نمائی کا ترک یہاں ہے ضرور خاکساری ہے حق اَگے منظور
خاک درگاہ مصطفا کی قسم

نقش دنیا کا کھینچ مت دل پر دشمنِ جیو ہے محبت زر
عشق کی راہ میں قدم کوں دھر دل سوں اپنے نکال وہم و خطر
راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم

معرفت حق کی کام مشکل ہے اہل پندار اس سوں غافل ہے
اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے علم انسان کوں مکمل ہے
گلِ گل زار ہل اتی کی قسم

6

تیرے قدم کے فرش رہ میرے نین سب دن اچھو
تجھ نقش پا مجھ سیس کا حب الوطن سب دن اچھو

مجھ شاہ کے یوسف کوں یہ چاہ ذقن سب دن اچھو
غنچہ نمط تجھ باس کا دل پیرہن سب دن اچھو
مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو

تجھ نور کی بخشش ستی یہ سور ہور چندر ہوا
تیری زُلف کی باس سوں یہ مشک ہور عنبر ہوا
یک پل میں تیرا مرتبہ افلاک سوں برتر ہوا
پیا سے محبّاں دیکھ کر تو ساقیِ کوثر ہوا
فردوس سوں بھی بڑھ کے ہے، یہ انجمن سب دن اچھو

یٰسین و طٰہٰ و الضّحیٰ نازل ہوے تجھ شان میں
واللیل اور والشمس ہے تجھ زلف ومکھ کے دھیان میں
افلاک سب پیدا ہوئے لولاک کے الحان میں
تجھ یاد سوں راحت اچھو ہر موموناں کی جان میں
تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو

تجھ گل نے دل جا کر دیا گلزار میں ہر گل کے تیئں
پیچوں میں پھانسا زلف نے ہر حور کی کاکل کے تیئں
تجھ زلف ومکھ نے مبتلا کیتے ہیں جزو ہور کل کے تیئں
سایہ سوں اپنے کردیا پیدا گل وسنبل کے تیئں
اے رشک گلزار ارم تیرا چمن سب دن اچھو

دل کی صدف میں کر جتن تجھ عشق کے گوہر رکھو
سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جوہر رکھوں

دائم سخن کے لب اُپر تجھ قول کی شکر رکھوں
ہر دم طبع کی سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں
تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو

مجمر جلانے کا حکم خورشید کوں سب نے دیا
ہر رات مہ کے ہات میں تو نور کی مشعل دیا
تاروں نے موتی کے طبق پائے ہیں تجھ سے اے پیا
تیرے کرم کے ہاتھ سوں موسیٰ ید بیضا لیا
ہمدم دم عیسیٰ سوں یو امرت بچن سب دن اچھو

تجھ باج، مخصوص جہاں وے ذات عالی چار ہیں
اس امت غمناک کے وے ذات عالی چار ہیں
جن کوں محبت ان کی نیں بے شک وو ناہنجار ہیں
جو ان سوں رو گرداں ہوئے دونوں جہاں میں خوار ہیں
ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

7

مشق کر اے دل سدا تجرید کی عاشقی ہے ابتدا توحید کی
ترک مت کر گفتگو تفرید کی جن کوں لذت ہے بجن کی دید کی
ان کوں خوش وقتی ہے روز عید کی

اے صنم یک دم نہیں تجھ سوں جدا دور مت بوجھ آپ سوں اے خوش لقا
جیوں سوں حاضر ہوں خدمت میں سدا دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا
کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی

چھب ہے تیری نشۂ صہبائے حسن　　رنگ ہے تیرا چمن آرائے حسن
قد ہے تیرا رحمت والائے حسن　　زلف نئیں تجھ مکھ پہ اے دریائے حسن
موج ہے یہ چشمۂ خورشید کی

خرد سالی میں ہے شوخی معتبر　　اس سبب ہیں عاشقاں خونیں جگر
مہرباں ہو خط نمایاں ہو اگر　　اس کے خط کی خال سوں پوچھو خبر
بوجھتا ہندو ہے باتاں کی بید کی

بر میں تیرے ہے لباس صندلی　　رنگ گل ہے تجکوں فرش مخملی
جنت فردوس ہے تیری گلی　　تجھ دہن کوں دیکھ کر بولا ولؔی
یہ کلی ہے گلشن امید کی

8

یاقوت لب تیرے سجن یہ دل مرے کا قوت ہے
اور خیال تیرا دل منیں جیوں کان میں یاقوت ہے
شہرت سوں تیرے حسن کی معمور سب ناسوت ہے
تجھ یاد کی تسبیح سوں سینہ مرا ملکوت ہے
تجھ عشق کا مجھ دل منیں جبروت ہور لاہوت ہے

وو شاد ہے دنیا میں دل جو پُر ہوا تجھ غم ستی
زخمی تری شمشیر کا بیزار ہے مرہم ستی
جم جم جو ہے تجھ سوز میں ڈرتا نئیں وو جم ستی
جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دم ستی
نئیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مبہوت ہے

تجھ شوق سوں یہ دل مرا تجھ مکھ نمن درپن ہوا
تجھ عشق کے گوہر ستی سینہ مرا معدن ہوا
تجھ مکھ سُرج کی تاب سوں یہ جیو مرا روشن ہوا
تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا
میرے نین میں تو سجن جیسے چندر میں جوت ہے

تیرا برہ آ کر بسا مجھ خاطر رنجور میں
آوارگی لے کر سٹا اس سینۂ معمور میں
ڈالا اگن مجھ دل میں یوں جیسے اگن تھی طور میں
ثابت سجن کے عشق سوں جو حال تھا منصور میں
یوں عشق میرا جگ منیں اثبات ہور مثبوت ہے

تجھ شوق کے دریا میں دل ماہی نمن پیراک ہے
کر صید اس کوں اے سجن یہ تجھ شکار پاک ہے
تجھ ماہ بن جگ میں ولؔی مغموم اور غمناک ہے
تجھ جان بن دل کا کفن بیشک کنول جیوں چاک ہے
تجھ غم منیں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

9

نہ تنہا حسن خوباں دل ربا ہے ادا فہمی سخن دانی بلا ہے
سخن داں آشنا فضل خدا ہے صنم میرا سخن سوں آشنا ہے
مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے

لٹک سوں آ او سرو کبک رفتار دکھا اپنی جھلک اے لالہ رخسار

کیا ہے دل کوں میرے صحن گلزار چمن میں وصل کے ہر جلوۂ یار
گل رنگیں بہار مدعا ہے

لیا ہے گھیر عشق بے ریا مجھ برہ آزار و بے صبری دیا مجھ
پلا دیدار کا شربت پیا مجھ تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ
تری یہ کم نگاہی نمچا ہے

عجب تجھ بر میں ہے اے یار جانی نشاط دل لباس زعفرانی
ترے جلوے سوں پایا ہوں جوانی نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی
کہ موج چشمۂ آب بقا ہے

صف مژگان خوباں مل کے یکسر اُٹھے ہیں عاشقاں پر کھینچ جمدھر
ادا کا ہر طرف اڈا ہے لشکر نہیں واں آب غیر از آپ خنجر
شہادت گاہ عاشق کربلا ہے

وفا ہے بادشاہ عاشقی میں تجمل ہے سپاہ عاشقی میں
نہیں شوخی نگاہ عاشقی میں وہی آتے ہیں راہ عاشقی میں
کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

گدا ہیں جو محبت کی کلی کے سدا وو ہم سفر ہیں بیجلی کے
نہیں بلبل وو ہر گل کی کلی کے غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے
نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

☆☆☆☆

مستزاد

1

بے تاب کیا شوق نے مجھ دل کوں بدن میں — گل پیرہناں کا
جیوں غنچہ کا بند محبت کے چمن میں — رنگیں دہناں کا
مجھ دل کی نمن عشق سوں گردش میں ہمیشہ — تنہا نہیں خورشید
مشتاق ہو پھرتا ہے سدا ماہ گگن میں — سیمیں بدناں کا
مت بوجھ کہ ہے آپ سوں وحشت منیں آہو — اے کشتۂ خوباں
پھیلا ہے سحر جا کے یہ اطراف ختن میں — جادو نیناں کا
رکھتا ہے محبت کا سدا داغ جگر پر — ہر لالۂ رنگیں
تجھ عشق سوں کیا حال ہے ٹک دیکھ چمن میں — خونیں کفناں کا
فرہاد کی آتی ہے سدا روح صبا ہو — مجھ شعر کوں سننے
مذکور ہے از بسکہ کہ ولی میرے سخن میں — شیریں بچناں کا

2

کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر — گویا ہے چمن من
باندھا ہے جو گئی جیوں کوں تجھ عشوہ گری پر — پھرتا ہے وہ بن بن
دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر — بولا مجھے یوں دل
کیا خوب اُٹھا نقش عقیق جگری پر — خورشید سوں روشن
چنچل نے نظر ناز سوں آہو پہ کیا نمیں — نرگس کی ہے سوگند

قرباں ہوا اُس چشم کی والا نظری پر — عشاق کا تن من
ہموار کیا آپ اُتر ترک وفا کوں — از بسکہ ہے طرار
باندھا ہے کمر ناز سوں اب حیلہ گری پر — وو شاہد پُر فن
بوجھا ہے ولی تب ستی موہن نے سُرج کوں — ذرے سوں بھی کمتر
کیتا ہے نظر جب ستی دستار زری پر — لے ہاتھ میں درپن

3

معلوم نئیں کس نے مرے دل کوں لیا ہے — ان عشوہ گراں میں
کس شوخ ستم گر نے مجھے پیچ دیا ہے — ان مو کمراں میں
اس شوخ نظر باز کے انداز نگہ کا — گر کام نئیں یہ
دیوانہ مرے دل کوں کہو کس نے کیا ہے — جادو نظراں میں
ظاہر میں تروتازہ باطن میں ترا داغ — رکھتا ہے جو دائم
جیوں لالہ اُسے بوجھ کہ شب رنگ ہوا ہے — خونیں جگراں میں
عاشق کوں ہے بے تابی و بے طاقتی دل — سرمایۂ بینش
بن عشق جو عالم میں فراغت سوں جیا ہے — ہے بے بصراں میں
تنہا نئیں سرشار ولی شوق سوں تیرے — اے ساقیِ بدمست
تجھ عشق کا اس بزم میں جو جام پیا ہے — ہے بے خبراں میں

☆☆☆☆
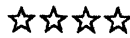
ترجیع بند

1

مرے دل میں وو سرو گل فام ہے　　کہ جس شوخ کا خوش ادا نام ہے

رُخ روشن و زلف مشکیں یار　　مجھے یاد ہر صبح و ہر شام ہے

خلاصی نئیں تا دم زندگی　　نگہ شوخ کی جیو کا دام ہے

برہ میں طلب مت کرو صبر کوں　　برہ دشمن صبر و آرام ہے

جو دل یار کی مجکوں دیوے خبر　　نئیں دل وو جمشید کا جام ہے

شب و روز مجھ عاشق پاک کوں　　فراموش کرنا ترا کام ہے

سدا تجھ پری رو کی خدمت منیں　　یہی دردمنداں کا پیغام ہے

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہاں ہے عزیزاں! وو رشکِ پری　　کہ جس ماہ رو کا ہے جگ مشتری

کہاں ہے وو گلزار باغِ وفا　　کہ ہے شان جس کی سدا دلبری

کرے جگ میں شرمندہ خورشید کوں　　اگر بر میں پہنے لباس زری

وہی ہے مرے حرف کا قدر داں　　کہ جوہر نہ بوجھے بجز جوہری

کرے کیوں نہ عشاق کے دل کوں بند　　کہ رکھتا ہے انکھیاں میں جادوگری

عزیزاں کسی غیر سوں مت کہو　　رقیباں کی دیکھا ہوں میں زرگری

کہو جا کے میری طرف سوں اسے　　تخلص ہے جس چشم کا عبہری

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

بزور نزاکت بزور ادا — صف گل رُخاں میں ہے تو مقتدا
مددگار تھے جب تلک بخت سعد — نہ رہتا تھا یک آن تجھ سوں جدا
یکایک ترے ہجر نے اے صنم — کیا محو سب عشرت ابتدا
کروں تجھ سوں کیوں آرزوے جواب — سدا کوہ تمکین ہے بے صدا
ترے غم سوں تپتی ہے چھاتی مری — ہوے اشک سوں دو نین نربدا
بجا ہے سنو گر مری التماس — کہ سنتے ہیں شہ عرضِ حالِ گدا
تغافل کوں مت کام فرما سجن — مری بات سن کر برائے خدا

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے دیکھنے کوں اے نرگس نین — چلے چھوڑ آہو دیار ختن
وو مانند شمشیر پانی ہوا — جو دیکھا ترے ابروے تیغ زن
تری یاد کرنے سوں اے نونہال — ہوا دل مرا رشک صحن چمن
کمر بستۂ سوز ہوں جیوں پتنگ — لگی تجھ سوں ے شمع جب سوں لگن
کیا دل نے تیری گلی میں مقام — کہ بلبل کا دائم ہے گلشن وطن
دیا جی جو تجھ فتنۂ ناز کوں — ہوا صبح محشر سوں اس کا کفن
سراپا بدن گل کے پانی ہوا — ترے غم سوں جیوں شبنم اے گل بدن

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے ابروؤں کا جو دیکھا کمال　　گدائی کا کاسہ لے آیا ہلال
ترے گوش میں گوشوارے نمیں　　ہوا نجم کا بدر سوں اتصال
فراموش دل سوں کیا حور کوں　　نظر جس کوں آیا ہے تیرا جمال
عجب زور تھا اور عجب وقت تھا　　جدائی کا ہرگز نہ تھا احتمال
نہایت کوں ہووے گا سیپارہ دل　　ترے مکھ کے مصحف سوں نکلی ہے فال
جو کچھ اس سوں ظاہر ہوا تھا مجھے　　ہوا ہے وہی حال اے نونہال
تمنا نمیں اور کچھ دل منیں　　سدا تجھ سوں میرا یہی ہے سوال

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہو بات اُس شوخ بے باک کی　　حقیقت کہو اس ستم ناک کی
ہوا مجھ پہ ظاہر کہ ہر سیس کوں　　لیاقت نمیں ترے فتراک کی
زمیں پر رکھا جب سوں اُس نے قدم　　ہوئی شان اس روز سوں خاک کی
ہوئی برق شاگرد آخر کوں آ　　ترے غمزۂ شوخ و چالاک کی
شراب جوانی سوں سرشار ہے　　کہاں بات سنتا ہے غمناک کی
سدا عاشقاں کھینچتے ہیں جفا　　جفاکار ہے گردش افلاک کی
اپس ناز کے مت ہو فرمان میں　　قسم ہے تجھے ایزد پاک کی

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے مکھ پہ اے نازنیں یو نقاب　　جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
ادا فہم کے دل کو تسخیر کوں　　ترا قد ہے یو مصرع انتخاب

بجا ہے ترے حسن کی تاب سوں تری زلف کھاتی ہے گر پیچ و تاب
نظر کر کے تجھ مکھ صفائی اُپر ہوئی آرسی شرم سوں غرق آب
ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن عجب نئیں اگر آب ہووے گلاب
کریں بخت میرے اگر ٹک مدد ولؔی اس سجن سوں ملوں بے حجاب
تعلل تغافل کا اب وقت نئیں مرا حال سن کر اے عالی جناب
شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

2

درمدح قدوۃ العارفین شاہ وجیہ الدین

اے تو مقبول سرور عالم اے تو فہرست دفتر عالم
جلوہ گر تو ہے آفتاب یقیں تجھ سوں روشن ہے پیکر عالم
علم ظاہر و علم باطن سوں تو ہے عالم میں رہبر عالم
دل عرفاں سرشت ہے تیرا مظہر خلق و مظہر عالم
ہے زمیں پر یو آستان شریف مرجع خلق و منظر عالم
نام تیرا ہے ورد صاحب درد ذات تیری ہے مفخر عالم
دست گیری تری ہو ظاہر تب جب کہ برپا ہو محشر عالم
ہے ترے نام پر سدا قرباں روز و شب سال و مہ سر عالم

تجھ اُپر جیوں سُرج ہویدا ہے مطلبِ جملہ مضمر عالم
اس زمانے میں حق نے تجکوں کیا مہتر خلق و بہتر عالم

اے امام جمیع اہل یقین
قبلۂ راستاں وجیہہ الدین

اے تو ہے آفتاب عالم تاب فیض تیرے سوں جگ ہے مقصد یاب
دل ترا کان علم و بحر عمل ہر معانی ہے اس میں دُر خوش آب
روے انور کی تیرے دیکھ ضیا رشک سوں آفتاب ہے بے تاب
متفق ہو کے عاقلاں نے کہا دل کوں تیرے جگت میں لب لباب
فکر تیری ہے آب دانش و ہوش ہر گل عقل تجھ سوں ہے سیراب
مکھ سوں تیرے بچن مبارک سُن گل کے گوہر ہوا سراپا آب
اے تو مجموعۂ فراست تام دل ترا مطلب ہزار کتاب
تا قیامت گریز پا نہ اچھے تجھ محبت کی آگ سوں سیماب
مانگتے ہیں مدد سوں تجھ شہ کی روز و شب چند رستم و داراب
اس زمانے میں بے گماں بے شک تجھ میں ہے سب طریقۂ اصحاب

اے امام جمیع اہل یقین
قبلۂ راستاں وجیہہ الدین

فیض تیرا ہے ابرنیسانی دو جہاں پر کیا دُر افشانی
دل ترا مظہر تجلیِ حق مکھ ترا رونق مسلمانی
سجدہ کرنے کوں روز آتا ہے چاند سر تا قدم ہو پیشانی
تیری درگہ کی خاک دیکھ گیا روئے آب حیات سوں پانی

ہر سحر آفتاب کرتا ہے تیرے روضے اُپر زر افشانی
عالماں دیکھ تجھ فصاحت کوں سٹ دیے دعوی سخن دانی
تجھ دل صاف سوں ہوئی ظاہر آئینے میں تمام حیرانی
ہے ولایت کے تخت پر تجکوں شوکت و حشمتِ سلیمانی
زندگی بخش ہے خیال ترا یاد تیری ہے آب حیوانی
جن نے دیکھا ہے پاک مرقد کوں اُن نے پایا ہے قرب حقانی

اے امام جمیع اہل یقین
قبلۂ راستاں وجیہ الدین

اے شہ بحر و بر ہے تجھ سر پر آسماں چتر و آفتاب افسر
تو ہے مقبول حق کی درگہ کا روح تیری کوں عرش پر ہے گزر
کاں فلک کے ملائکہ دیکھیں تجھ سری میں دو جلمۂ انور
آسماں سوں اُتر کے آتے ہیں تیری مجلس میں نُقل ہو اختر
ہے سزوار انجمن میں تری زہرہ آوے اگر ہو خنیا گر
وو ہے روضہ زمیں اُپر تیرا شش جہت جس کوں دیکھ ہے ششدر
کیا کہوں گنبد شریف کوں میں ق اوج میں ہے فلک سوں وو ہمسر
تجھ سوں خورشید کوں وو پایا ہے کیوں نہ ہووے فلک سوں بالاتر
تجھ سوں خادماں کوں نت ہے شرف اے مبارک نہاد پاک گہر
دو جہاں میں مرا ہے مقصد یہ کہ کرو مجھ پہ یک کرم کی نظر

اے امام جمیع اہل یقین
قبلۂ راستاں وجیہ الدین

اے گل گلشنِ حسین و حسن — تجھ سوں روشن ہوا زمین و زمن

عالم فرش سوں لجا بر عرش — حق نے جنت کیا ترا مسکن

فیض تیرا عیاں ہو جس ساعت — بحر کا پُر گہر کرے دامن

گوہر فکر تجھ سوں ہے سیراب — جوہر عقل تجھ سوں ہے روشن

خلق یوں بہرہ تجھ سوں پاتی ہے — فیض جیوں آفتاب سوں معدن

آسماں کے اُپر گداز ہے نت — شوق تیرے سوں ماہ سیمیں تن

عشق تیرے کی آگ میں خورشید — سرسوں لے پگ تلک ہوا ہے اگن

دیکھنے کوں ترے ہوا مشتاق — گل نرگس سوں کھول چشم چمن

یوں تو ہے انتخاب عالم میں — جیوں کہ ہے آدمی میں نطق سخن

خوش بصارت بدل کیا ہے ولی — گرد تیرے قدم کی کحل نین

اے امام جمیع اہل یقین

قبلۂ راستاں وجیہ الدین [1]

---

1. اس ترجیع بند کو پڑھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ولی نے شاہ وجیہ الدین قدس سرہ کا زمانہ پایا ہے۔ یہ بزرگ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مرید تھے اور 998 ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کا مدرسہ اور خانقاہ اور مزار شہر احمد آباد میں واقع ہے جس کا فیضان تعلیم شاہ صاحب مبرور کے بعد بھی جاری رہا۔ چنانچہ ولی اپنے زمانے میں اس مدرسہ و خانقاہ میں مقیم و مستفیض ہوتے رہے۔ ان دونوں ترجیع بندوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نے اپنے آخر زمانے میں یا اس وقت میں اس کی فکر کی ہے جب وہ زبان کو بہت صاف کر چکے تھے۔ ان کے ابتدائی کلام میں جو پُرانے اور دکنی محاورات و الفاظ بکثرت ملتے ہیں ان کا پتا اس میں نہیں۔

قصائد

درحمد ونعت ومنقبت وموعظت

1

لے زباں پر تو اوّل اوّل نام پاک خدائے عزّ و جل
لائق حمد نہیں ہے اس بن اور اس اُپر متفق ہیں اہل ملل
یاد اس کی ہے سب اُپر لازم شکر اس کا ہے مدعاے سکل
آسماں اور زمیں کے سب ساکن یاد کرتے ہیں اس کوں ہر پل پل
شکر اس کا محیط اعظم ہے ق وو ہے سلطان بارگاہ ازل
اس کے بھیتر اگر شناور ہوں روز محشر تلک سکوں نہ نکل
بعد حمد خداے بے ہمتا یاد کر نعت سیّد مرسل
جس کی ہمت کی ہے ترازو میں دو جہاں مثل دانۂ خردل
اس کی مجلس میں آ ہوا ہے کھڑا صف آخر میں جوہر اوّل
گر ہو وو آفتاب گرم عتاب آسماں جائیں مثل موم پگھل
دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں بادشاہاں کا دنگ ہے دنگل
گر کرے بحر پر غضب کی نظر ماہیاں جائیں جل کے بھیتر جل
اس فصاحت اُگے دسے مجکوں نطق سحباں عبارت مہمل

کاملاں سوں سنا ہوں یہ نکتہ — عشق اس کا ہے ہادیِ اکمل
نام اس کا ہے حرز ہر مومن — یاد اس کی ہے واقع کلکول
دیکھ اس زلف و مکھ کوں بے جا ہے — بحر اور بر میں عنبر و صندل
بعد اس آفتاب انور کے — چار ہیں اہل علم و اہل عمل
صاحب صدق و عدل و علم و حیا — ایک سوں ایک اکمل و افضل
ان کوں اصحاب میں سباقت ہے — دین کوں جو کیے قبول اوّل
ہیں دجے وو کہ دین کے بل سوں — کفر کے دست و پا کوں کیتے شل
ہیں تجے وو کہ جن کے لوہو سوں — رنگ پکڑا کلام عزّ و جل
ختم خلفا کی کیا کہوں میں بات — جس کے رتبے کا عرش پر ہے محل
جب ہوا وو سوار دُلدل پر — فوج پر فوج دَل پہ مارا دَل
وہ ہے یکتائے دیں کہ جن نے کیا — لاکھ مشکل کوں ایک پل میں حل
نام اس کا کہ جس کے تقویٰ سوں — زور نے زور بل نے پایا بل
ہے علیؓ وو کہ جس کی دہشت سوں — جی گیا دشمناں کا تن سوں نکل
خوف اس کا عدو کی چھاتی پر — جیوں ہرن کے سینے اوپر چیتل
ہیں یہ چاروں ستون شرع متین — دیں کا ہے ان سوں مستقیم محل
مشرق و مغرب و جنوب و شمال — سب کوں ان چار ذات سوں ہے بل
چار عنصر ہیں دین کے تن کے — چار دیوار باغ شرع نچھل
ہیں یہ اسلام کے صحیفے پر — چار اطراف صورت جدوَل
نام اُن کا ہے عرش کے اوپر — گرچہ ظاہر ہیں آسماں کے تل
بعد ان کے ہیں وو امام جہاں — نور چشم پیمبر مرسل

ہر دو سلطان کشور کونین ہر دو مقبول شاہ روز ازل
ایک کا تن ہوا ہے اطلس سبز ایک خوں سوں زمیں کیا مخمل
ملک ہستی میں دشمناں کے سبب جو کہ گزرا ہے ان پہ حال کُبل
اس میں دم مارنے کی جا گہ نئیں یاں خموشی ہے سب ستی افضل
مقصد دوجہاں وو پایا ہے جو کیا جیو اُن اُپر بَل بَل
کرمِ حق ہے آرزو سب کی ترک دنیا ہے مدعاے سکل
گل دنیا کوں زیب تاج نہ کر یو ہے سر پاؤں لگ محیل و دغل
اس سوں ہرگز نہ باندھ جی اپنا کہ مبادا ہو دین بیچ خلل
ایک گھر میں رہے نہ نچلی یہ طالب یار نو ہے یہ چنچل
اہل دانش نہ جائیں اس کے نزیک طالب اس کے نئیں ہیں مجز اجہل
پر کدورت ہے سر سوں پاؤں لگ گرچہ ظاہر ہے صورت نرمل
یو کسی سوں وفا نہ کی ہرگز بے وفا ہے مدام یہ کسمل
مثل قاروں نہ باندھ مال سوں دل مت زمیں زندگی میں جائے نگل
اس کی صحبت میں اے خجستہ خصال نئیں حاصل بغیر درد و کسل
یہ ہے با لغز طامعان و حریص اکثر اس دیکھ کر گئے ہیں پھسل
ترک کر سب کوں بات میری سن حرف شیریں ہے یہ ز شیر و عسل
مرتبہ بوجھ عشق بازاں کا یہ ہیں ملک وفا کے اہل دوَل
عالماں سوں پُچھا ہوں میں اکثر عقدۂ دل کوں نئیں کیا کُئی حل
جو کہا حال دل کوں میں جا کر بے حجابانہ عشق کے آگل
مرحبا کہہ کے مجھ بلایا پاس عقدۂ راز کی بتایا کل

یوں کہا، دیکھ درس شاہد راز — چھوڑ دے درس قطبی و منہل
پیچاس زلف کا نہ پاوے گئی — گر مطول پڑھے وگر اطول
لکھ دیے اس کوں بندگی کا خط — سب پری پیکراں چین و چگل
اس قدر ہے وہ یار بے پروا — جب مرے عاشق اس کوں آوے کل
یوں نہ پوچھے کہ کیوں دِوانے نے — عشق میرے میں جی دیا تلمل
فیض سوں اس نین کے ہے بینا — نرگستاں ہوا ہے سب جنگل
وحشت آہواں کوں رام کرے — گر کرے یک نگاہ دو چنچل
جب سوں اس کا خرام دیکھے ہیں — چال اپنی بسر گئے مِنگل
وصف اُس گیسوؤں کا کیا بولوں — مشک جس کے اَگے ہے بوے بصل
ہووے غیرت سوں سرکہ پیشانی — گر سُنے اس لباں کی بات عسل
جاں تلک ہیں جہاں میں سیمیں ساق — زرد رو اُس اَگے ہیں جیوں پیتل
گرم رو ہو دو گر چمن بھیتر — جیوں گل شمع گل پڑیں گل گل
جن نے اس شمع روکوں دیکھا ہے — جیوں پتنگ پر گئے ہیں اس کے جل
ہوسکے اس پری کا ہم زانو — آرسی دل کی جو کیا صیقل
جس رین میں اسے نہ دیکھوں میں — ہے مرا جیوں اُس اُپر بل بل
جیوں ستارے ٹوٹیں فلک اوپر — یوں انجھو مکھ اُپر پڑیں ڈھل ڈھل
عشق اُس کے کا جو کٹک دیکھا — عقل کی فوج میں پڑی ہل چل
دیکھ اس آفتاب کوں جاکر — کھول انکھیاں کوں اپنی مثل کنول
عشق مرشد سوں سن کے یہ باتیں — دل سوں ہر حرف پر گیا بل بل
دوڑ کر تجھ گلے لگانے کوں — شوق میرا چلا کشادہ بغل

دور کر مکھ اُپر سوں یہ گھونگھٹ　　پاک بازاں سوں کیوں اتا اوجھل

اس کے بالاں طرف چلا اُٹھ دل　　مثل دیوانہ جگ میں بھاسا نکل

دیکھ اس دل ربا کوں برقع میں　　یوں کہا ہو کے مضطر و بے کل

ناخدا ترس آج سوں نمیں تو　　تجکوں بوجھا ہوں میں ز روز ازل

مجھ اُپر یوں ستم روا نہ رکھے　　گر ہو خوف خداے عز و جل

سن کے یہ بات مکھ سوں پردے کوں　　جیوں اُچایا درس کوں دینے بدل

ہوئے کل باز اپس میں ناز و نیاز　　حسن دل کے گلے ہوا ہیکل

دیکھ اس کوں کہ یک بیک آیا　　یہ سخن مجھ زباں سوں بھار نکل

اس قدر ہے صفا ترے مکھ پر　　کہ گیا ہے نگہ کا پاوں پھسل

وصف تیرے کا کیوں نہ ہوں عازم　　طبع یاں دوڑتی ہے جیوں کوتل

اے شفا بخش! تجھ قدم کی خاک　　درد کے درد سر کا ہے صندل

تجھ قدم میں یو کچھ ہے رنگ صفا　　نمیں دکھا اس کو خواب میں مخمل

دو ہے تیری قباے دارائی　　چرخ اطلس ہے جس اَگے کمتل

عشق تیرا ہے موج طوفاں جوش　　جس سوں ہے عقل کی بنا میں خلل

توں تغافل سوں دل کوں کھینچا ہے　　بوجھی ہوئی بات میں ہے کیا اٹکل

دل جو تجھ زلف پیچ بند ہوا　　کون کھولے یہ عقدۂ لا حل

دل ہے اسپند تب ستی جب سوں　　غم میں تیرے ہوا ہے تن منقل

قد سوں تیرے یہ جی نہال ہوا　　وصل تیرے سوں دل نے پایا پھل

جس کوں اے مہ نمیں ہے تیرا وصل　　ننگ ہے اُس پہ مُہہ طبق کا محل

جو ہوا تجھ سوں دور اے خورشید　　ماہ کے مثل وو گھٹا گل گل

بسکہ دیکھا ہوں آپ تجھ مکھ کی — انجھو آتے ہیں مجھ نین میں اُبل
نور خورشید کی نمط اے شوخ — حسن تجھ مکھ اُپر کرے جھل جھل
دل نے بولا کہ یو چھلاوا ہے — دیکھ کر یو ترا جمال نچھل
آہواں لکھ دیے غلامی خط — دیکھ تجھ نین میں خطِ کاجل
دیکھ تیری یہ چشم رشک غزال — مدح تیری میں یو کہا ہوں غزل

غزل

اے یہ تیرے نین ہیں دو چنچل — دیکھنے جن کوں خلق آوے چل
عاشقاں پر چلا ہے یو غمزہ — ہاتھ میں لے کے تیغ تیز اجل
تجھ پلک کا بیان کیوں کے کروں — جس کی ہے یاد مجکو نت پل پل
اے عدیم المثال دو نہ دِکھے — گر مکرر دِکھے تجھے احول
یاد تیری بھواں کی مجھ دل میں — جیوں مچھی کے گلے منیں ہے گل
دیکھ تیری نین میں پتلی کوں — عالماں میں پڑا ہے جنگ و جدل
ایک کہتے ہیں مکھ یوں کعبہ ہے — اس میں پُتلی نے کیوں کیا ہے محل
اور ہیں اس اُپر کہ مسجد میں — کن نے ڈالا ہے طرح رنگ دیول
آخرش اتفاق سوں بولے — یہ ہے صنع خدائے عز و جل
اے مہ مہرباں کرم سیتی — شب تاریک بیچ گھر سوں نکل
ڈر نکو تیرے ساتھ آوے گی — آہ مجھ دل کی ہاتھ لے مشعل
اشک چشم اور غبار دل سوں لے — عاشقاں راہ میں گئے دل دل

ہاں مبادا پھسل پڑے اس ٹھار ٹک نزاکت سوں یاں سنبھال کے چل
کیا کہوں تجھ رقیب کے حق میں بات جس کی ہے تلخ از حنظل
غیر اس کے کہ روزِ عشرت میں ناگہاں اس کوں مکھ دکھاوے اجل
یوں رقیباں کی گفتگو ہے قبیح جیوں کہ ارذل کی زشت ہے کل کل

اے ولؔی ترک کر یو حرف دراز
کہ ہے خیر الکلام قلّ و دلّ

ابر میں یہ نہ بوجھ نعرۂ رعد باجتے وصل کی خوشی کے طبل
دل کوں شادی ہے کیوں نہ باجے آج ہر طرف جگ میں تال ہور منڈل
خلق عالم میں حق کی حکمت سوں جب تلک دکھ کوں ہے دوا سوں خلل
زندگانی کے درد سر کا علاج موت ہو دشمناں کے سر صندل
عمر تیری دراز ہو جگ میں جب تلک ہوں مطوّل و اطول
اے ولؔی یہ قصیدۂ رنگیں جگ میں رکھتا نئیں نظیر و بدل
جو ہیں پیاسے سخن کے ان کے نزیک شعر میرا ہے آب سوں نرمل

گوش حاسد میں جب پڑے یو شعر
راکھ ہو جائے رشک سوں جل بل

2

درنعت حضرت خیر البشر ﷺ

عشق میں لازم ہے اوّل ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

یار کے گلزار پر دو نین کر ابر بہار
پیچ کھا سینے میں دل کوں سنبلستانی کرے

مرتبۂ خلّت پناہی کا وو پاوے گا جو کئی
مثل اسماعیل اوّل جی کوں قربانی کرے

جوش دے یک بارگی دل کے دریا کوں لہو ستی
گوہر انجھواں کوں رو رو رنگ مرجانی کرے

جو اپس تن کوں گلاوے عشق میں ہر صبح و شام
وہیچ کامل ہو سو جیسے ماہ تابانی کرے

سرخ رو ہو آبرو دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کوں لوہو کر اوّل لوہو سوں جو پانی کرے

عشق کی آتش میں جالے تن کوں جو کُئی رات دن
وو قیامت لگ سو جیوں سورج درخشانی کرے

وہیچھ پاوے مطلب راضیۂ مرضیۂ
محض للہ جگ میں جو اعمال پنہانی کرے

ورد پڑھنے درد کا انجھواں کی تسبی ہاتھ لے
دل کوں کر سیپارۂ غم ذکر قرآنی کرے

عشق سوں فارغ جو کُئی رہ نحس اکبر ہے مدام
ساتویں کھنڈ پر اگر ایوان کیوانی کرے

وہیچھ دانا ہے تجے گردون دوں کوں اے عزیز
سٹ کے دنیا کوں جو کئی جگ میں خدادانی کرے

اپنے مطلب کی یو لیلیٰ کا وہی دیکھے جمال
عشق میں دل کوں جو مجنونِ بیابانی کرے

حشر میں شیریں ہو وو حق سوں سنے شیریں بچن
شوق میں دل کوں جو فرہان کُہستانی کرے

بوریاے بے ریا کوں تخت سوں بوجھے ادھک
اُس اُپر ہوکر سلیماں شکر رحمانی کرے

جیوں انگوٹھی میں نگینہ یوں کرے تسخیر خلق
تخت دل کوں جو بہ از تخت سلیمانی کرے

زندگی پاوے ابد کی جگ منیں وو خضر وقت
جو اپس کوں فدوی محبوب سبحانی کرے

یا محمدؐ دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جیو کوں تجھ پہ قربانی کرے

وو اچھے آزاد جو بازار میں تجھ حسن کے
بندگی میں آپ کو جیوں ماہ کنعانی کرے

زیّنوا لحانکم کا گر سنے داود ناد
ہووے خوش دربار پر تیرے خوش الحانی کرے

نوح تجھ رحمت کی کشتی باج کہیں پاوے نہ ٹھانوں
تجھ غضب کا گر سمندر جوش طوفانی کرے

رتبۂ عالی میں دیکھے حق نزیک اپنا کلام
گر کلیم اللہ آ تیری ثنا خوانی کرے

جسم کوں سٹ روح سوں آوے بہت مشتاق ہو
گر تری امت خلیل اللہ کی مہمانی کرے

تب مسیحا فقر کے خط کوں سکھے[1] گا تجھ نزیک
مشق کرنے فقر کی جب لوح پیشانی کرے

جس مکاں میں ہے تمھاری فکر روشن جلوہ گر
عقل اوّل آکے وہاں اقرار نادانی کرے

حکمتاں کی سب کتاباں دھوسٹے[2] یک بارگی
گر فلاطوں تجھ دبستاں میں سبق خوانی کرے

---

1. سیکھے 2. بھولے

تجھ قدم پر جو اپس کا سیس راکھے جیوں سُرج

وو قیامت لگ اپس چہرے کوں نوارنی کرے

کیا ملک، کیا انس و جن، یو جگ میں کس کوں ہے سکت

خط بِنا تجھ مکھ کے جو تفسیر قرآنی کرے

دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں

جب گلستان ارم کی تو خرامانی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں

جب ولؔی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

3

درمنقبت حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

ہر ایک رنگ میں دیکھا ہوں چرخ کے نیرنگ
ہوا ہوں غنچہ صفت جگ کے باغ میں دل تنگ

جہاں کے گل بدناں جلوہ گر ہوئے ہیں جہاں
اُڑا ہے اُن کی تجلّی سوں عاشقاں کا رنگ

یہ عاشقاں کے جلانے کوں مستعد ہیں مدام
گواہ ہے اس کے اُپر نورِ شمع و حالِ پتنگ

سوائے داغ کے پایا نئیں ہوں باغ میں گل
ورائے خونِ جگر نئیں دِسا مجھے گل و رنگ

دِسا نہیں جو گل بے وفا میں رنگِ وفا
تو یونچھ شور میں ہیں بلبلان خوش آہنگ

فلک کی دیکھ کے خشکی جگت ہوا بے دم
رہا نہیں ہے فوارے کے دل میں آب امنگ

اگرچہ سرد ہے دل لیک پُر ہے آتش سوں
کیا ہے منھ پہ اپس کے اگن نے پردۂ سنگ

ہوا رباب رگاں خشک و استخواں بے مغز
یہ حال دیکھ کے مجلس میں دنگ ہے مردنگ
رہے بدن پہ طنبورے کے تارے گنتی کے
غصے سوں اس پہ جو آ مفلسی نے مارا چنگ
فلک ہے وو کہ دکھو! جن نے بے مروت ہو
سُرج کوں سر سوں برہنہ کیا ہے مثل پُھتنگ
اثر کیا ہے ہر اک تن میں ناتوانی نے
ہوئے ہیں بوم سوں عاجز جنگل میں شیر و پلنگ
نشانہ گاہ کیے قابلاں کے دل کوں تمام
فلک کے قوس سوں چھوٹے بلا کے جو جو خدنگ
یگانگت کوں اوّل کی تمام بسری خلق
رکھی اپس میں عداوت مثال شیشہ و سنگ
ظُلم پہ دل ہے رکھے منھ میں حیف سوں انگلی
لیا ہے خلق نے خاصیّت تمام تفنگ
یہ آسمانِ ستم گر کی سرکشی دیکھو
تمام خلق سوں لڑتا ہے آپ ہو کے اکنگ
جو سیم و زر کی فکر میں قدم اپنا گِھسا سو پھنسا
اپس کی منزل مقصد کوں کیوں کے پہنچے لنگ
اپس کے دشمن بے دست و پا سوں کر پرہیز
اگرچہ خاک نشیں ہے دلے گزندہ بھجنگ

جگت کے دیکھ کے حالات لا علاجی سوں
ہوئے ہیں گوشہ نشیں اہل دانش و فرہنگ
ہو دست گیر مجھے یا علی ولی اللہ
کہ اس فلک نے کیا ہے کمال مجکوں تنگ
ترے جو شوق سوں حاصل کیا ہے محویت
ہے فقر فخر مجھے، مجکوں فقر سوں نئیں ننگ
وو شیر حق کہ جہاں میں وو ناصر دیں ہے
کہ جس صداسوں ہیں وحشی جنگل کے مست وتنگ
جہاں کے فتنہ و طوفاں سوں وو کنارے ہیں
جو اس کے عشق کے دریا میں عاشقاں ہیں نہنگ
خدا نے فضل سوں اس کوں کیا حصارِ دیں
فلک ہے جس کے قلعے کی کمینہ ایک النگ
زمیں پہ وقت اترنے کے اس کے عدل کوں سن
گریز پا ہیں ستم آسماں کے لکھ فرسنگ
یہ دو جہاں کے غم و عیش کوں تجا دو کوئی
جو کُئی کہ اس کی محبت منیں ہوا ہے بھڑنگ
خدا کے حکم سوں ہر پہلواں پہ ہو غالب
گر آستانے پہ آ اس کے سر گھسے جیوں سنگ

سو اک غلام ہے خدمت میں اس کی ترکش بند
کہ اس کے پاس سکھے رستم اُکے صیغۂ جنگ
دو عبد بس ہے جنے سرکشاں کوں کر لے زیر
کہ نام مشتہر اس کا ہے قنبرِ سرہنگ
خدا نے اس کوں دیا مرکب ایک دُلدل نام
گیا دریا کوں جو یک پل میں لاکھ بار النگ
بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے
نین میں دل کے سٹیں تیز رو جگت کے ترنگ
تو حشر لگ وو مقدم ہوں باد صرصر سوں
وو حال دیکھ کے باد شمال ہووے دنگ
شکستہ دل کوں مرے وہیچ مومیائی ہے
کہ نام پاک ہے اس کا مدام صیقل زنگ
اسی کی آل پہ نت ہے وؔلی بلا گرداں
کیا چراغ پہ اس کے مدام جی کوں پتنگ

4

در مدح بیت الحرام

کیا ہے غم مجکوں اگر جگ میں نئیں مونس غم
آہ یو بس ہے مرے درد کوں دل کے مرہم
جگ کی مجلس ستی دل سوز ہوئے بسکہ عدم
شمع کے باج نہ دیکھا ہوں کہیں رشتۂ غم
شمع، مجھ حال پہ دل جال اپس کا سب نس
ہو کے بے تاب دم صبح چلی ملک عدم
دل پُر درد کوں دارو ہے اگن پر روغن
داغ پر داغ ہو از خم پہ میرے مرہم
تجھ بن اے پاک گہر دل سوں ہوا حاصل مجھ
موج دریا کے نمن غم کے پچھے غم پیہم
عشرت جم کی نمن عیش اچھو تجھ کوں صنم
جام لب تیرے دہن کوں ہو مبارک جم جم
گل کوں غیرت سوں کیا تو نچھ گلاب اے ظالم
سینہ چاکاں کے اُپر کیا ہے اِتا جور و ستم

سیر کرنے کوں ترے مکھ کے چمن کی اے گل
جگ میں آیا ہے سو گلزار ارم سٹ آدم
تیر تجھ عشق کا منگتا ہے اپس سینے میں
جیوں کماں چاند تواضع سوں فلک پر ہو خم
صاف تجھ مکھ پہ سو کیوں عرق نہ ہو غرق حیا
جاں ہوئے گل کے گہر آب مثال شبنم
گرمیِ حشر سوں ہرگز نیں دل کوں مرے غم
تاب خورشید سوں نیں آب گہر ہوتا کم
ہو کے غواص میں دریا میں بدن کے دیکھا
صدف دل ہے حقیقت سوں گہر کی محرم
دل کے دریا کوں ترقی کے اُپر نت ہے نظر
اس کی نسبت ہے سمندر سوں ہر اک آن میں کم
خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ
ذرے ذرے کے بھیتر یہاں ہے جدا اک عالم
اس کے مشتاق ہیں سب اہل زمیں اہل سما
شوق کا جس کے لیا چرخ پہ خورشید علم
خاکساراں کے انجھو حق کوں ہیں منظور نظر
جیوں کہ مقبول ہے خورشید کو بھوئیں سوں شبنم
آرسی دل کی سکے شمع نمن روشن کر
جو ہوا عشق میں پروانہ صفت جل کے بھسم

سیاہی غم ہوئی ہے صبح نمن روشن و صاف
کہ وو خورشید کرے گھر پہ مرے آکے کرم

راز اسرار کوں کُئی جگ کے صفے کے اوپر
گر منگے لکھنے تو جیوں ہووے قلم سر سوں قلم

آگ دوزخ کی اچھے اس پہ قیامت میں حرام
اے ولی صدق سوں دیکھا ہے جو کُئی بیت حرم

☆☆☆☆

5

درمدح حضرت میراں محی الدین قدس سرہٗ

دِکھے نظر سوں اگر یہ جمال نورانی
شرم سوں مصر بسے جا کے ماہ کنعانی

ترے جمال کی یہ آرسی جو کُئی دیکھے
تو حاصل اس کوں نہ ہووے سوائے حیرانی

جنوں ہے یو کہ اچھے جی کوں اس کے جمعیت
تری زُلف ہے جسے باعث پریشانی

ترے یہ غمزۂ خوں ریز سے ہوا معلوم
کہ عاشقاں کوں اسی سوں ہے عید قربانی

ستم گراں کے اُپر فخر ہے ترا بر جا
کہ تجھ عہد میں ہے جور و جفا کی ارزانی

ترے حکم منیں ہے کثرت جفا اس قدر
مرے نزیک وفا کی ہے جیوں فراوانی

ترے فراق نے عشاق کوں کیا امداد
غذائے خون جگر ہور لباس عریانی

تجھ اشتیاق کی آتش سوں سرفراز ہے دل
کہ سر پہ آگ کا شعلہ ہے تاج سلطانی

تو مہر سرد سوں یوں مہرباں ہے عاشق پر
ننگے کے حال پہ جیوں موسم زمستانی

تری برہ میں جو دانش کی آرسی کوں رکھا
عیاں دِسے ہے اُسے صورت پشیمانی

جگت میں تجھ خم ابرو کی کج نگاہی دیکھ
ڈُبے ہیں آب میں سر تا قدم ایمانی

یہ کیا ہے زلف سحر ساز جس کے دیکھے سوں
گئی ہے عابد و زاہد کی سبحہ گردانی

تری یہ تیغ تغافل سوں خلق ہوئی بسل
رہے ہیں دنگ ہو جیوں کر نگاہ قربانی

تری زُلف سوں لیے کافراں سرشتۂ کفر ترے جمال سوں ہے رونق مسلمانی

کھڑے ہوئے پہ کیے سرو سے کئی آزاد ہنسی ہو ہنس کوں دکھاوے تو گر خرامانی

تری کے ملک سوں آکر ہوا سراپا خوں یہ لعل لب کے تماشے سوں رنگ مرجانی

ترے چمن کی صبا گر کرے چراغ کوں گل گل چراغ دِسے جیوں گل گلستانی

حسن کا ملک اچھو تجھ اُپر مسلم ،نت اچھو ترے پہ مدد شہ سوار گیلانی

ولی یہ وقت اگر اس قدم سوں عار کرے دکھے دو پل منیں صنعاں سوں گئی پریشانی

امیدوار ہوں تیری جناب سوں دائم کہ دل مرے کوں کرے تو چراغ نورانی

عیاں ہے نام مبارک ترا محی الدین ترے اسم میں ہے خورشید کی درخشانی

مکان حشر ہو فردوس کی نمن روشن تری نگاہ کرے گر بہار افشانی

بجائے خاک عجب کیا جو آ، کرے مسکن تجھ آستاں کے اُپر سرمۂ صفاہانی

مشائخاں جو کیے ہیں مدام کسب شرف تری جناب سے پائے ہیں قرب حقانی

وو آفتاب نمط جگ منیں ہوا روشن ترے جو نقش قدم پر گِھسا ہے پیشانی

بغیر عالم باطن کسی پہ ظاہر نئیں ترے سینے میں جو ہیں رازہائے پنہانی

سخن ترا ہے نزک عارفاں کے یو مسند[1] کہ جیوں کلام نبی یا کلام ربانی

تری مدد سوں ہے اکثر ضعیف کوں قوت دیے ہیں مور کوں یہاں حشمت سلیمانی

جگت کے بیچ وو قانوں شفا[2] کا کیوں بوجھے جو تجھ سوں فیض نہ لیوے حکیم یونانی

یہ ممکنات میں تمکیں ترے پہ ہوئی ہے ختم اتا جہاں منیں ہے ممتنہ ترا ثانی

ہے تجھ نزک نظری[3] کوں حکم بدیہی[4] کا عیاں ہے دل پہ ترے بسکہ راز سبحانی

---

1. مستند 2. کتاب معقول 3. محال 4. قسم حکمت

یقیں ہے یو کہ فلاطوں و بوعلی دونوں　　ترے نزیک ہیں جیوں کودک دبستانی

زمیں میں جا کے چھپے منفعل ہو جیوں سجاں　　ترے اَگے جو کیے دعوئ سخن دانی

خدا کے فضل سوں مسند نشیں ہو تم اس کے　　بنی ہے نور سوں جس کے یو شکل انسانی

تری گلی میں میسر ہو جس کوں بستر خاک　　قصور ہے کہ منگے پھر کے قصر کیوانی

تری جناب سوں کینہ جو کُئی کہ دل میں رکھے　　تو اُس پہ طعن کریں سب یہود و نصرانی

دونوں جہاں میں کرے فخر ہر سخنداں پر　　تو گر قبول کرے اس ولؔی کی نادانی

یقیں ہے مجکوں کہ گر یہ قصیدۂ رنگیں
سنیں تو وجد کریں انورؔی و خاقاؔنی

☆☆☆☆

6

در مدح حضرت شاہ وجیہ الدین نور اللہ مرقدہٗ

ہوا ہے خلق اُپر پھر کے فضل سبحانی
کیا ہے ابر نے رحمت سوں گوہر افشانی
یہ آب صاف میں گوہر کوں دیکھ خجلت سوں
صدف کے پیٹ میں گل کر ہوا ہے جیوں پانی
تمام پات ''یسبح بحمدہٖ'' کے بہ حکم
زبان حال سوں کرتے ہیں ذکر سبحانی
قطار قطرۂ شبنم سوں آج سبزۂ خضر
لے سُبحہ ہاتھ میں کرتا ہے ادعیہ خوانی
ہر ایک طرف جو ہوئی بسکہ ریزش باراں
کیا ہے آج تفرج نے جوش طوفانی
اس آب روح فزا کے کمال لطف کوں دیکھ
چھپا ہے پردۂ ظلمت میں آب حیوانی
ہوئی ہے غنچہ نمن جگ کوں بسکہ جمعیّت
عجب ہے اب رہے سنبل منیں پریشانی

ہر ایک قطرۂ شبنم ہے غیرت گوہر
ہر ایک پات پہ برسا جو ابرنیسانی

ادب سوں حضرت حق کے ز بسکہ سمٹی ہے
ہر اک کلی ہے سو جیوں کودک دبستانی

چمن میں اس کے کرم نے دیا ہے حکمت سوں
ہر ایک پھول کی پکھڑی کوں رنگ مرجانی

یہ لطف دیکھ ہوا ہے دماغ بسکہ بحال
بدل ہوئی ہے اِتی حافظے سوں نسیانی

تمام ملک ہوا حق کے فضل سوں آباد
رہا نئیں ہے جگت میں نشان ویرانی

جو اس کے بھید کے پیاسے تھے وو یو پانی دیکھ
پیئے ہیں آب نمط رازہائے پنہانی

زہے بہار حلاوت، زہے بہار طرب
کہ بلبلاں نے لیا شیوۂ غزل خوانی

سو اس بہار میں آیا ہے عرس حضرت کا
ہوئی ہے پھر کے عیاں حشمت سلیمانی

چراغ گرد میں روضے کے جو ہوئے روشن
ہر اک چراغ ہے جیوں آفتاب نورانی

ہوا ہے بسکہ طراوت سوں یہ مکاں سرسبز
ہر اک سفال پہ دستا ہے رنگ ریحانی

چراغ یہاں کے ستارے نمن ہیں گرداں نت
دیے ہیں چرخ کوں تعلیم سبحہ گردانی
ہوا ہے گنبد پُر نور آج طبلۂ مشک
ز بسکہ عود و عنبر کی ہوئی فراوانی
قبر ہے آج لطافت سوں غیرت گل زار
کیا ہے خلق نے اس پر جو بس گل افشانی
دو جسم روح اور اس کا ہے جسم مرقد پاک
کہ جس کے گرد ملائک کریں سبق خوانی
یو دین پاک میں بے شک ہے تو وجیہ الدین
عدم ہے آج زمیں کے اُپر ترا ثانی
تری طبع کوں دیا حق نے فہم پُر مقصد
تری زباں کوں سزاوار ہے سخن دانی
ہے ملک دیں میں تری ذات کوں شہنشاہی
ہے نقد علم ترا سکۂ مسلمانی
ہر اک کوں اس سوں خبر نئیں ہے جگ کے صفحے پر
تجھے جو کشف ہوئے راز ہائے پنہانی
دیا ہے حق نے تجھے جامع الکمالاتی
عطا کیا ہے تری ذات کوں ہمہ دانی
عجب نئیں ہے دو دیوے عقل کل کوں آج سبق
جو اس جناب میں آکر کیا سبق خوانی

تجھ آفتاب سوں جو کُئی کیا ہے کسب شرف
وو سرخ رو ہے سوں جیوں جوہر بدخشانی

رہیں اپس میں ابھی دنگ ہو سو جیوں تصویر
ملائکاں جو دیکھیں یہ جمال نورانی

خدا کی یاد میں از بسکہ محویت ہے تجھے
ہوئی ہے ختم تری ذات پر خدا دانی

تو وو ہے فیض رساں جگ میں اے مبارک ذات
کہ تجھ سوں فیض لیے عالمانِ ربّانی

تجھ آستاں پہ سُرج تا کہ آ کرے سجدہ
ہوا ہے سر سوں قدم لگ تمام پیشانی

تری جناب سوں ہے فیض طالباں کوں مدام
ترے کرم سوں ہے اکثر کوں قرب حقانی

تری ہے ذات سراپا حقیقتِ انساں
اگرچہ حق نے دیا سب کوں شکل انسانی

ترے کرم سوں ہوا دل خوشی سوں آج بدل
وو غم کہ طول میں تھا جیوں شب زمستانی

تجھ آستان مبارک پہ مثل نقشِ قدم
رکھے ہیں سیس چہ ایرانی و چہ تورانی

تری جناب کا وو صحن ہے سراپا نور
کہ جس کی خاک بہ از سرمۂ صفاہانی

وو آبِ خضر سوں دل سرد کیوں نہ ہو دائم
یہ حوض پاک سوں جو کئی کہ آ پیا پانی

نزیک حوض کے کنواں ہے آبروے زمیں
کہ جس کی چاہ میں دائم ہے ماہ کنعانی

عجب یہ جاے مبارک ہے موردِ رحمت
نہیں ہے رات کہ نہیں اس میں ذکر قرآنی

وو فیض بخش ہے مسجد مکان برجستہ
کہ جس کے وصف میں بولا ہوں کعبۂ ثانی

فلک پہ فخر زمیں گر کرے تو نئیں ہے عجب
کہ اس کے سر پہ یہ گنبد ہے تاج خاقانی

ہے آرسی کی نمط مدرسہ یہ روشن و صاف
نگاہ کو ہے تماشے سوں اس کے حیرانی

ترے جو ذکر میں رہتے ہیں ذاکراں دائم
ہے ان کوں حضرت داؤد کی خوش الحانی

کیے ہیں وصف ترے گرچہ صد ہزاراں نے
ولی نے کیا مدح میں گلستانی

ئے قلم ہے مرائے شکر سوں شیریں تر
کیا ہوں بسکہ حلاوت سوں شکر افشانی

لگیا ہے دل کوں ولیؔ کے یہ مصرع عرفیؔ
کہ ایں قصیدہ بیاضی[1] بود نہ دیوانی

☆☆☆☆

1. اہل عجم کا خاص دستور تھا اور اب بھی عام رواج ہے کہ بہتر اور نفیس کلام کو دیوان سے الگ ایک بیاض میں بطور انتخاب درج کرلیا جاتا ہے۔ ایسے کلام کو اصطلاحاً بیاضی کہتے ہیں۔ یہ خیال کہ یہ اصطلاح قیاسی ہے ٹھیک نہیں جب کہ عرفیؔ سا مسلم استاد اپنے قصیدے میں کہتا ہے جو ابوالفتح کی شان میں لکھا ہے:

زمانہ خواند فلک بر بیاض دیدہ نوشت
کہ ایں قصیدہ بیاضی بود نہ دیوانی

مثنویات

1

الٰہی! دل اُپر دے عشق کا داغ
یقیں کے نین میں ست کحل مازاغ

الٰہی! عشق میں مشتاق کر مجھ
اپس کا شوق کا مشتاق کر مجھ

شریعت کا جہاں ہے شارع عام
یہ تن کا دھانچہ کر آغاز و انجام

عیاں کر دل اُپر راز طریقت
سینے پر کھول ابواب حقیقت

پرکھنے معرفت کا جوہر صاف
اپس کے فیض سوں کر دل کو صراف

چمن میں شوق کے دل کھول جیو گل
اسی گل کے اُپر کر دل کوں بلبل

مجھے دے نقش گل سوں دل میں داغاں
مرے مقصد کے روشن کر چراغاں

برہ کی بارگہہ میں مجکوں جا دے
مجھے اس شوق کی عشرت سدا دے

یہ دل معمور کر جیوں شیشۂ مل
پریشانی نہ دے مانند سنبل

محبت کی عطا کر ئے پرستی
اپس کی معرفت کی بخش مستی

جہاں کی فکر سوں آزاد کر مجھ
اپس کی یاد سوں آباد کر مجھ

برہ کے باغ میں دے آب داری
ہمیشہ رکھ جھڑی نیناں کی جاری

مجازی کی مجالس سوں جدا رکھ
مجھے اس پنتھ سوں نا آشنا رکھ

حقیقت کی زُلف کا کھول بستار
سو یک یک تار کا مجھ کر گرفتار

شتابی سوں دے اے ساقی مہرباں
برہ کا جام جیوں سورج درخشاں

کہ خورشید نبوت کی مدح میں — کنول دل کا کھلا سینہ کے درح[1] میں
محمدؐ وہ کہ جس کے حق میں لولاک — کہا ہے خالق املاک و افلاک
عجب گل زار ہے وو مظہر گل — کہ ہے اس باغ کا خورشید اک گل
وہی ہے بے دلاں کا دل کشا باغ — وہی ہے عاشقاں کا مرہم داغ
اسی کا ذکر ہے ایمان مومن — اسی کا یاد اطمینان مومن
وہی ہے باغ اقدس سروردیں — کہ جس کے باغ کا رضواں ہے گل چیں
کھلا کونین میں وو دین کا گل — دو جگ مشتاق اس کے مثل بلبل
وو عالم جسم وو ہے جان عالم — نبیاں اُمرا وہی سلطانِ عالم
دِکھایا عاشقاں کوں عشق کی راہ — کیا عارف کوں عرفاں بیچ آگاہ
ہوا جو کُئی کہ اس گل سوں معطر — رہا وو مست ہو، تا روز محشر
کیا حق اس رسول ارواح خاطر — مرتب چار دیوار عناصر
ہوا جب چار باغ دین روشن — شریعت کا کھلا اس بیچ گلشن
سنواری گرد اس کے چار دیوار — حقیقت میں سمجھ، ہیں یار وو چار
وو ہیں مقبول درگاہ صمد کے — وہی ہیں منتخب اس چار حد کے
دے اے ساقی پیا پے جام دو چار — کہ مائل ہوں اسی مے کا میں لاچار
جو بخشے وو مجھے یک جوش مستی — فراموشی میں بھولے خود پرستی

☆☆☆☆

1. دہ : دیکھو فرہنگ

2

در تعریف شہر سورت

عجب شہراں میں ہے پُر نور یک شہر
بلاشک وو ہے جگ میں مقصد دہر

اَہے مشہور اس کا نام سورت
کہ جاوے جس کے دیکھے سوں کدورت

جگت کی آنکھ کا گویا ہے یہ نور
اچھو اس نور سوں ہر چشم بد دور

شہر جیوں منتخب دیوان ہے سب
ملاحت کی وو گویا کھان ہے سب

سُرج سن آب اس کی جگ میں کانپا
سمندر موج زن رگ رگ میں کانپا

کنارے اس کے اک دریاے تپتی
کہ دُنیا دیکھنے کوں اس کے پٹتی

کیا سب تن خجالت سوں یہ جیوں عرق
ہوا دریا اپس کے عرق میں غرق

شہر سوں ہے وو ہم بازو ہمیشہ
دریا سوں ہے وو ہم پہلوٗ ہمیشہ

کہ آب خضر کی ہے اس میں تاثیر
ہوا دیتی ہے اس کی یاد کشمیر

وہاں اشنان جب کرتا ہے عالم
صبح اور شام تب[1] کرتا ہے عالم

عجب قلعہ ہے وہاں اک با قرینہ
کہ جیوں انگشتری اوپر نگینہ

نزک قلعہ کے باڑا گھاٹ ہے وہاں
کہ دائم گل رُخاں کا ہاٹ ہے وہاں

اَہے اس حاشیہ پر جائے آرام
طلسمی باغ وہاں ہوتا ہے ہر شام

---

1. تب = تپ، بمعنی عبادت

اے بلبل پاک بینی سوں نظر کر
کثافت کی نظر سوں بس حذر کر

کھلے ہیں ہر طرف رخسار کے گل
ہر اک گل کے نزک وہاں پر ہے سنبل

جو کُئی دیکھا ہے اس کا باغ رخسار
ہوا ایک دید میں وو محو دیدار

جو ہیں وو محض تصویرات اخلاص
سو عاشق پروری میں وہیچ ہیں خاص

کہاں ہے ساقیِ اخلاص انگیز؟
محبت کی کرے مے مجھ اُپر ریز!

صفائی سوں کھلے مجھ جیو کا باغ
کروں اُس دُرد مے کوں مرہم داغ

اَہے "سورت" حقیقت کی نشانی
کہ ہیں معمور وہاں اہل معانی

شرافت میں یہ ہے جیوں باب مکّہ
تو ہے سب ملک پر اس کا جو سکّہ

اگر دیکھے ہیں لوگاں شام و تبریز
نہ دیکھا کوئی ایسا ملک زرخیز

کہ اس بھیتر کئی ایسے ہیں تجار
کہ قاروں کوں نئیں ان کے نزک بار

اِتی آتش پرستاں کی ہے بستی
سکھے نمرود واں آتش پرستی

فرنگی اس میں اِتّے ہیں کُلہ پوش
عدد وہاں جن کی گنتی میں ہے بے ہوش

وہاں ساکن اِتے ہیں اہل مذہب
کہ گنتی میں نہ آویں اُن کے مشرب

اگرچہ سب ہیں وو ابنائے آدم
ولے بینش میں رنگا رنگ عالم

بھری ہے سیرت و صورت سوں سورت
ہر اک صورت ہے وہاں اَنمول مورت

ختم ہے امرداں اوپر صفائی
ولے ہے بیشتر حسن نسائی

سبھا اِندر کی ہے ہر اک قدم میں
چھپا اِندر سبھا کوں بے عدم میں

کشن کی گوپیاں کی نئیں ہے یہ نسل
اَہیں سب گوپیاں وہ نقل، یہ اصل

زُلف اور مکھ کے طالب سوں پُچھو بات
جسے ہر دن ہے عید اور رات شبرات

ہزاراں اس سبب شیدا ہیں بلبل
کہ ہیں وہاں غنچۂ لب دائما گل

نہ کوئی وقت سوں کھینچے شوخ چنچل — دو مکھ کے باغ میں دیوار آنچل

نظر بھر کر دِکھو ہر گل بدن کوں — کہ ہے پردے سوں بے پروا اُنن کوں

اَہے واں عاشقاں کوں عام آواز — کہ نئیں پردہ بغیر از پردۂ ناز

کسی کوں نئیں نظر بازی بِنا چین — کھلے ہیں رات دن سب غرفۂ نین

ہراک لب ہیں سوجیوں یاقوت انمول — کرے وو بات جب میٹھے لباں کھول

دو باتاں نئیں سراپا ہے مٹھا قند — کہ جن باتاں اُپر ہے نیشکر بند

پڑا شیریں بچن سن اس کے بس جو — پھنسا اس شہد میں جاکر مگس ہو

ہوا اُن کوں نکلنا کام دشوار — رہا وہ آخری دم لگ گرفتار

شہر بھیتر جو آوے نھان کا دن — ہندو کی قوم کے اشنان کا دن

ہراک جانب دِکھوں میں فوج درفوج — تجلّی کے سمندر کی اُٹھے موج

نین کی بیٹھ کشتی پر تو اے پاک — یہ طے کر سہج میں موج خطرناک

مہرباں ہو کے اے ساقی کوثر — کرم سوں کشتی مے مجکوں دے بھر

اپس کے لطف سوں کردے عطا مے — جو اس نشے میں دریا کوں کروں طے

عبث باتاں ہیں بس کر اے ولیؔ تو
نہ کر مقصد سوں اپنے کاہلی[1] تو

☆☆☆☆

1. یہ اشعار بھی مثنوی نمبر 1 کے ہم وزن ہیں بعض دیوانوں میں یہ دونوں ٹکڑے بلافصل لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں مضمون کی نوعیت دیکھ کر جدا جدا درج کیا گیا ہے۔ اس مثنوی کے آخر شعر کا دوسرا مصرع اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ یہ دونوں مثنویاں غالباً کسی اور مثنوی کے حصے ہیں۔

قطعہ در فراقِ گجرات

گجرات کے فراق سوں خار خار دل
بے تاب ہے سینے منیں آتش پُہار دل
مرہم نئیں ہے اس کے زخم کا جہاں منیں
شمشیر ہجر سوں جو ہوا ہے فگار دل
اوّل سوں تھا ضعیف پہ پابستہ سوز میں
جیوں بال ہے اگن کے اُپر بے قرار دل
اس سیر کے نشے سوں اول تر دماغ تھا
آخر کوں اس فراق میں کھینچا خمار دل
میرے سینے میں آ کے چمن دیکھ عشق کا
ہے جوش خوں سوں تن میں مرے لالہ زار دل
حاصل کیا ہوں جگ میں سراپا شگفتگی
دیکھا ہے مجھ شکست سوں صبح بہار دل
ہجرت سے دوستاں کے ہوا جی مرا گداز
عشرت کے پیرہن کوں کیا تار تار دل

ہر آشنا کی یاد کی گرمی سوں تن منیں
ہر دم ہے بے قرار مثال شرار دل
سب عاشقاں حضور، اچھے تا کہ سرخ رو
اپنا اپس کے خوں سوں کیا ہے نگار دل
حاصل ہوا ہے مجکوں ثمر مجھ شکست سوں
پایا ہے چاک چاک ہو شکل انار دل
مجمر نمن ہوا ہے بدن سوز ہجر سوں
اسپند کی مثال ہے آتش سوار دل
افسوس ہے تمام کہ آخر کوں دوستاں
اس میکدے سوں اُٹھ کے چلا شدھ بسار دل
لیکن ہزار شکر ولی حق کے فیض سوں
پھر اس کے دیکھنے کا ہے امیدوار دل

ضمیمہ 'الف'

ذیل کی غزلیں کلیات وؔلی (طبع سوم، انجمن ترقی اردو کراچی) کے متن میں شامل تھیں لیکن اُن کی تصدیق محمد شاہی دور کے معتبر نسخوں سے ابھی تک نہیں ہو سکی اس لیے ضمیمے میں دی جا رہی ہیں بعد میں اگر تصدیق ہو گئی تو متن میں شامل کی جا سکتی ہیں۔ ہاشمی

1

آج کی رین مجھ کوں خواب نہ تھا — دونوں انکھیاں میں غیر آب نہ تھا

خون دل کوں کیا تھا میں نیں نوش — اور شیشے منیں شراب نہ تھا

آج کی رین درد و غم میانے — کوئی مجھ سا رکا خراب نہ تھا

مجلس شوخ میں مجھے کچھ بھی — جہت وصل کوں جواب نہ تھا

ٹک تلطف سوں آ کے مل جاتا — اُس کے نزدیک کچھ عذاب نہ تھا

ماہ اندھکار تھا کہ جیوں میرے — پاس میرا جو ماہ تاب نہ تھا

آہ پر آہ کھینچتا تھا میں — آج کی رات کچھ حساب نہ تھا

کیا سبب تھا جو خود نئیں آیا — کہ اسے مجھ ستی حجاب نہ تھا

گلۂ شوخ اے وؔلی کرنا
ہر کسی کن تجھے صواب نہ تھا

2

وو باندھا جب گلابی سر پہ پھیٹا چمن سیں بلبلاں آ کے جھپیٹا

دیا ایسی ادا میں پیچ پر پیچ کہ کئی عاشق کے جی اُس میں لپیٹا

ترے مکھ پر تجلی بہوت دستی مگر توں حسن کا معدن سمیٹا

ولیؔ! مرہم نہیں اس کا کسی طور

کہ جن نے عشق کا کھایا جھپیٹا

3

یارو سلام میرا اس یار سیں کہو جا مجھ ہجر کے یو دکھ کوں دلدار سیں کہو جا

جلتا ہوں درس بن اب حالت نہیں ہے مجھ میں یو سب مری مصیبت عیار سیں کہو جا

کیتا ہے مگر تو نت آ رحم کر وگرنہ واللہ میں مروں گا مکار سیں کہو جا

مجھ دل کی ابتری کوں للہ کاڑنے تم کاکل سیں اس کی یارو ہر تار سیں کہو جا

مجروح دل کوں میرے ناز و ادا سوں اپنے بیگی علاج کرنا طرّار سیں کہو جا

تجھ وصل بن ولیؔ کا جاتا ہے جیو بدن سوں

ٹک آ کے دیکھ جانا غم خوار سیں کہو جا

4

اس سیّدا پر نت اچھو سایہ سدا رحمان کا

جس کے لباں کے رشک سوں دل خوں ہوا مرجان کا

اس گلشن رخسار پر جو کئی کرے گر یک نظر

خطرہ نہ لاوے دل بھتر وو جنت رضوان کا

جن نے نظر زیر و زبر صفحے پہ اُس مکھ کے کیا
گویا کہ کیتا ختم ہے سو بار دو قرآن کا
سبزا نمیں آغاز یو، دستا ہے جو اس مکھ اُپر
یو حسن کے مصحف اُپر خوش خط اہے ریحان کا
ابرو کماناں کھینچ کر، پلکاں کے تیر اس کوں لگا
جاتا ہے کس کے قتل کوں وو شوخ خونیں شان کا
جامہ گلابی بر میں کر ساغر نین صہبا سوں بھر
کرنے دِوانا کس مگر رہزن چلیا ایمان کا
درشن بدل اس ماہ کی ہے آرزو زہرہ کوں نت
مجلس میں اس کی آئے کر گانے کے تئیں یک تان کا
اے شیخ تیرے حکم میں وو شوخ کیوں کر آئے گا
پھیٹا سجا ہے سر اُپر ان نے جو نافرمان کا
دکھن میں تیرے شعر سن شوقی ہوئے تیرے ولؔی
جس کے لکیا ہے دل کے تئیں خوش شعر تجھ دیوان کا

5

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا
دی بادشہی حق نے تجھے حسن نگر کی
یو کشور ایراں میں سلیماں سوں کہوں گا

تعریف ترے قد کی الف وار سری جن
جا سرو گلستاں کوں خوش الحاں سوں کہوں گا

مجھ پر نہ کرو ظلم تم اے لیلیٰ خوباں
مجنوں ہوں ترے غم کوں بیاباں سوں کہوں گا

دیکھا ہوں تجھے خواب میں اے مایۂ خوبی
اس خواب کو جا یوسف کنعاں سوں کہوں گا

جلتا ہوں شب و روز ترے غم میں اے ساجن
یہ سوز ترا مشعلِ سوزاں سوں کہوں گا

یک نقطہ ترے صفحۂ رخ پر نہیں بے جا
اس مکھ کو ترے صفحۂ قرآں سوں کہوں گا

قربان پری مکھ پہ ہوئی چوب سی جل کر
یہ بات عجائب مہ تاباں سوں کہوں گا

بے صبر نہ ہو اے ولؔی اس درد سوں ہرگز
جلتا ہوں ترے درد میں درماں سوں کہوں گا

6

سرو[1] قد تجھ پہ وار کر ڈالا ہے یو شمشاد تیرا متوالا
چہرۂ سُرخ خال مشکیں سوں نقل اُٹھائے ہیں دیکھ سب لالا
کیوں تماشے چلیا چمن کے توں سرو قد تجھ انگے ہے کیا بالا
ہنسلی تجھ گل میں دیکھ کہتے ہیں چاند سیں مکھ کا ہے گایو[2] ہالا

---

1 ن 2 و ن8 معاصر میں یہ غزل ہے 2 یہ شعر ن8 میں نہیں ہے

نین مرگوں کی گھاس پکڑے مکھ — دیکھ تیری انکھیاں کا دُنبالا

طرۂ زر لباس سبز پہ دیکھ — سرو اُپر آگ کا ہے پرکالا

جب سوں آیا میں عشق کی رہ میں — باغ فردوس دل سیتیں جالا

جب چلیا وو کمر میں خنجر رکھ — عاشقاں کا خدا ہے رکھوالا

قہر سوں جب چلیا وو غصے میں — صف عشاق سب دیے تالا

سر عشاق سب اکٹھے کر — ہات میں لے چلا ہے مند مالا

سحر جادو میں تجھ نین سائیں — سب پھرا دیکھ شہر بنگالا

تو رقیباں سوں زینہار نہ مل — بے توقف کر ان کاموں کالا

ہنس کے تجھ خط کو دیکھ بولے ولی[1]

چاند سے منھ کا ہے گا یو ہالا

7

جب[2] سوں دیکھا ہوں مست متوالا — ہوش تب سوں ہوا ہے متوالا

کیوں ہوا ہے تو ہم سوں نافرماں — داغ دیتا ہے تجھ بنا لالا

جب سوں ورد زباں ہے نام موہن — اشک ''غلطاں'' ہیں ہاتھ میں مالا

تیر مژگاں سوں دل مشبک ہے — جب سوں لاگا نگاہ کا بھالا

جلوہ گر جب سوں سرو قد ہے ترا — سیر کرتا ہوں عالم بالا

بال پن سوں لگا ہے نیہ تیرا — کیوں تو دیتا ہے اب مجھے بالا

سوز یارو گداز ہے ہمدم — مونس جاں ہے آہ ہور نالا

[2]کال ہے بعد وصل مہجوری — روز ہجراں کا ہوئے منھ کالا

---

1. یہ مقطع ن 8 سے لیا گیا ہے لیکن ولی کا معلوم نہیں ہوتا۔
2. یہ شعر نسخہ 8 میں نہیں ہے۔

کامرو دیس ہے ترا کوچا نہیں غلط ہے یو شہر بنگالا

اینٹھتا ہے رقیب ہم سوں ولؔی
موت میں پیچ کھائے سر والا

8

رُخ ترا اے پری نہ خواب ہوا یو جدائی مجھے عذاب ہوا
ہجر تیری کی آگ پر دل جل آہ کے بیچ میں کباب ہوا
عشق کی بزم میں بجانے مجھ سب رگاں تا رتن رباب ہوا
مکھ ترا جعفری نمن مت رکھ رخ ترا گر رگلِ گلاب ہوا
خون دل کھینچنے کو ہر یک نین اے دلا شیشۂ شراب ہوا
عشق پیچاں نے، حال میرا دیکھ تاب نالا کے بیچ و تاب ہوا
تیرے دیوان حسن میں جاناں بیت ابرو کا انتخاب ہوا
قول اپنے سے مت پھراے ساجن گر پھرا تو اسے عتاب ہوا
عشق کے درس کے بھتر فرہاد بحث تیری سوں لاجواب ہوا

اب ولؔی سوں نہ ہوتوں روگرداں
تیرے کارن جو وو خراب ہوا

9

کفنی پنھا کے مجھ کوں لباسی کیا پیا یک جیو ایک دل میں وو بھاسی کیا پیا
اس کا فراق یار بھبھوت عشق کا چڑھا مٹ میں برہ کے مجھ کو سنیاسی کیا پیا
ہے عین، شین، قاف تو مجھ دال لام میں مجھ پر اپس کے گھر منیں کاسی کیا پیا
اپنی برہ کی تیغ سوں مجھ دل کوں کاٹ کاٹ مجھ زندگی سوں آہ اداسی کیا پیا

تا حشر دے ولی کوں کفن اپنے عشق کا
ہے ہے برہ کی قبر میں باسی کیا پیا

10

بیت ابرو زبس خیال کیا — اپنے تن کوں میں جیوں ہلال کیا
اس برہمن بچے نے شہر شہر بید — تیغ ابرو کوں پند مال کیا (کذا)
ماہی دل شکار کرنے کوں — کھول زلفاں سجن نے جال کیا
مخمل اوپر نئیں ہے خواب مجھے — جب سوں آغوش کا خیال کیا
غیر دشنام نئیں سنا ہے ولی
جب سجن پاس عرض حال کیا

ردیف 'ٹ'

11

جب سوں دیکھا ہوں زلف کی میں لٹ — یاد میں اس کی تن گیا سب گھٹ
ہوش اُڑ کر گیا ہے میرا دیکھ — پیچ چیرے ترے کی سب لٹ پٹ
جاوے تجھ مکھ انگے سوں رستم ٹل — گر وو غمزے ترے کا دیکھے تھٹ
اور نئیں کام مجھ کوں کچھ ساجن — عشق تیرے کا نت ہے مجھ کھٹ پٹ
ہجر تیرے سوں اے پری پیکر — اشک پڑتے ہیں چشم سیں ٹپ ٹپ
خاک مکھ پر لگا کے جوگی ہو — لے کے بیٹھا ہوں تجھ برہ کی مٹ
تجھ بنا اب نئیں مجھے طاقت — کب تلک جیوں کروں اپس کا کھٹ
تب سیں مجنوں نمن ہو پھرتا ہوں — جب سوں تجھ مکھ کی مجھ لگی ہے چٹ

اب ولی پر پیا رحم کر توں
کب تلک اس ستی کرے گا ہٹ[1]

ردیف 'ث'

12

شوخ[2] ترکش دل رُبا ہے الغیاث — دشمن مہرو وفا ہے الغیاث
وو قیامت قامت و رشک پری — حق میں ہمنا کے بلا ہے الغیاث
ہر نگاہ یار، خوش انداز یار — دل پہ میرے بے خطا ہے الغیاث
عاشقوں کے حق منیں وو شوخ طبع — بے میا ہے پر جفا ہے الغیاث
وو ہلال ابرو بہ رنگ ماہِ نو — ان دنوں میں کم نما ہے الغیاث
پائمال قاتل رنگیں ادا — خون عاشق برملا ہے الغیاث
بسکہ ہے بے مہر وو خوں خوار دل — خون دل میرا پیا ہے الغیاث

دام میں زلف کمند انداز کے
آ ولی بے دل پھنسا ہے الغیاث

13

اے[3] بلبل زباں تو نہ کر اختیار بحث — ہے باغ دہر میں گل آتش بہار بحث
توڑیا ہے سنگ خارا سینہ جوہر آپ کا — ناقص ستیں کیا ہے جو کامل عیار بحث
نئیں عالم شہود میں حجت کوں راہ دخل — حیران عشق کوں نہ کرے بے قرار بحث
دیکھائیں ہے پھر کے کدھو صورت وقار — برم جہاں میں جس کوں کیا بے وقار بحث

---

1. یہ غزل انجمن کے صرف ن3 میں ہے۔ 2. یہ غزل اشرف کی ہے۔
3. یہ غزل اشرف کی ہے۔

برجا ہے اس کوں ابن شیاطیں کہوں اگر
جگ میں جو کُئی کیا ہے ولؔی اختیار بحث

ردیف 'ح'

14

شراب شوق سوں تیری ہوا بنائے قدح ترے دونین دسیں مجھ کوں خوش نمائے قدح
ولؔی ہے مست قدح راز دار وحدت کا نہ حاجت اس کوں صراحی نہ ابتغائے قدح

ردیف 'س'

15

جب[1] سوں وو گل بدن ہے میرے پاس گلشن دل تمام ہے خوش باس
جو دیکھا اے پری تری تصویر گم کیا ہے اپس سوں ہوش و حواس
کیوں چھپاتی ہو اپنے سینے کوں دل میں آتا ہے کچھ کا کچھ وسواس
تشنۂ آب زندگانی ہوں بوسہ دے کر بجھا تو میری پیاس
دیکھ تجھ کوں اداس اے جاناں دل مرا مجھ ستی ہوا ہے اداس
مجھ سوں مت کہہ لباس کی کچھ بات معتبر نئیں ہے عاشقی میں لباس
اے ولؔی رات دن ہے دل میں مرے
اس پری رو کے دیکھنے کی آس

---

1. یہ غزل اشرف کی ہے۔

16

جب[1] لگ ہے چمن بیچ بہار گل و نرگس

ہے باغ سخن بیچ بہار گل و نرگس

وحدت کے گلستاں کا چمن حسن ہے تیرا

پھولا ہے چمن بیچ بہار گل و نرگس

تارے نہیں یو باغ فلک بیچ جو دستے

گلشن ہے گگن ہے بیچ بہار گل و نرگس

نرگس کے تماشے کوں گلستاں میں نکو جا

ہے چشم سجن بیچ بہار گل و نرگس

اس شوخ کی بیمار انکھاں دیکھ ولؔی توں

خواہش ہے جو من بیچ بہار گل و نرگس

17

شوخ[2] آتا نہیں ہزار افسوس مکھ دکھاتا نہیں ہزار افسوس

مطرب نغمہ ساز محفل عشق تان گاتا نہیں ہزار افسوس

بزم عشرت میں جام لب سوں پیا مے پلاتا نہیں ہزار افسوس

وو سجن ناز سوں بھلی باتاں من میں لاتا نہیں ہزار افسوس

پیم نگری کی راہ غیر ولؔی

کوئی پاتا نہیں ہزار افسوس

1، 2 یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں۔

ردیف 'ش'

18

نمیں[1] خط گرد لعل شوخ مے نوش ہوا ہے چشمۂ خورشید خس پوش
خمار حشر سوں کیا باک اس کوں جو تیرے شوق کی مے سوں ہیں مدہوش
ہوا ہے جلوہ گر تجھ حسن کا نور چراغ محفل خوبی ہے خاموش
ترے جلوے سوں ہے گل تازہ و تر چمن میں بلبلاں کا ہر طرف جوش
جو دیکھا اے ہلال ابرو ترا رو و و صبح عید سوں نت ہے ہم آغوش
کیا جب بر میں زریں جامہ وو شوخ ہوا خورشید محشر سایہ مدہوش

ولی کو یاد تیری دم بدم ہے
نمیں کئی آن خاطر سوں فراموش

ردیف 'ص'

19

مہر[2] اوج حسن کی جھلکار کا ہوں میں حریص
جلوۂ خسارۂ دل دار کا ہوں میں حریص
شیشۂ دل میں مرے ہے بادۂ لعل پیا
اس سبب جم کافر سرشار کا ہوں میں حریص
ذوق دل کوں کیونکہ لذت بخش ہوے شہد و شکر
بوسۂ شیرینِ لعل یار کا ہوں میں حریص

1، 2 یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں۔

تلخ باتوں سے ہر یک کے کیوں نہ ہووے ترش رو
اس شکر لب کی مٹھی گفتار کا ہوں میں حریص

ہے حلاوت بخش ذوق دل ترا شیریں بچن
اس سبب تیرے ولی اشعار کا ہوں میں حریص

20

خود بخود[1] دل نئیں ہوا ہے حریص — بوسۂ یار نے کیا ہے حریص
ذوق دیدار یار ہے جس کوں — طلب عشق میں سدا ہے حریص
آہوے دل کے صید کرنے کوں — شوخ کا تیر بے خطا ہے حریص
مہ نے کاسہ لیا گدائی کا — جب ستی مہر کا ہوا ہے حریص
ایک تل آپ سوں جدا نہ کرے — خال تیرے کا دل اتا ہے حریص
خنجر ناز قاتل خوں خوار — قتل عاشق اُپر سدا ہے حریص
نعمت دین کے طلب میں مدام — دل ستی طالب خدا ہے حریص

کیوں نہ دوں نقد دل میں اپنا ولی
نگۂ چشم دل ربا ہے حریص

ردیف 'ط'

21

گلزار[2] حسن یار میں ہے سبزہ زار خط — لازم ہے بلبلوں کوں جو دیکھیں بہار خط
روشن سواد دیدۂ دل کیوں نہ ہو بجن — جوں سرمہ مجھ انکھیاں میں ترا ہے غبار خط
یاقوت خط کوں دیکھ لب لعل شوخ کوں — کرتا ہے نقد ہوش اپس کا نثار خط

1، 2 یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں۔

عنبر صفت ہمیشہ معطر دماغ ہے دیکھا جو موج بحر خط مشک بار خط
پیو کے ولیؔ وو دولت بوس و کنار کا
امیدوار مجکوں کیا روزگار خط

22

جاتا[1] ہے تو اوروں طرف سو مرتبہ اے سبز خط
یک بار اس مخلص طرف کرتا نہیں رہ کوں غلط
دلبر کے ہونٹوں کے تلے چاہ زنخ پر خوں نہیں
سرخی سے لکھ کر لب کے تئیں بھی سرخ راکھے ہیں فقط
از بس جدائی میں تری دل پر ہجوم غم ہوا
جاری ہیں نت انکھیاں سوں میرے سیل انجھواں مثل شط
دوجا نہیں کچھ مدعا اس عاشق جاں باز کوں
ہے آرزو دل میں مرے پیتم کے ملنے کی فقط
دکھنی زباں میں شعر سب لوگاں کہے ہیں اے ولیؔ
لیکن نہیں بولا کوئی یک شعر خوشتر زیں نمط

ردیف 'ظ'

23

جو[2] یار نہیں ہے مرے پاس از بہار چہ حظ
دگر وجھے نہ ہوے دل کا غم گسار چہ حظ

1، 2 یہ دونوں غزلیں ن3 و4 میں ہیں۔

اگر چمن میں نئیں باس میرے پتیم کی
تو میرے دل کوں زگل گشت لالہ زار چہ حظ

ہوتا ہے جیو مرا شاد اس کی ہنسی سوں
اگر جو ہنس کے نہ کہے بات گل عذار چہ حظ

کہے سنے ستی لوگاں کے بغض رکھ دل میں
اگر ہمن نہ اچھے مہربان یار چہ حظ

ولؔی کے دل میں نئیں غیر سینہ صافی کچھ
اگر ملیا جو کپٹ سوں وو دل شکار چہ حظ

24

سجن[1] کی مُرد سالی پر خدا ناصر خدا حافظ
رقیباں کی ملامت سوں محمد مصطفا حافظ

سجن کے حسن افزوں پر خدایا تو اماں کرنا
کہ اس امید گلشن پر علیِ مرتضیٰ حافظ

سجن کی تیغ ابرو سوں شہادت گاہ پاؤں میں
مرے اس قتل ہونے پر شہید کربلا حافظ

سجن کا مکھ منور، نور آیت فال مصحف ہے
کہ اہل نامراداں پر دعائے ھل اتیٰ حافظ

ولؔی غمگیں نہ ہو یہ بھید اسرارِ الٰہی ہے
کہ تیری دست گیری پر نگاہ دل رُبا حافظ

---

1. یہ غزل ن12و13 میں ہے۔

25

یہی[1] میں مانگتا ہوں رات اور دن تجھ سوں یا حافظ
کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ

نہ ہووے کیوں جہاں کے بیچ ہر مشکل مری آساں
زبان صدق سوں میں دم بدم کہتا ہوں یا حافظ

جبیں پر اس کے دائم جلوہ گر نور سعادت ہے
کیا ہے حافظ قرآن توں نے جس کوں یا حافظ

وہی محفوظ ہے نت گردش دوراں کی آفت سوں
جو کُئی ورد زبانِ دل کیا ہے تجکوں یا حافظ

ولی پھر پھر کُتا ہے اعتقاد صاف سوں ہردم
کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ

26

دیکھ[2] یو جمع عندلیباں جمع — غنچۂ گل کیا گریباں جمع
اس مکاں سے تو بھاگ اے دانا — جس مکاں میں ہوے ہیں ناداں جمع
عشق کے رمز سوں نہیں آگاہ — کیا ہوا توں کیا کتاباں جمع
کُئی مقابل نہ آسکے اُس کے — گر اچھیں جگ کے سارے خوباں جمع

شاعروں میں اپس کا نام کیا
جب ولی نے کیا یو دیواں جمع

1، 2 یہ دونوں غزلیں اشرف کے دیوان میں بھی ہیں۔

27

عشق[1] کی آگ سوں جلی ہے شمع سر ستی تا قدم گلی ہے شمع

خنجر عشق سوں کٹا سر کوں مرغ بسمل ہو تلملی ہے شمع

جب ستی دیکھا تیرے نور کے تئیں یک قدم کہیں نہیں چلی ہے شمع

تجھ لگن بیچ بسکہ ہے ثابت جلنے[2] سیتی نہیں ٹلی ہے شمع

کیوں نہ روشن ہو بزم حسن ولی
یار کے مکھ ستی ملی ہے شمع

ردیف 'ف'

28

پھرتے[3] ہیں تیرے عشق میں مجنوں ہو یاراں ہر طرف
کرتے ہیں تیرے برہ کے یک سر پکاراں ہر طرف

یو خال ہندو دیکھ کے تجھ مکھ ہوئے ہیں کافراں
تسبی مصلا ڈال دے کے دین داراں ہر طرف

مجروح ہو گئے عاشقاں تجھ جور اُن کے دل اُپر
شمشیر ابرو سیں ترے لاگے جو دھاراں ہر طرف

گلشن میں ہیں تجھ رشک میں لالہ گریباں چاک کر
جیوں تجھ درس کے خوف سیں رنگیں اناراں ہر طرف

---

1. یہ غزل اشرف کے دیوان میں ملتی ہے 2. ن۔ جائے 3. یہ غزل صرف ن ہندوستان میں ہے

کھایا ہے سنبل سربسر بے جاں اپس میں دیکھ کر
زلفاں کو تجھ رخسار پر پکڑے یو تاراں ہر طرف
ہر پلک تیری چشم میں ہر خوب رو کے جی پہ یوں
لاگیں ہے کاری سخت جوں خنجر کے دھاراں ہر طرف
ہر جھاڑ پر تجھ عشق میں پڑھتیاں ہیں قمریاں مست ہو
اپنے گلے میں بھائے کر برہا کے ہاراں ہر طرف
ٹک تجھ حُسن کوں دیکھ کر سب ہوش اپنا کھوے کر
پڑھتے ہیں تیری منقبت سب گل عذاراں ہر طرف
پڑتے ولی کے نین سوں انجھواں ایسی شدت ستی
برسے ہے جیوں بادل ستی کڑ کے سوں باراں ہر طرف

29

قولوا[1] احبا بنا فاین طریق — جانو اس راہ کوں سو کر تحقیق
تجھ دہن کا کلام و بوجھے — حق نے بخشا ہے جس کوں فکر عمیق
وا نہ ہووے گا اس کمر کا پیچ — دور کر دل ستی خیال دقیق
گرچہ ہے نشہ بادۂ نو میں — بس ہے مجھ عشق کی شراب رحیق
اے ولی آرزو سدا ہے یہی
کہ ملے مجھ سوں وو رفیق شفیق

---

1. یہ غزل ن5 اور 7 میں ہے۔

ردیف 'ل'

30

طالب[1] ترے سو طالب مولیٰ ہوئے اتال

تب عاشقاں کی صف میں تماشا ہوئے اتال

کئی دل زلف کے بند میں گرفتار ہیں ترے

ہو کر اسیر جگ منیں رسوا ہوئے اتال

تجھ کوں جگت میں حسن سوں نت آبرو رہے

خوبی ستی بہار کے دریا ہوئے اتال

تیری انکھیاں کو دیکھ جتے مرگ تھے چنچل

وحشی ہو اُٹھ کے جانب صحرا ہوئے اتال

جو تھے تماشا بین دکن کے چمن منیں

تجھ گل اُپر وو بلبل شیدا ہوئے اتال

تیری صفت کے بیچ جو کرتا ولی ختم

تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوئے اتال

31

پیتم کے جمال پر لگا دل اب زندگی مجھ پہ ہوئی ہے مشکل

تجھ نین میں اس قدر ہے سختی گویا کہ رکھے ہیں اوپر سِل

صیاد بجائے دانہ و دام کیتا ہے درست زلف اور تل

---

1. یہ غزل خمسہ سے لی گئی ہے کسی نسخہ میں نہیں ملتی۔

نہیں کوئی نظیر جگ میں تیرا   تجھ حسن پہ فیض حق ہے نازل

تجھ عشق میں اے ہلال ابرو

جیوں بدر ولی ہے کامل

ردیف 'م'

32

ناز[1] مت کر تجھے ادا کی قسم   بے تکلف ہو مل خدا کی قسم

زلف و رخ ہے ترا جو لیل و نہار   مجھ کوں و اللیل و الضحیٰ کی قسم

سرو قد کوں کشیدہ قامت یار   راست بولیاں ہوں تجھ ادا کی قسم

مصحف رُخ ترا ہے صورت فجر   مجھ‌کوں و النجم اِذا ھوی کی قسم

ظلم مت کر سجن، ولی اوپر

تجھ کوں ہے شاہ کربلا کی قسم

33

خیرخواہاں میں ہوں خدا کی قسم   مان اس صادق آشنا کی قسم

کم نمائی کوں مدعا کر کر   مت کہیں جا تجھے حیا کی قسم

دیکھ اے شوخ تیری بے باکی   خوف میں ہوں سدا رجا کی قسم

یک قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا   مجھ کوں ہو تیری خاک پا کی قسم

لطف سوں آ طرف شہیدوں کے   تجھ کوں ہے شاہ کربلا کی قسم

بسکہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد   دل ہوا خوں مرا حنا کی قسم

عاشقوں کوں نمیں ہے موت سوں کام   مرقدِ پاک اولیاء کی قسم

---

1. یہ غزل صرف ن معاصر میں ہے۔

خاکساری ہے حق اگے منظور   خاک درگاہ مصطفا کی قسم
دل سوں اپنے نکال وہم و خطر   راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم

اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے
گل گل زار "ھل اتی" کی قسم

(یہ غزل ایک خمسے سے ماخوذ تھی)

34

زلف اس کی دو خم ہے خم کی قسم   چشم معشوق جم ہے جم کی قسم
اے صنم مجھ سوں کیوں نہیں ملتا   لعل تیرا دو فم ہے قم کی قسم
دل کوں تجھ باج ہے پریشانی   نین میرے دو یم ہے یم کی قسم
کیا وفادار ہے سجن صاحب   جس کوں دیکھے سوں دم ہے دم کی قسم

ہے ولی کی زباں میں شیرینی
اثر شعر سم ہے سم کی قسم

(ن:۲)

35

دل لے جا تجھ کوں دل بری کی قسم   کھول انکھیاں کوں ساحری کی قسم
بیت برجستہ معنیِ رنگیں   ہے تری چشم عبہری کی قسم
ہے بہت جھلجھلاہٹ تجھ رخ پر   مجھ کوں اس چہرۂ زری کا قسم
ہے تصور ترا مرے دل میں   رات دن شیشہ و پری کا قسم

ٹک ولی کوں صنم گلے سوں لگا
تجھ کوں ہے بندہ پروری کی قسم

(ن:3-4)

ردیف 'و'

36

مکھ تمن کا یو آفتاب رہو   ذرہ ذرہ یو کامیاب رہو
یو پیشانی جو ہے ہلال نمن   حق سوں چپتا ہوں ماہتاب رہو
عاشقاں اس کے پاس منگتے ہیں   مے رہو یار ہور رباب رہو
بہوت دشنام دے کرم فرما   لطف تمنا کا بے حساب رہو

مست اچھتا ولی یو شعر ترا
دشمناں کا یہ دل کباب رہو

37

نگہ[1] التفات مجھ طرف اے ماہ رُو کرو
سینے کا زخم تار نگہ سوں رفو کرو
اے گل رُخاں اپس کی تجلی سوں ایک بار
روشن چراغ خانۂ ہر آرزو کرو
اس کی بھواں کی تیغ کے پانی سوں عاشقاں
دایم نماز عشق کوں اول وضو کرو
مانند گل ہوا ہے یو دل چاک چاک آج
برجا ہے ہاتھ لے کے اگر اس کوں بو کرو
معشوق ہے بغل میں ولی یہ سنا ہوں میں
مت دل کے باج اس کوں کہیں جستجو کرو

---

1. یہ غزل ن اور معاصر میں ہے۔

38

غنچہ[1] نمط تجھ باس کا دل پیرہن سب دن اچھو
مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو

پیاسے محباں دیکھ کر یوں ساقیِ کوثر ہوا
فردوس سوں ہے جلوہ گر یہ انجمن سب دن اچھو

تجھ یاد سوں راحت اچھو سب موہناں کی جان میں
تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو

دو سایۂ قامت کیا پیدا گل و سنبل کے تئیں
رنگ گلستان ارم تیرا چمن سب دن اچھو

تیرے کرم کے ہاتھ موسیٰ ید بیضا لیا
ہمدم دم عیسیٰ کا توں امرت بچن سب دن اچھو

ہردم طبع کے سیس پر تجھ یاد کے افسر رکھوں
تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو

تجھ باج مخصوص جہاں دو ذات عالی چار ہیں
ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

ردیف 'ی'

39

گیا[2] ہے جب سوں سہی سرو نو بہار کرے   نگہ کے پگ منیں انجھواں سوں ہے قطار کرے
ہوا ہے بسکہ دِوانہ سجن قیامت کا   قدم میں سرو کے ہے موج جوئبار کرے

---

1. ن 12   2. 12 و 13۔ اس غزل کی ردیف بعض نسخوں میں "گرے" ہے۔

اگرچہ بند رہا وصل ظاہری ہیں ولے — خیال یار سوں دل کوں سکے حصار کرے
وو راحت دل و جاں جب وہاں مقام کیا — ہوا ہے درد دل و جان بے قرار کرے
میں اپنی آنکھوں کوں واللہ فرش راہ کروں — گزر جو میری طرف کوں وو شہسوار کرے

سجن کی بزم سوں کیوں جا سکوں ولی باہر
کہ قید حلقۂ گیسوئے تاب دار کرے

40

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
کھل گئی ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی

بات رہ جائے گی قاصد وقت رہنے کا نئیں
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول جاتا ہے وو سب کچھ دیکھ صورت یار کی

معرکے میں عشق کے ہر بوالہوس کا کام کیا
دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سوں سردار کی

اے ولی اس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

41

ترے ہوٹاں کی لالی سوں معالی — چھپی ہاتھوں میں جا مہندی کی لالی
ترا قد دیکھ تجھ پانو پہ جھک جھک — پڑی شمشاد کی ڈالی پہ ڈالی

بیاں تجھ زلف کی سیاہی کا کیا کہوں — کہ نئیں ہے مثل اس کے رات کالی
تری شمشیر ابرو دیکھ ظالم — لیا شیروں نے جا کوہوں کی جالی
خماری دیکھ تجھ انکھیاں کی بے کیف — ہوئی ٹکڑے شراب پرتگالی
ترے مکھ کا دِوانا ہو چمن میں — گیا ہے پھول چمپا بھول مالی

ولیؔ پانو میں اس کے کچھ عجب نئیں
اگرچہ کر اُٹھے سب نقش قالی

42

زبس[1] نرم ہیں پانو کے اُس تلے — کہ ریشم پہ رکھتے ہیں اُٹھتے چھلے
گرانی ستی بوے کی غش کرے — وو جب عطر جامے پہ اپنے ملے
ادب سے اسے سرو سجدہ کرے — کہ جب وو لٹکتا چمن میں چلے
شمع اس کے مکھ پر ہو قربان تب — پتنگ کی نمن سرسوں پگ لگ جلے
نظر گرم سوں ایک اس شوخ کی — چمن میں گُلاں کئی ہزاراں گلے
وو مکھ دیکھ روشن سرج آپ سوں — اپس تن کے تیئں جال کر تلملے
حرکت جو اس دان میں دُر کے دیکھ — دل عاشق کے مانند پارا ہلے
کرے مشتری رشک جب ہاتھ میں — کناری جو اس شوخ کی جھلملے

ولیؔ کے بچن دل کے دریا ستی
نکلتے کہ جیسے دُر ان رَر ملے

43

چنپے[2] کی کلی رشک سوں ہر کھلی — تو پھینٹا بجیا سر پو جب صندلی

---

1. یہ غزل ہندوستانی اور ن معاصر میں ہے — 2. ن معاصر و ہندوستانی

گلاں چھوڑ کے سب چمن کے بجن — کریں شور بلبلاں تری آ گلی
تری تیغ ابرو کی دہشت ستی — بچکتی فلک کے اوپر بجلی
اگرچہ جلیں سب شمع پر پتنگ — ہے تجھ شمع پر شمع ساری جلی
ترے لب ہنسی کوں کہاں پہنچتی — اگر کوئی بولے شکر کی ڈلی
پری دیکھ تجھ مکھ کی جھلکار کوں — قدم بوس کرنے کوں آوے چلی
فراموش قانون حکمت کرے — اگر مکھ کوں دیکھے ترے بوعلی

پڑے گر ترے پیچ میں زلف کے
ولایت بسر جائے اپنی ولی

44

تیغ[1] ابرو کی جب وو جھاڑا ہے — کئی ہزاروں کو جی سے مارا ہے
ایک غمزے سوں چشم کے ان نے — کئی چکاروں کے تیئں پچھاڑا ہے
ان کی صورت کوں حق مصور ہو — کھینچ کیا ناز سوں اُتارا ہے
ہر پلک عاشقوں کے جی کے تیئں — کاٹنے کوں بس ایک آرا ہے
کان کے دُر کی کیا کروں تعریف — پہلوے ماہ جیوں ستارا ہے
اس کے سر چیرۂ مقیشی کا — کیا جھلک اور عجب جھکارا ہے
آج اس سیّدا کی خوبی کا — خیل پریوں میں کیا پکارا ہے

حق سے مغرور ہو کے پھرتا ہے
ہے ولی باز کیا بچارا ہے

---

1. یہ غزل نسخۂ معاصر اور رسالہ ہندوستانی جنوری 1933 میں ملتی ہے

45

تجھ[1] یاد کی تسبیح سوں سینہ مرا ملکوت ہے
تجھ عشق کا مجھ دل منیں جبروت اور لاہوت ہے

جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دم ستی
نئیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مبہوت ہے

تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا
میرے نین میں تو سجن جیسے چندر در حوت ہے

ثابت سجن کے عشق سوں جیوں حال تھا منصور میں
یوں عشق میرا جگ منیں اثبات ہور مثبوت ہے

تجھ جان بن دل کا کفن بے شک کنول جیوں چاک ہے
تجھ غم منیں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

46

تری[2] زلف کے پیچ میں چھند ہے — کہ جس چھند میں چند در چند ہے
خیال زلف تجھ رسا کا صنم — عشاقاں کے دل کا علی بند ہے
برہ آگ تیرا مرے گھٹ منیں — جو بندہ کیا بند در بند ہے
تکلم ہے تجھ لب سوں یوں خوش مزہ. — جو بے جا کیا شکر اور قند ہے

دوانہ کیا ہے ولی کوں سدا
تری زلف میں کیا سجن! چھند ہے

47

چشم[3] تیری جو مست و غلطاں ہے — عبہری میں یو ناز، ادا کاں ہے

1. یہ غزل خمسہ سے لی گئی ہے 2. یہ غزل ن1 میں ہے 3. یہ غزل ن5 میں ہے

یو جو وو ہونٹھ و چشم مست ہووے تار گیسو کے کیوں پریشاں ہے
رحم کر، لطف کر، دکھا درشن ہجر تیرے میں یار بے جاں ہے
تیرے پلکاں، بھواں کماں ان کے عاشقاں جان و دل سوں قرباں ہے
تجھ زنخداں کی چاہ کے بھیتر یوسف مصر آج حیراں ہے
خاتم حسن دیکھ تیرے ہاتھ تجھ اطاعت منیں سلیماں ہے
دیکھ کر تجھ لباں کی یو سُرخی خون دل لعل رشک مرجاں ہے
آج بازار حسن میں تیرے مشتری زہرہ اور کیواں ہے
صد ہزاراں شمع رَین میانے سوز سوں مکھ ترے کے گریاں ہے
عشق تیرے کا جو ہوا ہو مریض دنگ اس کی دوا میں لقماں ہے

آفریں شعر پر وَلی کے سُن
بولتے وو کہ جو سخن داں ہے

48

تری انکھیاں اوپر از بس بہار نیم خوابی ہے
گویا مضمون جامی سوں یو رنگ انتخابی ہے

رہے کیوں ہوش عاشق کا سلامت دیکھ آفت
تبسم ہے، نگہ ہے، زلف ہے چیرا گلابی ہے

اُٹھا ہے عشق کا شعلہ درس دے دل رُبائی کے
دکھانا آکے مصحف کوں کہ یو مسئلہ کتابی ہے

وَلی اس بے وفا کے قول پر کیا اعتبار آوے
کہ ظالم ہے، دورنگی ہے، ستم گر ہے، شرابی ہے

49

سجن تجھ کان میں بالی کہو یہ کب سوں ڈالی ہے
نہ کر بدنام پیروں کوں نہ کہہ پیروں کی بالی ہے

کئی مقصود ہے دنیا، کئی مطلوب جنت ہے
مجھے مقصود دنیا میں مرے پیتم کی گالی ہے

ستارے بخت کے میرے عزیزاں آج روشن ہیں
کہ اس آغوش میں دن رات ابروے ہلالی ہے

سری جن تو نہ جا مکتب میں ڈرتا ہوں معلم سوں
کہ اس دن ہاتھ میں اپنے معلم نے دوالی ہے

ولی حیران ہے یاراں عجب اپنے تماشے پر
ادھر پیتم کی گالی ہے اُدھر لڑکوں کی تالی ہے

50

گئے رات معراج عرش اُپر بلغ العلیٰ بکمالہ
کھلے پردے بھید کے سربسر کشف الدُّجیٰ بجمالہ
ہوئی حق کی اُن پہ سو جب نظر حَسُنت جمیع خصالہ
ہوا حکمِ حق محبّاں اُپر صلّوا علیہ و الہ

ضمیمہ 'ب'

ذیل کی غزلیں یا صرف ان کے مطلعے کلیات ولی کے ضمیمہ اوّل میں شامل تھے۔ ان میں سے دو غزلوں کی تصدیق ہوگئی وہ داخل متن ہوگئیں جو مکرر تھیں یا الحاقی ثابت ہوئیں وہ خارج کی گئیں۔ اب بقیہ غزلوں کے صرف مطلعے درج کیے جارہے ہیں۔ مطلع نمبر 18 اور 34 نئے ہیں اگر بعد میں کسی معتبر نسخے سے ان میں سے کسی کی تصدیق ہوسکی تو وہ غزل متن میں آئندہ شامل کی جاسکتی ہے۔ (ہاشمی)

1

نازنیں ناز سوں صحن میں آ　　فرش گل سب ہوئے چمن میں آ

(ن2 و معاصر)

2

ہوا حق میں مرے خونخوار چیرا　　بندھیا جب سوں گلِ آنار چیرا

(ن: 2)

3

جانا جفا کرے تو کہو کس سوں بولنا　　نا دوستی دھرے تو کہو کس سے بولنا

(ن: 1)

4

معشوق تیرے نام پر میں جیو سیں قربانی ہوا
تجھ عشق سیں دل میں مرے سب نور نورانی ہوا

(ن:1)

5

حق نے کلید فہم سوں قفلِ سخن جب وا کیا
تب نقطۂ گفتار نے دل پہ جا برجا کیا (کذا)

(ن:1)

6

خدا نے تم کوں سجن شاہ بے نظیر کیا ترے جو خال ہے مکھ پر اُسے وزیر کیا

(ن: 1)

7

کاں مرا صاحب افتخار کیا اس کے جانے سیں سب وقار گیا

(ن: 1)

8

رنگ خوبی کا گلعذار گیا حیف ہے نقدِ اعتبار گیا

(ن: 1)

9

لا مکاں پر بنا احمد جو بنا بٹھلایا تب ملائک نے وہیں صلوا علیکم گایا

(ن: 1)

10

آج آیا بزم میں وو یار مست	ہم نگہ ہے مست و ہم وگفتار مست

(بیاض قدیم انجمن)

11

اس صنم کے ہاتھ سوں فریاد یاراں الغیاث	شوخ کے غمزے ستی بیداد یاراں الغیاث

(ن: 1)

12

درد کوں میرے دوائیں الغیاث	مرض کوں میرے شفائیں الغیاث

(ن: 7 و 11)

13

ہوا ہوں سب ستی بالخیر الغیاث	نمیں کئی حرف بے بالخیر ثالث

(ن: 2)

14

اشک جو پڑتے ہیں نت مجھ چشم سے جھر جھر سفید

ہجر کے دوراں منے دستے ہیں جیوں اختر سفید

(ن: 1)

15

مجھے بعد از ہزاراں دن پری پیکر لکھا کاغذ

تسلی سیں ولاسے سیں دو سیمیں بر لکھا کاغذ

16

صحنِ دل سے اُٹھا غبار غبار کرتا ہے وو مگر سوار سوار

(ن: 1)

17

یو پنجہ ترے ہاتھ کا پیچ دار ہے دستا مرے جی کیتیں مثل مار

(ن: ہندستانی)

18

نگاہ مست پری رو ہے بادہ نوش ہنوز بجائے خویش ہے عشاق کا خردش ہنوز

(ن: ذاتی، کرم خوردہ)

19

بغیر حق کے نئیں ہے مجھے کسی سوں آس کہ اُس ہٹیلے سجن کو لے آوے میرے پاس

(ن: 2)

20

سب گیا دن شام کو آیا نہ پاس نین کے قلزم میں اب ڈوبی ہے آس

(ن: 1)

21

مجھ دل کو لینے اے صنم تجھ زلف کا یک تار بس

کرنے مجھے قید فرنگ تجھ زلف کا زنار بس

(ن: 1)

22

سجن کا مکھ ہوا ہے نور آفتاب شعاع   خجل ہر اک کے انگے نور ماہتاب شعاع

23

گر پڑے انکھیاں میں میری اس کی صورت کی شعاع
موند لیوں انکھیاں کیتیں تا کئی نہ پاوے اطلاع

(ن:70)

24

ہر چند کہ افزود کرے درد غم عشق   عاشق نہ کرے نالہ درد ستم عشق

25

خوش بچن ہے مراد دلاں گلال   سب ادھر میں بھرا وو لال گلال

(ن: 10)

26

تیرے برہ کے پنتھ میں رسوا ہوے اتال   تیرے نین کی جوت میں شیدا ہوے اتال

(ن: 1)

27

مجکوں تجھ یار دل ربا کی قسم   قوس ابروے مہ نما کی قسم

28

مجکوں اس صاحب ادا کی قسم   حیرت افزا ہوں توتیا کی قسم

29

ٹک مکھ دکھا ہمن کوں، تمن کو خدا کی قسم   ٹک بھر کے آنکھ دیکھو ہمن کو خدا کی قسم

30

طرۂ مشک بار کی ہے قسم   سنبل تاب دار کی ہے قسم

31

پڑا ہے جان میں اندھکار مکھ دکھاؤ سجن   وفا کی شرط نئیں دل کہیں لگاؤ سجن

32

ہے یہ دلبر مرا سعید سجن   قفل مجھ دل کا ہے کلید سجن

33

جگ میں ہے جلوۂ بہار سجن   ہر چمن میں ہے افتخار سجن

(ن: 1)

34

جیوں کوں نس دن ترے بن بے قراری ہے سجن
درد میرا غم میں تیرے آہ و زاری ہے سجن

(ن: تقی)

35

عشق میں آ کے نا نکل جاناں   ہوش اپنے سوں بلکہ ٹل جاناں

36

اس سیّدا سوں یارو میرا سلام کہناں   ہوں یاد میں تمھاری ہر صبح و شام کہناں

37

پڑیا ہے رشک میں سورج سید معالی سوں

رہا ہے زرد ہو ہو چندر اس کے لب کی لالی سوں

(ن: رسالہ ہندستانی)

38

دوست مت رکھ رقیب بدگو کوں   سرخ روئی نہ دے سیہ رو کوں

(ن: رسالہ ہندستانی)

39

بس ناز سوں سکھلائیاں اس غمزۂ غماز کوں

دل لے لیا، جاں لے لیا، اب حد رہی نئیں ناز کوں

(ن: 1)

40

ہوا ہے رشک مہر و مشتری کوں   سجن کی دیکھ دستار زری کوں

(ن: رسالہ ہندستانی)

41

دلبر اُدھر کوں تیرے کوثر نہ کہوں تو کیا کہوں   میٹھے ترے لباں کوں شکر نہ کہوں تو کیا کہوں

42

ہیکل گلے میں جان سیں مصحف نمن دھرتا ہوں میں

مانند حافظ یاد کر وو نام کو پڑھتا ہوں میں

(ن: 1)

43

مجکوں تجھ بن کسی سوں کام نئیں فکر ناموس ننگ و نام نئیں

(ن: 12، 13)

44

چشم مست شراب بولا ہوں دل کوں اپنے کباب بولا ہوں

45

حسن کا تخت تجکوں میموں ہو جیو مکھ ترا ماہ و سال لالہ گوں ہو جیو

46

صاف دل کوں اگر مدام رکھو جام جمشید کا مقام رکھو

(ن: رسالہ ہندستانی)

47

رحم سوں مجھ طرف پیا آ مکھ تا کہ دیکھوں ترا وو روشن مکھ

(ن: 2)

48

لب پہ تیرے یو خال دستا ہے عاشقوں کو زوال دستا ہے
تار زلفاں کے مار ہیں ہر یک کال تجھ بال بال دستا ہے

(ن: معاصر)

49

نین راوت بکنگ بیٹھا ہے لے کے سوکی فرنگ بیٹھا ہے

50

تیرے نین دیکھ بھوں سمٹتا ہے　　باز ہو دل اُپر جھپٹتا ہے

51

دل و جان اس لٹک اوپر فدا ہے　　ستم گر بے وفا یو کیا ادا ہے

(ن: معاصر)

52

سبز چھینٹے کوں رنگ نکلا ہے　　ہاتھ میں لے فرنگ نکلا ہے

53

معلوم نئیں کن نے مرے دل کوں لیا ہے　　کس شوخ ستم گر نے مجھے پیچ دیا ہے

54

اپس ناز و ادا چھب کوں دکھانا کیا قیامت ہے
دکھا پھر روٹھ جانا، مکھ چھپانا کیا قیامت ہے

55

گل عذاروں کا صنم سردار ہے　　ملک خوبی کا سپہ سالار ہے

56

رنج اچھے تو غم نہ کر بعد خزاں بہار ہے　　غم کے اندھارے سوں نہ ڈر، رات پچھو نہار ہے

(ن: ۸۔فردیات)

57

جا اے صبا پیو کی طرف تجھ مرحبا انعام ہے　　پیو کی خبر لادے مجھے خدمت میں یہ پیغام ہے

58

حسن کے کشور کا توں دیوان ہے سلطنت شاہاں میں تو سلطان ہے

59

مل کے رہنا بجن عجب کچھ ہے ہنس کے کہنا بچن عجب کچھ ہے

(ن: 2)

نوٹ: مندرجہ بالا مطلعوں میں سے بعض پر نسخے کا نمبر درج نہیں کیا جا سکا اور اب یاد نہیں کہ یہ غزلیں کس خاص نسخے میں تھیں۔ صرف اتنا یاد پڑتا ہے کہ ن نمبر (8) سے بیشتر ہیں۔

(ہاشمی)

فرہنگ

اس فرہنگ میں ان لفظوں کی تشریح کی گئی ہے جو بہت عام نہیں یا جو اِس زمانے میں مطلق رائج نہیں یا کم رائج ہیں۔ وَلی کے زمانے میں جو زبان بولی جاتی تھی وہی شعر و سخن میں بھی جگہ پاتی تھی۔ لفظوں کی کتابت عربی یا فارسی قواعد کے مطابق بھی اور اردو کے تلفظ کی بنا پر اس کے خلاف بھی کی جاتی تھی۔ گویا حاتم نے جس چیز کو 1164ھ میں باقاعدہ تسلیم کیا اس پر عمل وَلی ہی کے زمانے سے ہوتا آ رہا تھا، اختصار کے ساتھ ان کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(1) وہ الفاظ جن کے تلفظ اور املا میں آج کل کے تلفظ اور املا سے فرق ہے جیسے نَیں، نھیں، نیں (نہیں)۔ کُئی (کوئی) جمع کُئیں۔ ہُی (ہوئی) سِنا، سِنہ (سینہ) سُرج (سورج) جنگل (جنگل) مِٹھا (میٹھا) لجانے (لے جانے) بتی (بتّی) اتا، اِتا (اتنا) چہے (چاہے) جاں (جہاں) زریں (زرّیں) غصہ (غصّہ) کبھو، کبھوں (کبھی) نفا (نفع) کوں (کو)۔ لوہو (لہو) اَول (اوّل) ہوگے (ہوگئے) پلک (پلک) اسی (ایسی) وضا، وضاں (وضع) صُبح (صبح) تسی (تسبیح) شما یا شَمع (شمع) چہتا ہوں (چاہتا ہوں) کاں (کہاں) یھاں (یہاں) نیں (نے) ہوئے (ہو) مو (منھ) طبا (طبع) مُہن (موہن) ہُتا (ہوتا) عقَل (عقل) جُھٹا (جھوٹا) نھانے (نہانے) سُکھا (سوکھا) وغیرہ۔

(2) عربی اور فارسی کے الفاظ بھی کہیں بسکون، کہیں بہ تحریکِ اوسط مستعمل ہوئے ہیں جیسے حُسَن، حَشَر، حَرَف، خَتَم، فَکَر، فِکَر، صَحَن، عقَل، مدح، یا مہربان (بحرکتِ ثانی) وغیرہ۔

(3) بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں مگر اب وہ صحیح نہیں سمجھی جاتیں جیسے:

(الف) ہندی الفاظ میں فارسی اضافت یا عطف مثلاً جامِ نین، وعدۂ کل وغیرہ۔

(ب) بعض قدیم بندشیں اور ترکیبیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں مثلاً غمزۂ خونخوار، شمع مانند، اسود حجر، تو قامت (اضافت مقلوبی) وغیرہ۔

(ج) کبھی یائے معروف و مجہول کو ہم قافیہ کیا ہے۔ مثلاً عید کا قافیہ بھید کے ساتھ۔ یا ز اور ض یا س اور ص کو باہم قافیہ کیا ہے مثلاً درازی کا قافیہ قاضی، کے ساتھ یا نسل کا قافیہ اصل کے ساتھ، پڑھ کا قافیہ (پکڑ) کے ساتھ۔

(د) کہیں وزن کی ضرورت سے کسی حرف کو گرادیا ہے۔ مصرع

رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھ پر روا اے ظالم

یہاں لفظ 'اے' کو بجائے فع کے وزن پر رکھنے کے صرف ایک حرکت بھر رکھا ہے۔ اسی طرح لفظ ''مانند'' کو اکثر اس طرح باندھا ہے کہ تقطیع میں 'د' گرتی ہے۔

اسی طرح ولی کی زبان کی کئی خصوصیات ہیں جن پر مفصل طور سے ڈاکٹر صدیقی صاحب نے بحث کی ہے یہاں اس کا دُہرانا بے فائدہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ اُس عہد میں شعر کی ضرورتوں سے تخفیف، اشباع، حذف وغیرہ کا عمل بہت عام تھا اور ایک ہی لفظ کی کئی صورتیں شعر اور بول چال دونوں میں رائج تھیں۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ ولی کا کلام انھیں لفظوں یا شکلوں تک محدود ہے جو فرہنگ میں ملتے ہیں۔

اختصار کے لیے یہ رموز استعمال کیے ہیں۔

1۔ (••) اس علامت سے لفظ ''یعنی'' مراد ہے۔

2۔ (=) اس علامت سے مطلب ہے کہ قوسین کے باہر اور اندر کے لفظ میں صرف تلفظ کا فرق ہے۔

3۔ س سے سنسکرت، ع سے عربی، ف سے فارسی، ھ سے ہندی مراد ہے۔

4۔ سہولت کے لیے سنسکرت لفظ کے حرف کبھی الگ الگ لکھے گئے ہیں۔

5۔ مخلوط ن، و، ی پر الٹا جزم اور و، اور ی ماقبل مفتوح پر سیدھا جزم دیا گیا ہے۔

الف

اُپاس: بھوک، روزہ

اُپاسی: بھوکا، روزہ دار، فاقہ کرنے والا

اُپر (=اوپر) پر: کے اوپر

اُپراں: پر(کے) اوپر

اپڑنا: دیکھو اپڑنا

آپس (=اُپس): آپ، خود

اپس: آپ، اپنے، خود، خودی

اَپس میں: آپس میں، خود میں، آپ میں

آپنا: اپنا

اِتا: اتا (اتی ـ اتی): اتنا (اتنی) اُتا، اُتا، اتاوغیرہ۔ اتاچ، اتاچہ، اتاہی وغیرہ

اُتال: اب، فوراً، عجرت، عجلت

(ہ۔ اُتاول، اُتاولا، اُتاولی: جلدی، پھرتی، جلدباز، پھرتیلا، پھرتیلی)

اُت پت (س: اُت پت): اصل خاندان

اتاچ: (دیکھو اِتا)

اُتیت (س۔ اَت تھ مات تھ)

پردیسی: اجنبی

اٹکل جانا: اندازہ کرلینا، سمجھ جانا

اٹکنا: رکنا، ٹھہرنا، ٹھٹک کر ایک جگہ رہ جانا

آجان، اُجانا: بے جانا ہوا

اُجنا، اُچھنا: اُٹھنا

اجھوں: ابھی، اجھوں لگ: ابھی تک

اچرج: اچنبھا، تعجب

اُچنا، اُچھنا: (دیکھو اُجھنا)

اچھنا: ہونا، رہنا

اچھے، اہے: ہے

اُداسی: اُداس ہونا، ایک خاص مت کا فقیر

آدھار، ادھار: غذا

آدھار: ٹیک، ٹیکا، سہارا، بھروسا

اَدھر: ہونٹ، معلق

اَدھک، اَدھکا: زیادہ، بہت، مدد، مددگار

اَرجن: پرانے زمانے کا ایک پہلوان جو بڑا تیرانداز تھا۔

اَرگجا: ایک خوشبودار مرکب

اَڑکنا: اٹکنا

اَسا، اعصا، عاصا (= عصا): ڈنڈا

اسم (= اسم): عمل، وظیفہ

اسم پڑھنا: عمل پڑھنا

اطراف: گردا، گرداگرد، چاروں طرف

اَطول: قزوینی کی تلخیص المفتاح کی شرح۔ از ابن عرب شاہ، فن معانی و بیان میں۔

اعصا: دیکھو اَسا

اکاس (= آکاس): آسمان

اکنگ: تنہا، کسی کی مدد نہ چاہنے والا، اپنے اکیلے کے بوتے پر مقابلہ کرنے والا۔

آگل: آگے، سامنے

اَگن (س): آگ

اَگے، اَنگے: آگے، سامنے، پہلے

آل: (گجراتی) آنچ (ہندی) الاؤ

الاوا: جہاں خوب سی آگ سلگی ہو

آلس (س۔ آلس یَ) سُستی، اونگھ، خمار مست، اونگھتا ہوا۔

الفت پکڑنا: الفت اختیار کرنا

النگ: طرف، جانب، رخ
چھلانگ پھاند

النگ کرنا: پار کرنا

الیمانی: (تلفظ: "الے مانی" (ع۔ ال یمانی، یمن کا) یمن کی تلوار، یمن (کا رہنے والا)

امداد کرنا: بخشنا، سرفراز کرنا

امرت: آب حیات، ہر میٹھی چیز

امرت بچن: ہر میٹھا بول، میٹھے بول

امس، اُمس: ہمت، جرأت، تقویت، پکا ارادہ

انپڑنا، اپڑنا: ہاتھ آنا، پانا، پہنچنا

انتر: بھید، دل کا بھید

انجن: سرمہ

آنکھاں، انکھاں: آنکھیں (واحد = آنکھ)

انکھیاں، اَنکھیاں: آنکھیں (واحد = آنکھی)

اُنن کوں، انھوں کوں: اُن کو

اَنچل، آنچل: آنچل

اَنحل، اَن + حل: لاحل، وہ مسئلہ یا معما جو حل نہ ہو سکے۔

اندکار، اندھکار: اندھیرا، تاریک

انگارا، انگارا

اَنیندی (نین): خماری یا مد بھری آنکھ

جب نیند نہ آنے سے خماری کیفیت اس پر طاری ہوئی ہو۔

اُوجھڑ، اوجھڑ: تلوار کی جھڑپ، وار

اوجھل: گھونگھٹ، پردہ، آڑ

اُواز (= آواز): صدا

اُول (= اوّل)

آہو پچھاڑ: ہرن کو پچھاڑنے والا

آہے: ہے، رہے

اَیا = (آیا)

ب

باٹ: راستہ، راہ

باج: بغیر، سوا، علاوہ

باج: (ف): خراج

باختر: پورب، سورج، علاقہ خراسان

بادلی: بدلی، ابر، بادل

باڑا گھاٹ: سورت کے کسی مقام کا نام

باسک: سانپوں کا بادشاہ

باسی: (رہنے والا)، وہ چیز جس پر ایک مدت گزر گئی ہو۔

بال پن: لڑکپن، بچپن

بالا: بہانہ (اردو: ٹالے بالے بتانا)

بالے بال: بال بال، ایک ایک بال (میں)

بان: تیر، خدنگ، ایک قسم کی ہوائی جو پرانے زمانے کے ایک آلات حرب میں شامل تھی

بانسلی: بانسری

باندھنا: تعمیر کرنا (عمارت)

بَتی: (بغیر تشدید) = بتی، بات

بتے: (= بٹے) کسوٹی، سل

بٹ مار: (ہ) رہزن، لٹیرا

بُجنا: بجھنا

بجوہی (= دیوگی): فراق زدہ

بچارا: بیچارا

بچن: (س) بات، قول

بدل: کے لیے، واسطے

براگی، بیراگی = فقیر

برجا، برجنا: روکنا، منع کرنا

بَرہ (س) برھا: ہجر فراق

بسارنا: بُھلانا، بھولنا

بستار: ساز و سامانا، طول کلامی، دفتر، وسعت تفصیل، پہنائی

بسنگی: جمعیت خاطر

بسرنا: بھولنا

بغیر از: بغیر

بکتر، بکتری: لوہے کی کڑیوں سے بنا ہوا

لباس زرہ، لباسِ جنگ (ف بکتر)
بکسنا: نکلنا، کھلنا، خوش ہو جانا
بَل بَل: (عورتوں کی زبان میں) قربان
بَل جانا: قربان ہو جانا
بلکا (بلکیا): (بھی)
بلکنا: ہاتھ سے پھاڑنا
بَلی: بَل والا، قوی، پہلوان
بناں وِینا، بِن: بغیر، سوا
بند ہونا: پابند ہونا، مقید ہونا، بولنے کی
ہمت نہ کرنا (کسی کے سامنے)
بندنا، بندھنا (= باندھنا)
بوت: (بہت)
بوُج، بوجھ: سمجھ، عقل
بوُجنا، بوُجھنا: سمجھنا، پہچاننا، جاننا
بولنا: کہنا، بولنا۔ (بولیا = بولا)
بوے: بو
بھار: باہر، وزن
بھاکر: انداز سے جھکا کر
بھالا: نیزہ
بھانا: ڈالنا
بھارنا: جھاڑ دینا
بھبھاس: ایک ہندی راگ
بھبھوتی: بھبھوت (راکھ جو جوگی اور
سنیاسی بدن پر ملتے ہیں)
بھتر: بھیتر، اندر
بھجنگ: بہت کالا (سانپ)
بھڑنگ: سادہ لوح، سیدھا سادہ
بھنور: بھونرا
بھوجن: کھانا
بھوئیں: بھن
بھوم: زمین
بیاضی: عمدہ اور منتخب شعر
بیجلی (= بجلی): برق
بے حسابی: بے قاعدہ، بے قاعدگی
بید (س۔وید) طبیب
بید (س۔وے د) ہندوؤں کی مذہبی
کتاب۔وید (عید کے ساتھ قافیہ
کیا ہے)
بیگ بیگی: (ے مجہول) جلد، فوراً، عجلت
بین: بگھان، کیفیت، صدا، بول، بات
گیت، نغمہ

پ

پات: پتا
پاتال: تحت الثریٰ، زمین کے نیچے کا
طبقہ
پائنام (اردو): نامرد، تحت میں

پتا(=پتّا): زہرہ

پتنگ (پتنگ=پتنگا): پروانہ

پتینا نا، پتینانا: اعتبار کرنا

پجن ہاری: پوجنے والی

پُچھا، پچھو (=پوچھا، پوچھو)

پُچھے = پیچھے

پران: جان، حواس، ہوش

پربت: پہاڑ

پرت: (=پریت): محبت، دوستی

پربسی: پرایا بس، بے بسی

پرم (=پریم)

پروانگی: پروانے کی خدمت شمع کے حضور،
اجازت، پیک کا کام

پڑ (=پڑھ)

پڑیا (=پڑا)

پشانی (=پیشانی)

پکار: غل، شور آواز

پکھوی: پنکھڑی

پگ: پانو

پنتھ: طریق، مذہب

پو (تلفظ پ): پہ، پر، اوپر

پور (واو مجہول): بچہ

پورا: لڑکا

پوری: لڑکی

پور (دریا کا) بھرپور ہونا، سیلاب

پورا: پُرا، گانو

پونچتی: پہنچتی

پھاندا: پھندا

پھر کہ، پھر کے: پھر از سرنو، دوبارہ

پہر: پہن، بہ سکون (ھا) بھی کہا ہے

پھسیا (=پھنسا)

پھل (=پھول)

پُھنگ: درخت کی سب سے اونچی ٹہنی

پھول بَن: پھولوں کا جنگل، گلزار، باغ

پھونچنا (=پہنچنا)

پی، پیو: معشوق

پیتم (=پریتم): معشوق، بہت پیارا،
عزیز

پیر، پیڑ (ہ): درد

پیوں (پیؤں)

ت

تازی: عربی، عرب گھوڑا

تال: تھاپ، گاتے وقت مناسب
وقفوں سے ہاتھ پر ہاتھ مارنا،
مجرے کی جوڑی۔

تالا: (ہ) ٹالا: وار بچانا

تانا، تان لینا: کھینچنا
تب (= تپ): عبادت، ریاضت
تپتی: تاپتی (ندی جس کے کنارے شہر
سورت واقع ہے)
ٹٹنا، توٹنا (= ٹوٹنا)
تجنا: چھوڑنا
تجے: تیسرے، سوم
تدھان، تدھی: تب، تبھی
ترنگ: (ہ): گھوڑا
تروار: تلوار
ترے: تجھ پر
تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر،
جس پر)
تس سوں: اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تصویر کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا یا کھینچنا
تکڑی: تک، ترازو
تل (= تلے): نیچے
تل مل = (بظاہر 'تلملانا' سے ماخوذ)
بے قرار
تمنا: تم کو، تم، تمھارے
تن = اُن، جن
تنک: چھوٹے منھ کا شیشہ یا گلابی

توں: بجائے تب، تو
توں (ضمیر مخاطب) تو
تو نچ، تو یچ = تو ہی
تھاٹ (= ٹھاٹ) ساز و سامان، ارادہ
قصد
تھانو (= تھاہ)
تھٹ (= ٹھٹ) بھیڑ
تھٹک (= تھٹک) رکاوٹ
تھیر: قائم، قرار، مسلسل
تیئں (تلفظ: 'تہیں': کو
تے: سے
تیں: تو، تو نے
تیوں (جیوں تیوں): اُس طرح
تیونچ = اسی طرح

ٹ

ٹک: ذرا، تھوڑا سا
ٹھاٹ: تیاری
ٹھار: جگہ
ٹھار: پکا ارادہ، ٹھانی ہوئی بات
ٹھانو، ٹھاؤں: جگہ، مقام
ٹھور: جگہ، پناہ کی جگہ

ث

ثلث = خطِ ثلث

ج

جات: جانا

جالنا: جلانا

جاں (= جہاں)

جَپ کرنا: جپ یا جاپ کرنا، وظیفہ پڑھنا
عبادت کرنا۔

جِتا: (= جتّا) جتنا

جدھاں: جب

جَس: عظمت، بڑائی، نیک نامی
قوت، شہوت

جگ جگت۔ (س۔ جگد): جہاں، عالم

جلبل: غصّے کی حالت، جل بلا کر

جل پور: وہ جگہ جو پانی سے بھری ہو یا
ڈوبی ہوئی ہو۔

جمدھر: کٹار، ایک قسم کا خنجر

جنگل (= جنگل)

جن نے، جنے: جس نے

جوت: (واؤ مجہول) دمک، نور،
درخشانی، چمک دمک

جودھا: سپاہی، پہلوان، شجاع

جوکھنا: تولنا، وزن کرنا

جھاڑ: پیڑ، درخت

جھانجا، جھانجھ: پانو کا زیور

جھانجھ: بے خودی، بے تابی، غم و غصہ،
کوفت

جھپیٹنا: جھپٹنا

جُھٹا: جھوٹا

جھڑ: جھڑی، سلسلہ

جھلجھلاٹ (= جھلاہٹ) غصہ، غیظ
و غضب کا اثر، چمک دمک۔

جھل جھل کرنا: جگمگانا

جھلکار، جھلکاں: جھلک، چمک جگمگاہٹ

جی باندھنا: دل لگانا

جیوں (جی و = جی، جیو)

جیوں کے (= جیوں کر) = جس طرح
جیسے۔

جیؤں گا (= جیوں گا): جیوں گا، کھاؤں گا

چ

چُپ: یونہیں، بلا وجہ، فضول

چپل: تیز، متلون

چترنا: بنانا، کھینچنا، لکھنا

چترا: بنا ہوا لکھا ہوا

چٹ: چاٹ

چماخ (= چقماق)

چڈھیا (= چڑھیا) چڑھا

چرن: پانو، قدم
چڑھ (= چڑھ)
چکارا: ایک قسم کا چھوٹا ہرن
چکرت (س۔ چک رت): حیران،
مبہوت ڈرا ہوا۔
چکنا: چکیدن کا ترجمہ ہے
چگل: ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے
جہاں کے لوگ بہت خوبصورت
ہوتے ہیں۔
چل بچل: (گجراتی) جھولنے والا،
(ہ) سہو۔ (س) غلطی
چنچل: (نون مخلوط) چنچل، شوخ
چند: چاند، چندر کا مخفف
چندر (یا چندر) چند، چاند
چونٹا: ٹپکنا
چوندھر: چندھیا
چوندھر، چوندھیر: چاروں طرف، چو پھیر
چھند: دھوکا، فریب، ناز
چہے: چاہے

چیتل (چتیوں والا) ایک قسم کا ہرن
چیتا
چیرا: پگڑی، کھڑکی دار چیرا، کھڑکی دار
پگڑی

ح

حجاز (ع): ایک عربی راگ کا نام
حدث (= حدیث)
حرامی: چور، قزاق
حسامی: تلوار والا، عربی میں ایک فقہ کی
کتاب، حسام الدین کی تصنیف
حلوۂ بے دود (= حلوائے بے دود)
حلوۂ سوہان (= حلوا سوہن)[1]

خ

خللی: خلل انداز
خوش باس: خوشبو
خوشی (= خوش)
خلت: پُر خلوص دوستی

د

داڑم (= ڈارم: انار

1۔ عربی فارسی میں "حلوا" الف سے ہے۔ اردو والوں نے ہائے مختفی سے لکھا ہے اور بعضے شاعر "حلوۂ بے دود" اپنے کلام میں لائے۔ "سوہان" فارسی میں "ریتی" کو کہتے ہیں جسے "حلوے" سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے۔ مگر فارسیت کے شوق میں لوگ "حلوہ سوہاں" بھی بولنے لگے ہیں۔ ولی نے غلط عام کو فصیح جان کر ان لفظوں کو اختیار کیا ہوگا۔

دامی: دام میں آنے والا
دان: پُن، خیرات، صدقہ
داوات (=دوات)
دَتن (صحیح ''دن'') : دانت
دُجا، دوجا: دوسرا
درح (''دہ'' کی غلط کتابت۔ دیکھو دہ)
درا = (دریا = دریا)
درپن: آئینہ
درس (س۔ درش، ہ۔ درس اور
درس): درشن، دیدار
درس، درس (ع درس): پانا، لینا، سبق
لینا
دڑاڑ: شگاف، رخنہ
دسن: دانت
دِسنا (دکھنا): دکھائی دینا، دکھا، دکھو،
دیکھے (دیکھا دیکھو، دیکھے)
دکھ سرد: دکھ مٹانے والا
دُنیا (دنیا)
دُنوں (=دونوں)
دمن (غالباً ''دسن'' کی تصحیف)
دنبال (=ف: دُنبال): پیچھے
دوانا = (دیوانہ)
دو بھاشی — (بھاشیا — دو زبانوں
والا): ترجمان
دودوامی: ایک قسم کا نفیس کپڑا
دِوے (=دیوے): دے
دہ (ہ): گہرا پانی، ندی یا تالاب میں
بھنور یا چوہا یعنی وہ مقام جس کی تہ
زیادہ گہری ہو، کنول دہ، وہ مقام
جہاں کنول کے پھول کثرت سے
کھلے ہوں۔ ولی نے ''مدح'' کا
قافیہ کیا۔ کاتبوں نے اسے غلط املا
خیال کرکے ''درح'' لکھا۔ دیکھو
مثنوی (1)
دھات: طرح، ڈھنگ
دھرم دھاری: عدل اور ایمان کا برقرار
رکھنے والا، متقی، متقشف
دَیا: مہربانی، بخشش، عنایت
دیدار دینا: صورت دکھانا
دیس (س: دِوِس) دن
دیس (س: دےش): ملک، وطن
دیکھناں (=دیکھنا)
دیول (دیو کی جگہ) مندر، معبد
دیوا (=دِیا) چراغ
دئی (=دی)

ڈُبنا (=ڈوبنا)

ڈسیلا: ڈسنے والا

ر

راکھنا: رکھنا

رام رامی: صاحب سلامت، سلام علیک

رام کلی: ایک ہندی راگنی

راوت: سپاہی، شجاع، بہادر

راون: لنکا کا راجا جو سیتا جی کو
لے بھاگا تھا۔

رتن: ہیرا، جواہر

رَج: خاک، جذبات شہوانی پیدا کرنے
والی قوت

رَس: غصہ

رضا: منظوری، رخصت، اجازت

رقم: قسم

رَل جانا: مل جانا

رُمال: رومال

رنج: بیماری

روز وظیفہ: روزینہ

روسنا: روٹھنا

رہس: شوق، امنگ

رین، رَیَن: رات

ز

زرینا: زریں لباس، زیور

زنجیر کرنا: قید کرنا، جکڑنا

زیب ور: سجیلا

س

ساجن، سجن: معشوق، دلبر

سار: مثل، سا (دیکھو سری کا)

سال: کانٹا، چھید، زخم، گھاؤ

سانکل: (سنکل)۔ زنجیر

ساقت: سبقت

سبد: لفظ، شبد (سنسکرت)
حرف، بات

سنبل: خوش گفتار

سُتے: سوتے ہوئے (خوابیدہ)

ستی، سیتی سوں: سے

سٹنا: ڈالنا، پھینکنا، چھوڑنا، ترک کرنا

سٹ دینا: چھوڑ دینا، بھلا دینا،
پھینک دینا

سُدھ سٹنا: عقل جانا، بےخود ہونا

سج دھج: ادا، شان

سجن: (ساجن)

سحر: (سحر) جادو

سدا، سداں: ہمیشہ

سُرج: سورج

سرجنا: پیدا کرنا، خلق کرنا

سُرچنا: (سرجا) پیدا کرنا، خلق کرنا، بنانا

سرکر: کسی چیز (خاص کر سخن) کو شروع کرنا چھیڑنا

سڑک: کتے کی جھڑپ یا وار کی سرسراہٹ

سروالا: (گجراتی) سانپ

سری جن: سجن، معشوق

سری کا: سا، طرح کا، سار، مثل، جیسے تجھ سری کا تجھ سا

سرکہ پیشانی: سرکہ جبیں، ترش رو

سفری: مسافر

سُکا، سُکھا: (سوکھا)

سکل: سارا، ہر جگہ، سب جگہ

سکھی (جمع: سکھیاں) دوست، ہمجولی، ساتھی

سلونا: نمکین، ملیح، سانولا

سِلی: سلائی (سرمے کی)

سُمرن: تسبیح، وظیفہ، رٹ

سناسی، سنیاسی: ہندو فقیر

سُنا: سننا، بھرنا لتھیڑنا

سِنا: سینہ، چھاتی

سنبل: سنبھل کر، سنبھال کر، سنبھال کے سنبھل کے، احتیاط سے۔

سنتا: کنجوس، بدحال

سندر: معشوق، خوب صورت

سنسار: دنیا، جہان

سنجل (ع): آئینہ

سنکل: زنجیر

سنگات: سنگھ، ساتھ سنگت، رفاقت

سنگرام: (ن مخلوط) جنگ وجدل

سنگم: ساتھ، ساتھی، ہمراہ، ہمراہی، ملنا وصل

سُنیا: (=سُنا)

سانا (= سانا): بھرنا، لت پت کرنا

سوباس: سُباس، خوشبو والا، خوشبودار

سوں: سے

سہج: سہل، آسان

سہلی: (سہیلی)

سیاہی: (روشنائی)

سیس: سر، چندیا

سینہ سخت: سنگ دل

ش

شان عسل (شان = شانہ): شہد کا چھتا

شاہ بیت: غزل کا بہترین شعر

شط: ظلم

شفا: ابوعلی سینا کی ایک تصنیف فلسفہ وغیرہ میں

شکایت: (مذکر) غزل نمبر 40

شکر بچن: میٹھے بول، خوش تقریر

شما: شمع (عربی میں شمع کا میم مفتوح ہے)

شمسیہ: منطق کی ایک کتاب (نجم الدین عمر ابن علی قزوینی کی تصنیف) اس کی شرحیں قطب الدین رازی اور سعد الدین تفتازانی نے لکھی ہیں۔

شوقوں: شوق میں

شِیرنی: شیرینی، مٹھائی

شیریں بچن: میٹھے بول، خوش تقریر

ص

صافی: صاف، صفائی

صفاصفے (صفحہ، صفحے)

صورت پکڑنا: شکل اختیار کرنا (صورت بروزن "حسرت" بھی)

ض

ضِعف: ضعیف

ط

طاس: کٹورا، پیالہ، ایک ریشمی کپڑا

طاسی: ایک ریشمی کپڑا

طاسی لباس: ریشم اور زری سے بُنے ہوئے کپڑے (طاس) کا لباس

طنبورہ: (نون مخلوط) تنبورا

ع

عاصا: (عصا)

عبہری: نرگسی

عراق: (ع) ایک عربی راگ۔ اسے پہر دن چڑھے گاتے ہیں۔

عشاق: (ع) ایک عربی راگ جو دو گھڑی دن رہے گاتے ہیں۔

غ

غصہ: (بغیر تشدید)

غیر: بجز، سوا، علاوہ

ف

فائدۂ فواد: "فوائد الفواد" حسن دہلوی معاصر امیر خسرو کی تصنیف جس میں نظام الدین اولیا کے ملفوظات جمع کیے گئے ہیں۔

فند: فریب

فوارہ، فوارے: (بغیر تشدید)

ق

قانون: ایک باجا جس میں ایک تختے پر

بہت سے تار لگے ہوتے ہیں، ابوعلی
ابن سینا کی ایک تصنیف طب پر
قطبی: منطق کی درسی کتاب وشمسیہ کی
شرح، مصنف قطب الدین رازی
قلا، قلے: (= قلعہ، قلعے)
قوال: (بغیر تشدید) قوآل

ک

کارن: باعث، وجہ
کاڑسٹ : نکال کر پھینک دے۔
(کاڑنا= کاڑھنا، سٹنا پھینکنا)
کاڑنا: کاڑھنا، نکالنا
کال: وقت، قحط، قضا
کال: کالا، تاریک، سانپ
کاسی: کاشی۔(بنارس)
کاں: (کہاں)
کامرو: کانورو دیس۔ کام روپ مشرقی
بنگال کا ایک علاقہ جو اب آسام میں
شامل ہے، وہاں کے جادو کی
کہانیاں اب تک مشہور ہیں۔
کُبل: سخت دشوار
کبھالے، کھب: خم، پیچ، بل
کبھو، کبھوں: (= کبھی)

کپٹ: کینہ، حسد
کُتا: تلوار جلا دکی، بڑا اُبھرا
کِتا، کِتا: (= کتنا)
کتابت: خط
کتک: کچھ، کئی، چند
کتیں: (کے تیں) کے تئیں، کو
کُتا: ہلاک کرنے والا زہر، زہریلا
کٹک: فوج، لشکر
کٹیلا : کاٹنے والے، کانٹوں بھرا،
پھرتیلا بہادر (معشوق کی صفت)
کدھاں: کب، کدھی، کدھیں: کبھی، کر
(کرکے)
کر: ٹیکس
کرنے: (کرنے کو) کرنے کے لیے
کریلا دھار: (گجراتی) سہاگنوں کے
لیے جو کنگن بنوائے جاتے ہیں ان پر
کریلے کے سے نقش و نگار ہوتے
ہیں۔ یہ کنگن سہاگ کی علامت سمجھے
جاتے ہیں۔
کڑاڑ: کنارا
کُسَل: (ع) لباس
کسمل: کسبی، کسبن
کشن: کرشن، کنھیاجی

کِل کِل: غصے اور رنج کی باتیں بک بک

کِلول: (س) مصیبت، بلا

کنارے: برکنار، دور

کنٹھا: (= کنٹھا) مالا

کنگھی، کنگوئی: کنگھی

کنواں: (ومشدد) کنواں

کوں: کو

کہوں: (بروزن فع) کہوں

کھان: کان، معدن

کھانا: کھلانا

کھب: خم، لہریا

کھل، کھکل: کھوکھلا، بے جان

کھو: جگہ؟

کتک: (ہ) کسی قدر، کچھ چند

کینا: کرنا

کیتا: کیا

کیوں: (کیوں کر)

کیونکے، کیونکر: کس طرح

گ

گاڑست: گاڑرکھ

گالنا: گلانا

گجگری کا جوڑا (گجراتی): ہاتھ دانت کی بنی چوڑیاں جو دُلہنوں کو پہناتے ہیں۔

گڑ: گڑھ، گڑھی

گگن: (س) آسمان

گل: گلا، گردن

گل: مچھلی پکڑنے کا کانٹا (2) سولی

گلنا: پانی پانی ہونا (شرم سے)

گلابہ (ف): گِلاوا، گارا

گوپی: گوالن، کرشن جی کی سہیلی (مذکر گوپ، گوپا: گوالا)

گوش کرنا: سننا

گوشہ: گوشہ گیری اختیار کرنا

گھانی یا گھانا: کولھو

گھٹ: (ہ) خاطر، من

گھٹ: مضبوط، جامد

گھروا: گھر

گھنالے: (گھن والے) گھنے گھونگر والے (بال)

ل

لالن: ساجن، سجن، معشوق

لباسی: نمائشی

لٹ پٹا: البیلا، بے پروا، رنگیلا

لٹاری: لٹیرا
لٹ پٹی: ادھر اُدھر لٹکی ہوئی یا پیچ کشادہ پگڑی
لٹک: ادا، دھج
لٹک کر چلنا: ادا سے چلنا، جھوم کر چلنا
لجانا (= لے جانا)
لڑاہنا: جھلانا، ہلانا (ہاتھ کا) = (ہندی) لُڑھانا
لکھمن (= لچھمن)
لکھیا: لکھا
لگ: تلک
لگا لے کر: لگا کر
لگن: لاگ، دُھن، محبت
لگنا: (دیکھو نظر)
لوئی: لُگائی، عورت، بیوی
لوم (واوِ مجہول) لومڑی
لون (واوِ مجہول) نمک
لھو (= لوہو): لہو، خون
لیانا: لانا
لیلاوتی: علم حساب و ہندسہ کی ایک کتاب سنسکرت میں، جس کا ترجمہ فارسی میں فیضی نے کیا۔

م

ماس: گوشت
مان: عزت، قدر، غرور، تمکنت اغماض
ماند (= مانند)
مت: طریقہ، رویّہ، ڈھنگ، عقیدہ
مٹ (= مٹھ)
مِٹھا (= میٹھا)
مجرد رو: تنہا بغیر کسی سامان سفر کے جانے والا
محل باندھنا: (محل) تعمیر کرنا
مختصر: مختصر المعانی، تلخیص المفتاح قزوینی کی مختصر شرح از سعد الدین تفتازانی
مدھ: شراب، نشہ
مذکر (= مذکور)
مِرگ: ہرن
مڑ: مڑھی
مطلع انوار: مطالع الانوار منطق اور حکمت کی مشہور کتاب۔ مصنفہ سراج الدین محمود الارموی۔ یہ حکمت اشراق میں ہے۔
مطول: سعد الدین تفتازانی کی شرح تلخیص المفتاح، معانی و بیان میں۔
مکھ: منہ، چہرہ

مکھ کتاب: مکھ کی کتاب
مکھ بات: منہ کے سامنے
من: جی
مُنڈا: بند
مند (مونث) = ڈھول
مُنڈی: سر، کھوپڑی
منڈ مالا: خنجر
منسا (س) خواہش، ارادہ، مطلب
مِنکل: ہاتھی
منگنا (= مانگنا) چاہنا
منگل: مریخ (ستارہ)
مِنہل: عربی کی نحو کی کتاب، تالیف
بدرالدین الدمامینی التوفی 762ھ
منے، منیں: میں (طرف)
من ہرن: معشوق، منوہر، موہن
مو، موں: مُنہ
موا: مرا
موہنا: لبھانا، فریفتہ کرنا
موہا: لبھالیا۔ موہ لیا
موہن: معشوق، دلربا
میا (س = مایا) مامتا، محبت، ہمدردی،
مروت
میانے: بیچ میں، درمیان

ن

ناد: آواز
ناکس: نالائق، کمینہ
نال: پاس (پنجاب میں اب بھی
بولتے ہیں)
ناٹوں (بروزن گانوں) نام
نِبل: کمزور
نپٹ: نرا، سراسر، نہایت
نت: سدا، ہمیشہ
نِچھل: خالص، پاک، صاف
نِدھڑک: نڈر، بے خوف، بے کھٹکے،
مطمئن
نِرمل: صاف، بے کدورت
نروالا: محروم
نزک، نزیک (= نزدیک) پاس، قریب
نس: رات
نس دن: رات دن
نظر لگنا: نظر آنا، دکھائی دینا، معلوم ہونا
نفا (= نفع)
نکارا (= نکالا)
نکسنا: نکلنا۔ اُبھرنا
نکو: نہ کرو، مت
نکھ: ناخن

نگار: نقش و نگار

نگرگھٹ (س) شوخ، چنچل

نمن: طرح، مثل

نو (= نہ، نکھ): ناخن

نورنین: نورِ نظر (معشوق کے لیے)

نھانا (= نہانا)

نہینچ: نہیں، نہ (تاکیدی)

نیر: پانی، آنسو

نین، نَین: آنکھ

نینا، نین: آنکھیں، آنکھ

نیہہ: نیہا بھی بولتے ہیں۔ محبت

و

وراں، ورا: سوا

واھاں: وہاں

وضا، وضاں (= وضع)

وو: وہ

وھاں: وہاں

وہانچ: وہیں

وو[illegible]: وہی

ہ

ہاٹ: باز[illegible]

ہاربند: عورتوں کے دست بند (زیور)

ہلک لینا: باندھ لینا، اٹکالینا

ہٹیلا: ہٹی، ضدی

ہت (= ہات، ہاتھ)

ہت چُھٹا: وہ شخص جو ذرا سی بات پر مار بیٹھتا ہو، پیٹنے والا۔

ہردا (س = ہردَے): دل، جی، من

ہری دوار باسی: پکّا برہمن، ہردوار کا رہنے والا

ہلاس: خوشی، شادمانی

ہمن، ہمنا: ہم، ہم کو

ہموں (= ہم لوگوں)

ہمے، ہمیں (= ہم، ہم سب)

ہنس (ن مخلوط) ہنس ایک دریائی پرندہ

ہور: اور، نیز

ہوکر: بروزن گزر

ہوئیں گے: ہوویں گے

ہئی: ہوئی

ہُوے: ہووے کی جگہ، نیز ہوا

ہیا: دل، من، کلیجا، جرأت

ہیکلی: (قرآن): حمائل

ی

یھاں: یہاں۔ یو: یہ

یونچ، یونچھ: یوں ہی

یوں کر: یوں کرکے، اس طرح سے